معاشیات

نہم و دہم

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان، اسلام آباد

بموجب مراسلہ: (No.F.1-1 /2004-CE(Pb) مورخہ 9 مارچ 2005ء

فہرست (حصہ اوّل)

فہرست (حصہ دوم)

مصنّفین:۔ • عذرا عصمت اللہ اعوان • محمود احمد چوہدری

ایڈیٹرز:۔ • روبینہ قمر قریشی • محمد اکرم رانا ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس) / آرٹسٹ: عائشہ وحید

نگران:۔ • محمد رشید، سینئر ماہر مضمون

ناشر:۔ آزاد بک ڈپو، اُردو بازار لاہور مطبع:۔ گنج شکر پرنٹرز، لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

باب1

معاشیات کا تعارف

(Introduction to Economics)

1.1 معاشیات کا مفہوم (Meaning of Economics)

معاشیات کا لفظ یونانی اصطلاح "Oikonomikos" یعنی "Household Management" سے موسوم ہے۔ ابتدائی دور میں معاشیات کا علم نجی انتظام وانصرام پر مشتمل تھا جس میں انسان اپنی لاتعداد خواہشات کو کمیاب ذرائع سے پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا اور یہی سعی نوح انسان کی مادی فلاح و بہبود کا بنیادی محرک ہے۔

انسان فطری طور پر بے شمار اور مختلف نوعیت کی خواہشات میں گھرا ہوا ہے۔ کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو زندہ رہنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں جنھیں ہم ضروریات کہتے ہیں جیسے خوراک، رہائش اور لباس وغیرہ ان کو معاشی اصطلاح میں خواہشات کہتے ہیں۔ کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں جن کے بغیر زندہ تو رہا جاسکتا ہے لیکن زندگی گذارنا مشکل ہوتی ہے مثلاً زندگی کی سہولتیں جیسے گاڑی، فریج وغیرہ آسائشات کہلاتی ہیں۔

ان لامحدود خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان کے پاس ذرائع محدود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو خواہشات میں انتخاب کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ قلیل معاشی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل کر سکے۔ مختصر طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کے معاشی مسئلہ کی بنیاد خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت ہے۔

ذرائع قلیل ہونے کی وجہ سے انسان کو اپنی خواہشات میں سے اہم ترین کا انتخاب کرنا پڑتا ہے اور کم اہم خواہشات کو پسِ پشت ڈالنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے انسان کو ایسے طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں جن کی مدد سے وہ محدود وسائل سے زیادہ سے زیادہ خواہشات کو پورا کر کے اپنی تسکین کے معیار کو بلند ترین کر سکے۔ انسان کے روزمرہ معاملات میں اس طرز عمل کے مطالعہ کو معاشیات کہتے ہیں۔

معاشیات کی بنیادی طور پر دو شاخیں ہیں۔

(1) جزیاتی معاشیات (Micro Economics)

اس معاشیات میں معاشی نظام کے چھوٹے چھوٹے اور الگ الگ حصوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے یعنی معیشت کے ہر جزو کا باریک بینی سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اسی لئے اس کو جزیاتی معاشیات کہتے ہیں۔ مثلاً ایک صارف کا طرزِ عمل معلوم کرنا، ایک شے کی قیمت کا تعین کرنا یا ایک فرم کے رویہ کا تجزیہ کرنا وغیرہ۔

(2) کلیاتی معاشیات (Macro Economics)

اس معاشیات میں معاشی نظام کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی اکائیوں کی بجائے کلی طور پر بڑے بڑے معاشی مجموعوں

کے باہمی ربط کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔مثلاً ایک شخص کی آمدنی کی بجائے قومی آمدنی،ایک شخص کی بیروزگاری کی بجائے ملکی بیروزگاری وغیرہ۔

علم معاشیات کی آج کل کے ترقی یافتہ دور میں بہت اہمیت ہے، انسان انفرادی اور قومی سطح پر اس مضمون کے زرّیں اصولوں اور نظریات کو اپنا کر ترقی کی منزلیں طے کرسکتا ہے۔

1.2 معاشیات کی تعریف (Definition of Economics)

قدیم دور سے جدید دَور تک انسان کا طرزِ عمل اور معاشی حالات تبدیل ہوتے رہے۔اس اعتبار سے معاشیات کی تعریف بھی مختلف انداز اپناتی رہی۔ ہر معیشت دان نے اپنے دور کے معاشی حالات اور ذاتی فکر ونظر سے معاشیات کی تعریف کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔مختلف معیشت دانوں نے معاشیات کی جو تعریف بیان کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

1.3 آدم سمتھ کی پیش کردہ تعریف (Adam Smith's Definition)

آدم سمتھ کو معاشیات کا بانی کہا جاتا ہے۔

اُس کے مطابق "Economics is a Science of Wealth" یعنی ''معاشیات دولت کا علم ہے''۔آدم سمتھ کی کتاب:

"An inquiry into the nature and causes of wealth of nations"

(اقوام کی دولت کی نوعیت اور وجوہات پر تحقیق) دراصل ایک تحقیقاتی مقالہ ہے جو اُس نے 1776 میں لکھا۔اس مقالے میں آدم سمتھ نے معاشیات کی تعریف یوں کی ہے۔

''معاشیات ایک ایسا علم ہے جو پیدائش دولت ،صَرفِ دولت، تقسیمِ دولت اور تبادلۂ دولت پر بحث کرتا ہے''۔

(1) پیدائشِ دولت

چار عاملینِ پیدائش زمین، محنت، سرمایہ، اور تنظیم مل کر دولت پیدا کرتے ہیں اس کو پیدائش دولت کہتے ہیں۔

(2) صرفِ دولت

یہ دولت کا وہ حصہ ہے جو ہم ضروریاتِ زندگی پر صرف کرتے ہیں۔

(3) تقسیمِ دولت

چاروں عاملینِ پیدائش کے درمیان دولت کی تقسیم ہوتی ہے۔زمین کو لگان، محنت کو اُجرت، سرمائے کو سُود اور تنظیم کو منافع حاصل ہوتا ہے۔

(4) تبادلۂ دولت

اس سے مراد دولت کا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ منتقل ہونا ہے۔ جب عاملینِ پیدائش انفرادی یا اجتماعی طور پر معاشی عمل میں حصہ لیتے ہیں تو ایک کا صَرف دوسرے کی آمدنی بن جاتا ہے۔اس طرح دولت اشخاص کے درمیان گھومتی رہتی ہے۔

اُوپر دی گئی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم سمتھ نے معاشیات کو دولت کا علم قرار دیا ہے۔اس کے مطابق لوگ اپنی ذاتی دلچسپیوں

کے لیے غیر محسوس طریقے پر معاشرہ کی مجموعی دولت بنانے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ لوگ اپنے فائدے کے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی بھلا کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح اقوام کی دولت وجود میں آتی ہے۔

جے۔ بی سے (J. B. Say)، جے۔ ایس۔ مِل (J. S. Mill)، اور این۔ ڈبلیو۔ سینیر (N. W. Senior) بھی آدم سمتھ کی طرح معاشیات کو دولت کا علم قرار دیتے ہیں۔ یہ تمام معیشت دان کلاسیکل مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔

مثبت انداز سے سوچا جائے تو دولت کی مدد سے انسان کی بے شمار خواہشات اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔ معاشیات میں دولت سے مراد صرف مال و زر نہیں بلکہ وہ تمام اشیا و خدمات ہیں جن میں ان کی زری مالیت جمع کی جاسکتی ہے۔

1.4 الفرڈ مارشل کی پیش کردہ تعریف (Alfred Marshall's Definition)

نیوکلاسیکل مکتبۂ فکر کے بانی الفرڈ مارشل نے معاشیات کو مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دے کر اس میں نئی روح پھونک دی اور یہی اس کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔ 1890ء میں اس نے (Principles of Economics) یعنی ''معاشیات کے اصول'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں معاشیات کو مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دیا گیا۔ نیوکلاسیکل مکتبِ فکر کے مطابق ''معاشیات میں انسان کے ان افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہے، یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے اس حصہ کا جائزہ لیتا ہے، جس کا اس چیز سے گہرا تعلق ہے کہ خوش حال زندگی کے مادی لوازمات کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں اور کس طرح استعمال کئے جاتے ہیں''۔

"Economics is a study of mankind in the ordinary business of life; it examines that part of individual and social action which is most closely connected with the attainment and with the use of the material requisites of well-being"

مارشل کی تعریف کے اہم نکات:

(1) معاشیات انسان کے روزمرہ معاملات کا علم ہے۔

(2) معاشیات کا تعلق انفرادی اور اجتماعی طور پر مادی لوازمات بنانے سے ہے۔

(3) معاشیات کا تعلق صرف ان معاشی اعمال سے ہے جو انسان کی مادی خوشحالی کا باعث بنتے ہیں۔

(4) معاشیات دولت اقوام کا مطالعہ کرتی ہے کیونکہ اس کی مدد سے انسان کو مادی فلاح حاصل ہوتی ہے۔

مارشل کی تعریف نے معاشیات کے مفہوم اور مقاصد کو ایک نئی شکل دی۔ یعنی معاشیات کا علم انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتا ہے جس سے وہ دولت کماتا ہے اور اپنے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے لئے مختلف ذرائع کی کھوج میں لگا رہتا ہے۔ انسان چونکہ معاشرے کا ایک حصہ ہے اس لئے اس کی انفرادی کوشش اجتماعی نوعیت کی ہوتی ہے، اس وضاحت سے معاشیات کو معاشرتی علم کا درجہ ملا۔

اگرچہ آدم سمتھ کے مقابلے میں مارشل کی تعریف زیادہ جامع اور واضح ہے لیکن ''دولت کا حصول برائے مادی فلاح و بہبود'' کے تصور نے معاشیات کے مضمون کی وسعت کو محدود کردیا۔ اس کے نتیجے میں پروفیسر رابنز کی پیش کردہ تعریف مزید بہتر شکل میں سامنے آئی۔

1.5 پروفیسر رابنز کی پیش کردہ تعریف (Professor Robbin's Definition)

''علمِ معاشیات انسان کے اُس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتا ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بِنا پر اختیار کیا جاتا ہے، جبکہ ذرائع مختلف طور پر استعمال کئے جا سکتے ہیں'' ۔

"Economics is a science which studies human behaviour asa relationship between multiple ends and scarce means which have alternative uses"

رابنز کی تعریف میں درج ذیل انسانی طرزِ عمل کی حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس کی بیان کردہ تعریف کے اہم نکات بھی ہیں۔

(1) محدود ذرائع کی مدد سے بے شمار خواہشات کو پورا کرنے کی انسانی کوشش

(2) ذرائع محدود ہونے کی وجہ سے انسان کو درپیش معاشی مسئلہ

(3) ذرائع کا متبادل استعمال ممکن ہونے کی وجہ سے انتخاب کا مسئلہ

اگر جائزہ لیا جائے تو رابنز نے ''بے شمار خواہشات'' اور ''محدود ذرائع'' جیسے الفاظ استعمال کر کے معاشیات کے مفہوم کو وسیع تر کر دیا۔ یقیناً انسان کا بنیادی مسئلہ بے شمار خواہشات کی محدود ذرائع سے تکمیل کا ہے۔ یعنی اگر ذرائع لامحدود ہوتے تو کوئی معاشی مسئلہ نہ ہوتا اور نہ ہی معاشیات کے مضمون کا وجود عمل میں آتا۔ مزید یہ کہ ذرائع نہ صرف قلیل ہیں بلکہ ان کا متبادل استعمال بھی ہو سکتا ہے مثلاً زمین سرمایہ وغیرہ کو مختلف مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ زمین کے ایک مخصوص ٹکڑے پر گھر بھی تعمیر کیا جا سکتا ہے اور فصل بھی اُگائی جا سکتی ہے۔ لیکن ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب اس کے استعمال سے ہونے والے فائدے یا نقصان کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔

رابنز کی تعریف سب تعریفوں کے مقابلے میں جامع اور حقیقت سے قریب تر سمجھی جاتی ہے۔ اس نے معاشیات کے مضمون کو وسعت دی۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- مارشل کی تعریف کا تعلق ہے:

(الف) غیر مادی لوازمات سے (ب) دولت کے حصول سے

(ج) مادی فلاح و بہبود سے (د) ذرائع کی قلت سے

ii- سب سے واضح اور جامع تعریف پیش کی:

(الف) آدم سمتھ نے (ب) الفرڈ مارشل نے

(ج) رابنز نے (د) اے۔سی۔پیگو نے

iii- معاشیات میں ایسی اشیا کا حوالہ ہے جو:

(الف) قلیل ہیں (ب) محدود ہیں

(ج) جن کی قیمت ہے (د) الف، ب اور ج

iv- آدم سمتھ کی کتاب کس سال میں شائع ہوئی؟

(الف) 1870ء (ب) 1890ء

(ج) 1776ء (د) 1876ء

v- عاملین پیدائش میں شامل ہیں:

(الف) زمین (ب) محنت

(ج) سرمایہ (د) الف، ب اور ج

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- معاشی مسئلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے محدود ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

ii- رابنز نے۔۔۔۔۔۔۔کی تعریف کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

iii- رابنز کے مطابق ذرائع کا۔۔۔۔۔۔۔استعمال ممکن ہے۔

iv- معاشیات کا بانی۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

v- نیو کلاسیکل مکتبِ فکر نے معاشیات کو۔۔۔۔۔۔۔کا علم قرار دیا۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
کمیابی	ایک شخص یا فرم کے مطالعہ سے ہے	
مادی فلاح و بہبود	بڑے معاشی مجموعوں کے مطالعہ سے ہے	
جزیاتی معاشیات کا تعلق	انسان کے طرزِ عمل سے ہے	
کلیاتی معاشیات کا تعلق	ضرورت سے کم ہونا ہے	
معاشرتی سائنس کا تعلق	پیمائش ممکن نہیں ہے	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- علم معاشیات سے کیا مراد ہے؟

ii- الفرڈ مارشل کی تعریف کے الفاظ تحریر کریں۔

iii- آدم سمتھ کی معاشیات کی تعریف بیان کریں۔

iv- جزیاتی اور کلیاتی معاشیات میں کیا فرق ہے؟

v- مادی خوشحالی کے لوازمات سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- ''معاشیات دولت کا علم ہے'' یہ کس معیشت دان کے الفاظ ہیں؟ ان کی وضاحت بھی کریں۔

ii- الفرڈ مارشل کی بیان کردہ معاشیات کی تعریف کی تشریح کریں۔

iii- رابنز کی تعریف کی وضاحت کریں۔

iv- معاشیات کے مفہوم کو تفصیل سے بیان کریں۔

باب 2

معاشیات کے موضوعات

(Subject Matter of Economics)

2.1 حاجات (Wants)

انسان کو تمام زندگی مختلف مادی اور غیر مادی اشیا کی ضرورت رہتی ہے۔ یہی ضروریات/ حاجات کہلاتی ہیں۔ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ معاشی جدوجہد میں مگن رہتا ہے۔ یہ معاشی جدوجہد اشیا وخدمات پیدا کرتی ہیں جن سے خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے اور اس طرح حاجات پوری ہوتی رہتی ہیں۔

2.2 حاجات کی خصوصیات (Characteristics of Wants)

(1) انسان کی حاجات لامحدود ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

(2) یہ ایک وقت میں پوری ہو کر دوبارہ پیدا ہو جاتی ہیں۔

(3) یہ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتی ہیں اور ان میں انتخاب کرنا پڑتا ہے۔

(4) یہ مختلف ذرائع سے پوری ہو سکتی ہیں۔

(5) شدت کے لحاظ سے ان کی اہمیت میں فرق ہے۔

2.3 حاجات کی قسمیں (Kinds of Wants)

حاجات کی درج ذیل دو قسمیں ہیں :

(1) معاشی حاجات (Economic Wants)

یہ وہ حاجات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بال کٹوانے کے لئے ہمیں رقم ادا کرنی پڑتی ہے اگر سکول میں بھوک ستائے تو کوئی شے کھانے کے لئے پیسے ادا کرنا پڑتے ہیں۔

(2) غیر معاشی حاجات (Non-Economic Wants)

یہ وہ حاجات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے ہمیں رقم ادا نہیں کرنی پڑتی مثلاً ہوا اور روشنی وغیرہ۔ غیر معاشی اشیا کو مفت اشیا بھی کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہوا جس میں سانس لیتے ہیں، دھوپ، بارش کا پانی، سمندر کا پانی وغیرہ۔

2.4 حاجات کے درجات (Stages of Wants)

حاجات کے درجات کا انحصار ان کی شدت پر ہے۔ یہ درج ذیل ہیں۔

(1) ضروری حاجات (Necessities)

یہ پہلے درجے کی اہم ترین حاجات ہوتی ہیں کیونکہ ان کے بغیر زندگی کا تصور مشکل ہے مثلاً خوراک، لباس، رہائش وغیرہ۔

(2) آسائشی حاجات (Comforts)

یہ دوسرے درجے کی کم اہم حاجات ہوتی ہیں کیونکہ ان کے بغیر زندگی گذاری جاسکتی ہے۔ آسائشی حاجات کی موجودگی سے زندگی قدرے آسان ہوجاتی ہے مثلاً سواری کے لئے سائیکل کی حاجت، گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لئے پنکھے کی حاجت وغیرہ۔

(3) تعیّشاتی حاجات (Luxuries)

یہ تیسرے درجے کی کم اہم ترین حاجات ہوتی ہیں جن سے زندگی نہ صرف آسان بلکہ عیش وعشرت سے بسر ہوتی ہے۔ مثلاً سواری کے لئے مہنگی اور آرام دہ گاڑی، رہنے کے لئے وسیع وعریض بنگلہ، گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لئے ایئر کنڈیشنر وغیرہ۔

2.5 جدوجہد (Struggle)

انسان اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اَن گنت حاجات کو پورا کرنے کے لئے ہمیں تمام زندگی مسلسل جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔

2.6 جدوجہد کی قسمیں (Kinds of Struggle)

(1) ذہنی جدوجہد (Mental Struggle)

اس کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے۔ ہم کوئی بھی معاشی عمل کرنے سے پہلے اس کا پروگرام بناتے ہیں کہ کس طرح اشیا وخدمات پیدا کی جائیں۔

(2) جسمانی جدوجہد (Physical Struggle)

اس کا تعلق انسان کی جسمانی محنت سے ہے۔ کسی شے کو پیدا کرنے کے لئے مشقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ جدوجہد کی پیائش نہیں ہوسکتی لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ مثال کے طور پر ناظم کا منافع اس کی جدوجہد کا نتیجہ ہے مزدور کی اُجرت اس کی جسمانی کوشش کا صلہ ہے۔

2.7 تسکین (Satisfaction)

ایک شخص اگر کھانا کھا کر اپنی بھوک مٹالے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی بھوک کی تسکین ہوگئی۔ دوسرے لفظوں میں تسکین وہ کیفیت ہے جس کے بعد مزید شے کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی اور انسان کی تسلی ہو جاتی ہے۔ معاشیات میں اس تصور کی بہت اہمیت ہے۔ تسکین کا احساس انتخاب کی بنیاد مہیا کرتا ہے ایک شخص کی جب سیب کھانے کے بعد تسلی ہوجاتی ہے تو وہ دوسری شے کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ ہم یہاں فرض کرتے ہیں کہ صارف (شے استعمال کرنے والا شخص) باشعور ہے۔ وہ اپنی محدود آمدنی میں سے زیادہ سے زیادہ تسکین کا معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی معیار معاشیات میں زیادہ سے زیادہ ’’افادہ‘‘ حاصل کرنا کہلاتا ہے۔

2.8 اشیاوخدمات (Goods and Services)

اشیامادی چیزیں ہوتی ہیں جن سے براہ راست انسان کی حاجات پوری ہوتی ہیں اور یہ مزید اشیابنانے کے کام آتی ہیں۔اشیادوطرح کی ہوتی ہیں۔

(1) اشیائےصرف (Consumer Goods)

یہ وہ اشیاہیں جو ایک صارف یا صارفین استعمال کر کے براہ راست تسکین حاصل کرتے ہیں۔ ان اشیا میں افادہ موجود ہوتا ہے۔صارفین جتنی زیادہ اشیاحاصل کرتے ہیں اتناہی وہ اپنے آپ کوامیرتصور کرتے ہیں۔

(2) اشیائے پیداواریااشیائےسرمایہ (Capital Goods)

یہ اشیامزید پیداوارحاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ان کی طلب ماخوذ طلب کہلاتی ہے۔کیونکہ اشیائےصرف کی طلب کی وجہ سے اشیائے پیداوار کی طلب ہوتی ہے۔ یہ سرمایاتی اشیا(Capital Goods) اشیائے آجرین(Producer's Goods) بھی کہلاتی ہیں۔

اشیائے پیداوار کی تین قسمیں ہیں۔

(1) خام مال

(2) نیم تیارشدہ اشیا

(3) تیارشدہ اشیا

قلت کےاعتبار سےاشیاکی دوقسمیں ہیں۔

(1) مفت اشیا (Free Goods)

مفت اشیاوہ ہوتی ہیں جولامحدود ہوتی ہیں اور جوبغیر پیسے کے حاصل ہوجاتی ہیں۔مثلاً تازہ ہوااورسردیوں کی چمکتی دھوپ وغیرہ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو پیدا کرنے کے لئے وسائل کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ قدرت کی عطا کردہ ہوتی ہیں۔

(2) معاشی اشیا (Economic Goods)

معاشی اشیاوہ ہوتی ہیں جومحدود ہوں اور جن کوحاصل کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔یعنی ان کی قیمت صفر سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان کو پیدا کرنے کے لئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے جس کے اخراجات ادا کرنے پڑتے ہیں اسی لئے یہ کسی نہ کسی قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں۔

خدمات:

خدمات غیرمرئی اشیا (Invisible Goods) ہیں جو براہ راست لوگوں کے استعمال میں آتی ہیں۔استاد کا پڑھانا،ڈاکٹر کا مریضوں کا علاج کرنا،لوگوں کا رفاہ عامہ کا کام کرنا سب خدمات کہلاتی ہیں۔خدمات ایک دوسرے کی حاجات پورا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہ مختلف

نوعیت کی ہوتی ہیں۔

خدمات فنی اور غیر فنی (Technical and Non-Technical) ہو سکتی ہیں۔ خاکروب کا جھاڑو دینا غیر فنی خدمت جبکہ کلرک کا دفتر میں کام کرنا فنی خدمت ہے۔ خدمات بھی اشیا کی طرح خریدی اور بیچی جاتی ہیں۔

یاد رکھیئے کہ اشیائے صارفین اور اشیائے سرمایہ کا فرق ان کی نوعیت (nature) پر نہیں بلکہ استعمال پر ہے۔ اشیا کسی ایک وقت میں اشیائے صارفین اور کسی دوسرے وقت میں اشیائے آجرین کہلا سکتی ہے۔ ہماری گاڑی اگر ہمارے ذاتی استعمال میں ہے تو وہ اشیائے صارفین میں شمار ہوگی جب تک کہ ہم اس کو ٹیکسی کے طور پر استعمال نہ کریں۔

2.9 افادہ (Utility)

عام بول چال میں کسی شے کے استعمال سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ افادہ سمجھا جاتا ہے یہ شے کے کارآمد ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن معاشیات میں اس سے مراد وہ تسکین ہے جو کسی شے کے استعمال کے بعد ایک صارف کو حاصل ہوتی ہے معاشیات میں افادہ اور ''فائدہ مندی'' کے الفاظ مختلف معنی رکھتے ہیں۔ کوئی بھی طبی لحاظ سے مضر شے افادہ رکھ سکتی ہے۔ نشہ آور اشیا انسانی زندگی جلدی ختم کر دیتی ہیں لیکن نشہ کرنے والے کو تسکین حاصل ہوتی ہے اسی لئے ان میں افادہ کی صفت تو موجود ہے لیکن یہ فائدہ مند نہیں۔ اسی لئے اشیا جو افادہ رکھتی ہیں ضروری نہیں کہ وہ فائدہ مند بھی ہوں۔

رویۂ صارف میں ہم افادہ کے مختلف تصورات استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً کل افادہ، مختتم افادہ، تقلیل افادہ وغیرہ۔

(1) کل افادہ (Total Utility)

یہ کسی شے کی تمام اکائیوں سے حاصل کردہ افادہ ہوتا ہے۔

(2) مختتم افادہ (Marginal Utility)

کسی شے کی اگلی اکائی کو استعمال کرنے سے جو کل افادہ میں تبدیلی ہو وہ مختتم افادہ کہلاتا ہے۔

(3) تقلیل افادہ (Diminishing Utility)

کسی شے کی ہر اگلی اکائی کے استعمال سے جو افادہ بتدریج کم ہوتا جاتا ہے اسے تقلیل افادہ کہتے ہیں۔

2.10 افادہ کی خصوصیات (Characteristics of Utility)

(1) افادہ کا انحصار انسان کی خواہش کی شدت پر ہوتا ہے اس لئے ایک شخص کا کسی شے سے افادہ دوسرے شخص کے افادہ سے مختلف ہوتا ہے۔

(2) جس شے کے ایک سے زیادہ استعمال موجود ہوں اس کا افادہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے بجلی اور قدرتی گیس وغیرہ۔

(3) افادہ صارف کی نوعیت پر انحصار کرتا ہے۔ جیسے ایک نابینا کے لئے رنگین تصویروں والی کتاب کوئی افادہ نہیں رکھتی۔

(4) افادہ شے کی شکل میں تبدیلی سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ جنگل میں لکڑی کا موٹا تنا بے کار ہے لیکن جب شہر میں وہ فرنیچر کی شکل اختیار کر

لیتا ہے تو اسی میں افادہ پایا جاتا ہے۔

(5) آب وہوا یا موسم کی تبدیلی سے بھی شے کا افادہ تبدیل ہو جاتا ہے۔گرمیوں میں سردیوں کے کپڑے کوئی افادہ نہیں دیتے۔

(6) شے جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتی ہے تو افادہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ساحل سمندر پر ریت کوئی افادہ نہیں دیتی لیکن جب یہی ریت عمارت کی تعمیر میں استعمال ہوتی ہے تو افادہ دیتی ہے۔

(7) افادہ ایک ذہنی اصطلاح (Subjective Term) ہے اس کی پیمائش نہیں ہوسکتی۔

(8) افادہ معلومات اور جدید تکنیک سے بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔قدرتی گیس جب تک دریافت نہ ہوئی تھی کوئی افادہ نہ رکھتی تھی۔

(9) افادہ،طلب کی بنیاد مہیا کرتا ہے صرف وہی شے طلب کی جاتی ہے جو افادہ رکھتی ہے۔

(10) اگرچہ تمام فائدہ مند چیزیں افادہ رکھتی ہیں لیکن ضروری نہیں تمام افادہ کی حامل چیزیں فائدہ مند بھی ہوں۔

2.11 کمیابی/قلت (Scarcity)

معاشیات میں قلت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسانی اور غیر انسانی ذرائع اتنی اشیا وخدمات پیدا نہیں کرتے کہ ہر انسان کی خواہش پوری کی جاسکے۔کمیابی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شے کم مقدار میں دستیاب ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ شے تمام لوگوں کی طلب کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔کمیابی معاشی مسئلہ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔انسانی حاجات لامحدود ہوتی ہیں۔جبکہ ذرائع قلیل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے معاشی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

معاشی مسئلے کو حل کرنے کے لیے انسان کو اپنی خواہشات میں سے انتخاب کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ قلیل آمدنی سے زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل کرسکے۔

چونکہ معاشی ذرائع اور اشیاء وخدمات کی پیداوار محدود ہوتی ہے اس لئے ہر شے اور خدمت کو پیدا کرنے کے لئے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔اسی لئے ہر شے کی قیمت ہوتی ہے۔اس طرح کمیابی کا براہ راست تعلق قیمت سے ہوتا ہے۔جس نسبت سے شے قلیل ہوگی اسی نسبت سے اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔کمیابی کا تعلق معاشی شے سے ہوتا ہے۔غیر معاشی شے قلیل نہیں ہوتی۔

مختصر یہ کہ کمیابی امیر یا غریب دونوں کے لئے ایک معاشی مسئلہ ہے۔کسی بھی شے کے قلیل ہونے کا مطلب ہے کہ لوگ انتخاب کے مرحلے سے گذر کر زیادہ سے زیادہ تسکین کے معیار کو حاصل کرسکتے ہیں۔

2.12 قدر اور قیمت (Value and Price)

قدر ایک نسبتی اصطلاح (Relative Term) ہے اور یہ دو طرح استعمال ہوتی ہے۔

(1) استعمالی قدر (Value-in-use)

اس کا مطلب ہے کسی شے کا انسانی خواہش کو پورا کرنے کی صلاحیت۔یہ افادہ کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔

(2) متبادل قدر (Value -in -exchange)

قوت خرید کسی شے کی قدر کہلاتی ہے اور اسی کی وجہ سے شے کا تبادلہ ممکن ہوتا ہے یعنی شے ایک شخص کے ہاتھ سے دوسرے شخص کے ہاتھ منتقل ہوسکتی ہے۔ تمام اشیا جن میں تسکین پہنچانے کی صلاحیت ہو وہ استعمالی قدر رکھتی ہیں۔ لیکن ان میں لین دین کی قدر تب ہی ہوگی جب وہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل ہوسکیں اور قلیل بھی ہوں۔

2.13 قدر کے عوامل (Determinants of Value)

(1) اگر کسی شے کا افادہ ہوگا تو قدر بھی ہوگی۔ افادہ اور قدر کا مثبت تعلق ہے۔

(2) مفت اشیا کی قدر نہیں ہوتی۔ صرف کمیاب اشیاء کی قدر ہوتی ہے۔ ہیرے، سونے کی نسبت قلیل ہوتے ہیں اس لئے سونے سے مہنگے ہوتے ہیں یعنی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح سونا، چاندی کی نسبت زیادہ قدر رکھتا ہے۔

(3) جس شے میں نقل پذیری کی صفت ہوتی ہے اس کی ہی قدر ہوتی ہے کوئی شے اگر ایک سے دوسرے کو منتقل نہیں ہوسکتی تو وہ افادہ تو رکھتی ہے لیکن قدر سے محروم ہوتی ہے۔

2.14 قدر اور قیمت کا تعلق (Relationship between Value and Price)

جس شے کی قدر زیادہ ہوگی اُس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ شے کا افادہ دراصل اسکی قدر کی ہی عکاسی کرتا ہے اس لئے معاشیات میں افادہ، قدر اور قیمت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ قیمت کسی بھی شے کی قدر کی عکاسی کرتی ہے۔ جب زر (روپیہ) کا وجود نہ تھا تو شے کے بدلے شے خریدی جاتی تھی آج کل کے ترقی یافتہ دَور میں زر کا استعمال اشیا کے لین دین کو ممکن بناتا ہے۔ قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ملکی معیشت میں خاطر خواہ تبدیلیاں لاتا ہے۔

2.15 دولت (Wealth)

معاشیات میں دولت وسیع معنوں میں لی جاتی ہے۔ ہر وہ چیز دولت کہلاتی ہے جس میں انسانی خواہش کو پورا کرنے کی صلاحیت ہو اور وہ مقدار میں قلیل یا محدود ہو، اس کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

(1) اس میں افادہ پایا جاتا ہے۔

(2) یہ قلیل ہوتی ہے۔

(3) یہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل کی جاسکتی ہے۔

دولت کی چار اقسام ہیں۔

(1) **انفرادی دولت۔** جو اشخاص کی ذاتی ملکیت ہو، مثلاً کسی شخص کی اپنی گھڑی، کپڑے، مکان وغیرہ۔

(2) **سرکاری دولت۔** جو حکومت کی دولت ہو مثلاً سرکاری عمارت، سڑکیں وغیرہ۔

(3) **ملکی دولت۔** ملک کے قدرتی وسائل، دریا، معدنیات وغیرہ۔

(4) **بین الاقوامی دولت۔** مثلاً ہوا، سمندر، خلا وغیرہ۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- کمیابی کی وجہ سے معاشرہ مجبوراً:

(الف) سڑکیں بناتا ہے (ب) وسائل بچاتا ہے

(ج) انتخاب کرتا ہے (د) کام کرنا بند کر دیتا ہے

ii- قلت ہر معاشرے میں موجود ہوتی ہے کیونکہ:

(الف) خواہشات محدود اور وسائل لامحدود ہوتے ہیں۔ (ب) لامحدود خواہشات اور لامحدود وسائل ہوتے ہیں۔

(ج) محدود وسائل اور لامحدود حاجات ہوتی ہیں۔ (د) محدود معلومات اور تکنیکی سہولت ہوتی ہے۔

iii- لفظ ''معاشی'' کا تعلق ہے:

(الف) قلت سے (ب) لامحدود سے

(ج) قیمت سے (د) الف، ب اور ج تمام سے

iv- معاشی شے وہ ہوتی ہے جو:

(الف) منافع پر بیچی جائے (ب) جس کی قیمت ہو

(ج) بہترین کوالٹی کی ہو (د) حکومت نے بنائی ہو

v- معاشیات میں ''مختتم'' کا مطلب:

(الف) زیادہ (ب) کم از کم

(ج) اگلی اکائی کا اضافہ (د) تینوں میں سے کوئی نہیں

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- مختتم افادہ ہر اگلی اکائی سے ــــــــــــ ہے۔

ii- معاشی ــــــــ اشیا و خدمات پیدا کرتی ہے۔

iii- کسی شے کی قدر زیادہ ہونے سے اس کی ــــــــــــ زیادہ ہو جاتی ہے۔

iv- خوراک، لباس اور رہائش ــــــــ حاجات ہیں۔

v- اشیائے سرمایہ کی طلب ــــــــــ طلب کہلاتی ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) کی کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معاشی اشیا کے لئے	اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں	
غیر معاشی اشیا کے لئے	اس میں تسکین کی صفت ہونی چاہیے	
اشیا و خدمات کے لئے	پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں	
اشیائے صارفین کے لئے	پیسوں کی ضرورت نہیں پڑتی	
کسی شے کی طلب کے لئے	اشیائے سرمایہ کی ضرورت پیش آتی ہے	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- معاشی حاجات کیا ہوتی ہیں؟

ii- مفت اشیا سے کیا مراد ہے؟

iii- فادہ سے کیا مراد ہے؟

iv- کمیابی سے کیا مراد ہے؟

v- دولت کی کونسی چار اقسام ہیں؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- انسانی حاجات سے کیا مراد ہے؟ ان کے درجے اور قسمیں بھی بتائیے۔

ii- معاشیات میں افادہ کا مفہوم اور اس کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

iii- شے کی قدر سے کیا مراد ہے؟ اس کے عوامل بیان کریں۔

باب 3

طلب

(Demand)

3.1 طلب کامفہوم (Meaning of Demand)

کسی شے کو خریدنے کا ارادہ اور خریدنے کی قوت کو طلب کہا جاتا ہے۔

"A desire which is accompanied by willingness and power to purchase is called demand"

شے کو حاصل کرنے کی قوت سے مراد روپیہ ہے۔ ہماری خواہشات تو بے شمار ہوتی ہیں، لیکن یہ خواہشات اس وقت تک طلب میں تبدیل نہیں ہوسکتیں جب تک ہم ان کو خریدنے کے قابل نہ ہوں۔ چنانچہ طلب کے لئے بیک وقت دو شرطیں ہیں:

(1) شے خریدنے کا ارادہ (Will to Purchase)

(2) شے خریدنے کی قوت (Power to Purchase)

اس لحاظ سے طلب اور قیمت میں ایک مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے۔ ہم اگر خریداری کے لئے بازار جائیں تو کم قیمت والی اشیا زیادہ خریدتے ہیں اور زیادہ قیمت والی اشیا کم خریدتے ہیں۔ چنانچہ طلب کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے۔

''طلب سے مراد شے کی وہ مقدار ہے جو خریدار مختلف قیمتوں پر خریدنے کے لئے رضامند ہوں''۔

"Demand is the amount of a good that buyers want to purchase at different prices"

3.2 قانونِ طلب (Law of Demand)

" دیگر حالات بدستور رہتے ہوئے، اگر کسی چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کی طلب سُکڑ جاتی ہے اور اگر کسی چیز کی قیمت کم ہو جائے تو اس کی طلب پھیل جاتی ہے"

"Other things remaining the same, if price of a good rises, then quantity demanded falls and if price falls, then the quantity demanded rises "

اس سے ظاہر ہوا کہ مقدارِ طلب قیمت کا تفاعل (Function) ہے۔

اس کی تفاعلی مساوات یوں ہوگی: $Qd = f(P)$

(Quantity demanded a the function of price)

تعریف میں ''دیگر حالات بدستور رہتے ہوئے'' سے مراد درج ذیل عوامل کو یکساں تصور کرنا ہے جن کو مفروضات کہتے ہیں۔

3.3 قانونِ طلب کے مفروضات (Assumptions of Law of Demand)

(1) صارف یا خریدار کی آمدنی:

صارف کی آمدنی میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ اگر قیمت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آمدنی بھی بڑھ جائے تو قانونِ طلب کے مطابق طلب کم نہیں ہوگی۔

(2) متبادل اشیا موجود نہ ہوں:

قانون کو دُرست کرنے کے لیے ضروری ہے کہ متبادل اشیا کی قیمیں نہ بدلیں۔ متبادل اشیا ایک دوسرے کانعم البدل ہوتی ہیں مثلاً چائے اور کافی۔

(3) پسند اور فیشن:

صارف کی پسند اور ناپسند میں فرق نہ پڑے ورنہ قانون کے مطابق قیمت کی تبدیلی سے طلب تبدیل نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر صارفین کسی شے کو پہلے سے زیادہ پسند کرنے لگیں، یا شے کا فیشن ہوجائے تو قیمت میں اضافے کے باوجود طلب کم نہ ہوگی۔

(4) آبادی کا حجم:

اگر آبادی میں کسی وجہ سے اچانک اضافہ ہوجائے تو بغیر قیمت میں تبدیلی کے طلب میں اضافہ ہوجائے گا۔

(5) مستقبل کی توقعات:

اگر لوگوں کو مستقبل میں کسی شے کی قلت ہونے کا اندیشہ ہو تو بھی اس شے کی قیمت یکساں ہونے کے باوجود اس کی طلب میں اضافہ ہوجائے گا۔

(6) زر کی مقدار:

قیمت بدستور رہے لیکن اگر زر میں اضافہ یا کمی ہوجائے تو بھی طلب میں تبدیلی ہوجاتی ہے۔

3.4 قانونِ طلب کی گرافی تعبیر:

قانونِ طلب کی تحریری وضاحت کے بعد یہاں ہم اس کی مزید تشریح گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے کریں گے۔

طلب کا گوشوارہ:3.1

پیاز کی قیمت (روپوں میں)	پیاز کی طلب (کلوگرام)
40	5
30	10
20	15
10	20

طلب کا گوشوارہ ہمیں بتاتا ہے کہ قیمتوں کی مختلف سطح پر مقدارِطلب بھی مختلف ہوتی ہے۔ جب پیاز 40 روپے فی کلوگرام ہے تو اس کی مقدارِطلب صرف 5 کلوگرام ہوتی ہے۔ اگر پیاز سستا ہو تو زیادہ مقدار طلب کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب قیمت 10 روپیہ ہوتی ہے تو طلب بھی زیادہ ہو جاتی ہے یعنی 20 کلوگرام۔ مطلب یہ ہوا کہ جب پیاز مہنگا ہوتا ہے تو کم اور جب سستا ہوتا ہے تو زیادہ خریدا جاتا ہے۔ یعنی کسی شے کی قیمت اور طلب میں معکوس رشتہ پایا جاتا ہے۔

طلب کا ڈائیگرام **3.1**
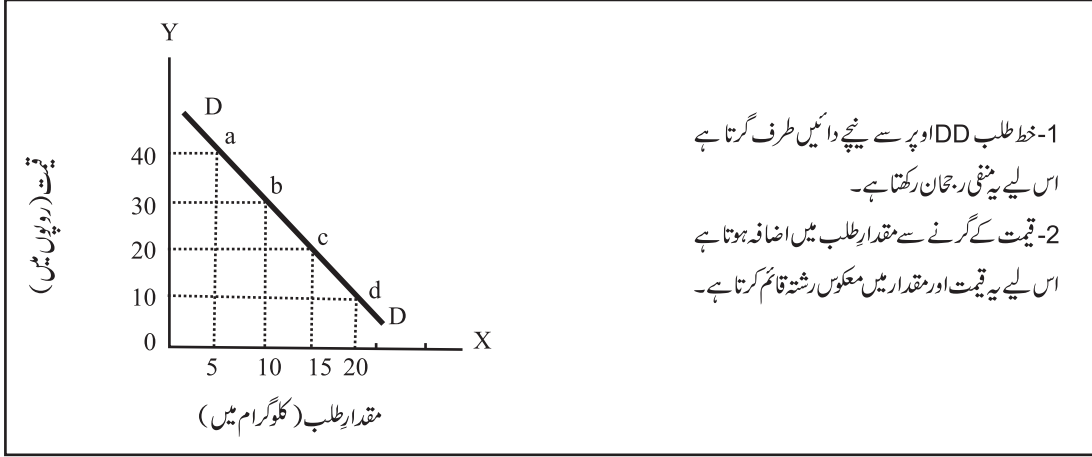
طلب کا خط DD ڈائیگرام 3.1 میں بنایا گیا ہے۔ اس میں ox پر طلب کی مقدار کلوگراموں میں لی گئی ہے جبکہ oy پر قیمت روپوں میں لی گئی ہے۔ ox خط کو افقی اور oy خط کو عمودی خط کہتے ہیں۔ معاشیات میں ہمیشہ قیمت عمودی اور مقدار افقی خط پر ناپی جاتی ہے۔

اگر ہمیں منڈی میں رائج قیمت معلوم ہو تو خطِ طلب پر ایک نظر ڈالتے ہی یہ علم ہو جاتا ہے کہ صارف شے کی کتنی مقدار طلب کرتا ہے۔ طلب کے خط پر ہر نقطہ خاص قیمت پر مخصوص مقدارِطلب ظاہر کرتا ہے۔ یہ خط اوپر سے نیچے بائیں سے دائیں جانب گرتا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قیمت جب گرتی ہے تو مقدارِطلب بڑھتی ہے۔ نقطہ a پر قیمت 40 روپے ہو تو مقدارِطلب 5 کلوگرام ہے۔ جبکہ نقطہ b پر 30 روپے قیمت کے مقابل مقدارِطلب 10 کلوگرام ہے۔ اسی طرح نقطہ c پر قیمت 20 روپے اور طلب 15 کلوگرام اور نقطہ d پر قیمت 10 روپیہ اور طلب کی مقدار 20 کلوگرام ہے۔ ان تمام نقاط a,b,c اور d کو ملانے سے خط طلب حاصل ہوتا ہے۔

طلب کی لچک:

قیمت میں تبدیلی کے ردِعمل کے طور پر مقدارِطلب میں جو متناسب تبدیلی ہوتی ہے وہ طلب کی لچک کہلاتی ہے۔

زیادہ لچکدار طلب:

جب قیمت میں معمولی تبدیلی سے طلب میں زیادہ تبدیلی ہو تو طلب زیادہ لچکدار ہوتی ہے۔

کم لچکدار طلب:
جب قیمت میں زیادہ تبدیلی سے طلب میں کم تبدیلی ہو تو طلب کم لچکدار ہوتی ہے۔

غیر لچکدار طلب:
جب قیمت تو تبدیل ہو لیکن طلب میں کوئی تبدیلی نہ آئے تو طلب غیر لچک دار ہوتی ہے۔

3.5 قانونِ طلب کی حدود (Limitations of Law of Demand)
خاص حالات میں یا بعض اشیا پر یہ قانون درست ثابت نہیں ہوتا اس لئے قانون کی کچھ حدود موجود ہیں جن کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(1) گھٹیا اشیا (Inferior Quality Goods)
یہ وہ اشیا ہوتی ہیں جن کو کم درجے کی حامل سمجھا جاتا ہے۔ان اشیا کی قیمت اگر گر جاتی ہے تو صارف ان کو زیادہ مقدار میں نہیں خریدتا لہٰذا ان اشیا پر قانون طلب لاگو نہیں ہوتا۔

(2) کمیاب اشیا (Scarce Goods)
اگر مستقبل قریب میں کسی شے کی قلت پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی لوگ قیمت بڑھنے پر زیادہ مقدار طلب کرتے ہیں۔ یہ بھی قانون کے خلاف عمل ہے۔ایسی صورت میں بھی قانونِ طلب کا اطلاق نہیں ہوگا۔

(3) گِفن اشیا (Giffen Goods)
گِفن اشیا کا تصور پروفیسر گفن (Giffen) نے پیش کیا۔ان اشیا پر بھی قانون طلب لاگو نہیں ہوتا۔مثلاً گندم کے مقابلہ میں جَو ایک ادنیٰ شے ہے، اگر جَو کی قیمت کم ہو جائے تو لوگ اس کی طلب بڑھانے کی بجائے گندم کی کچھ زیادہ مقدار خرید لیں گے اور جَو کی طلب میں اضافہ نہیں ہوگا۔

(4) نہایت قیمتی اشیا (Precious Goods)
اگر کسی شے کا استعمال باعثِ امتیاز سمجھا جائے مثلاً قیمتی ہیرے جواہرات وغیرہ۔ ان کی قیمت میں اضافہ بھی ہو جائے تو طلب کم نہیں ہوگی بلکہ اور بڑھ جائے گی کیونکہ ان کے استعمال سے وہ لوگ منفرد نظر آئیں گے۔

3.6 طلب پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل (Other Factors Affecting Demand)
قانون طلب کے مطابق اگر شے کی قیمت میں تبدیلی ہو تو مقدار طلب بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ قیمت میں تبدیلی کے علاوہ چند اور عوامل بھی طلب میں تبدیلیاں لاتے ہیں یہ درج ذیل ہیں:۔

(1) پسند/ ناپسند (Liking / Disliking)

اگر آپ کو چاکلیٹ پسند ہے تو آپ کا دوست شاید آئس کریم پسند کرتا ہو۔ کسی بھی شے کی خواہش کرنے میں انسان کی ذاتی ترجیحات اور پسند اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بہت سی اشیا کی طلب، مثلاً کپڑے یا بالوں کا انداز، فیشن کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ لوگ قیمت کی تبدیلی کے بغیر طلب میں تبدیلی لے آتے ہیں۔

(2) آمدنی (Income)

بہت سی اشیا کی مقدارِ طلب آمدنی کے بڑھنے سے بڑھ جاتی ہے مثلاً لباس کی خریداری آمدنی کے بڑھنے سے بڑھ جاتی ہے۔ ایسی اشیا جن کی مقدارِ طلب، آمدنی کے بڑھنے سے بڑھ جاتی ہے ان کو نارمل اشیا (Normal Goods) کہتے ہیں۔

لیکن کچھ حالات میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اگر آمدنی کے بڑھنے سے اشیا کی طلب کم ہو جائے تو ایسی اشیا کو گھٹیا اشیا کہتے ہیں۔

(3) آبادی (Population)

لوگ ہی چونکہ خریدار ہوتے ہیں اس لئے آبادی کے بڑھنے سے طلب بھی بڑھ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر لوگ جب دیہات سے شہروں کا رخ کرتے ہیں تو مکانوں، ہوٹلوں اور ذرائع آمدورفت کی طلب بڑھ جاتی ہے۔

(4) دیگر متعلقہ اشیا کی قیمتیں (Prices of other Related Goods)

یہاں ہم اشیا کی تین اقسام بیان کرتے ہیں۔

(i) نعم البدل اشیا (Substitute Goods)

(ii) تکمیلی اشیا (Complementary Goods)

(iii) خودمختار اشیا (Independent Goods)

(i) نعم البدل اشیا (Substitute Goods)

نعم البدل اشیا کی قسم میں اگر ایک شے کی قیمت چڑھتی ہے تو اس کی متبادل شے کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر بکرے کے گوشت کی قیمت چڑھے گی تو مرغی کے گوشت کی مقدار طلب بڑھے گی۔ یہاں مرغی کا گوشت' بکرے کے گوشت کا متبادل ہے اور سستا ہے۔

(ii) تکمیلی اشیا (Complementary Goods)

تکمیلی اشیا کی قسم میں اگر ایک شے کی قیمت چڑھتی ہے تو اس کے ساتھ استعمال ہونے والی دوسری شے کی مقدارِ طلب گرتی ہے۔ اگر ٹینس بال کی قیمت چڑھے گی تو ٹینس ریکٹ کی مقدار طلب گرے گی۔

(iii) خودمختار اشیا (Independent Goods)

خودمختار اشیا کی قسم میں ایک شے کی قیمت میں اضافہ سے کسی دوسری خودمختار شے کی مقدار طلب میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور

پر کمپیوٹر کی قیمت بڑھنے سے گاڑی کی مقدارِ طلب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(5) توقعات (Expectations)

اگر کسی خاص شے کی مستقبل قریب میں قیمت بڑھنے کی توقع ہو تو اس کی مقدارِ طلب بڑھ جاتی ہے اگر لوگوں کو اندیشہ ہو کہ چینی کی قیمت چڑھ جائے گی تو لوگ زیادہ چینی خریدنا شروع کر دیں گے تاکہ ذخیرہ کر سکیں۔

(6) زر کی مقدار (Quantity of Money)

زر کی مقدار زیادہ ہونے سے اشیا کی مقدارِ طلب بڑھ جاتی ہے اور زر کی مقدار کم ہونے سے اشیا کی مقدارِ طلب گر جاتی ہے۔

(7) موسمی حالات (Climate Conditions)

گرم موسم میں برف کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے جبکہ سرد موسم میں برف کی مقدار طلب کم ہو جاتی ہے اسی طرح ائیر کنڈیشنر کی طلب گرمیوں میں زیادہ اور سردیوں میں کم ہو جاتی ہے۔

(8) شے کا معیار (Standard of Good)

اگر شے کا معیار پہلے سے بہتر ہو جائے تو بھی مقدارِ طلب بڑھ جاتی ہے۔ گرمیوں میں کسی بھی مشروب میں اگر برف ڈال دی جائے تو اس کا معیار بہتر ہو جاتا ہے، اگر پیپسی کو لا ٹھنڈی ہو گی تو قیمت یکساں ہونے کے باوجود زیادہ طلب کی جائے گی۔

(9) نئی تکنیک (New Techniques)

کبھی کبھی نئی تکنیک کے نتیجے میں بھی کسی شے کی مقدارِ طلب تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کاغذ اور قلم کے بجائے کمپیوٹر پر کتاب جلدی اور بہتر لکھی جا سکتی ہے تو کمپیوٹر کی مقدار طلب میں اضافہ ہو جائے گا۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- اگر کسی شے کی قیمت گر جاتی ہے تو اس شے کی مقدار طلب:

(الف) بڑھ جاتی ہے (ب) گر جاتی ہے

(ج) یکساں رہتی ہے (د) الف، ب اور ج

ii- طلب کے خط کا رجحان ہوتا ہے:

(الف) نیچے سے اوپر (ب) اُفقی

(ج) عمودی (د) اوپر سے نیچے دائیں طرف

iii- قانون طلب کا اطلاق نہیں ہوتا اگر اشیا ہوتی ہیں:

(الف) گھٹیا (ب) نایاب

(ج) قلیل (د) الف، ب اور ج

iv- کسی ایک شے کی قیمت چڑھنے سے متبادل شے کی:

(الف) قیمت گر جاتی ہے (ب) قیمت بڑھ جاتی ہے

(ج) طلب بڑھ جاتی ہے (د) طلب گر جاتی ہے

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- جب شے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چڑھ جاتی ہے تو مقدار طلب گر جاتی ہے۔

ii- گھٹیا شے کی قیمت کم ہونے سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گر جاتی ہے۔

iii- باعث امتیاز شے کی قیمت زیادہ ہونے سے طلب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاتی ہے۔

iv- قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے طلب میں تبدیلی کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
تکمیلی شے	ایسی شے جس کی قیمت گرنے سے مقدار طلب گر جاتی ہے	
گھٹیا شے	ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب گر جاتی ہے	
نارمل شے	ایسی شے جس کی قیمت چڑھنے سے طلب بھی چڑھ جاتی ہے	
کمیاب شے	ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب بڑھ جاتی ہے	
متبادل شے	ایک شے کی قیمت گرنے سے اس کی مقدارِ طلب بڑھ جاتی ہے	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- طلب کی تعریف کیجئے۔

ii- طلب کی تفاعلی مساوات بیان کیجئے۔

iii- طلب کی لچک سے کیا مراد ہے؟

iv- خطِ طلب کا رجحان کیا ہوتا ہے؟

v- ''قانون طلب میں دیگر حالات یکساں رہیں'' سے کیا مراد ہے؟

vi- خطِ طلب کس بات کی وضاحت کرتا ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- قانون طلب کی تعریف بیان کریں؟ نیز اس کے مفروضات بھی تحریر کیجئے۔

ii- قانون طلب کی وضاحت گوشوارہ اور ڈائیگرام کی مدد سے کیجئے۔

iii- قانون طلب سے کیا مراد ہے؟ اس کی حد بندیاں بیان کیجئے۔

iv- قیمت کے علاوہ ان عوامل کی وضاحت کریں جو مقدار طلب میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔

باب 4

رسد

(Supply)

4.1 رسد کا مفہوم (Meaning of Supply)

''اشیا کی وہ مقدار جو ایک خاص وقت اور مخصوص قیمت پر فروخت کے لئے منڈی میں پیش کی جاتی ہے رسد کہلاتی ہے۔'' اس تعریف میں دو باتیں غور طلب ہیں۔

(1) مخصوص قیمت (Specific Price)

جس طرح قیمت کے بغیر طلب نہیں ہو سکتی اسی طرح قیمت کے بغیر رسد کی وضاحت نامکمل ہے۔ ہمیشہ شے کی کسی قیمت پر مقدارِ رسد لی جاتی ہے۔

(2) خاص وقت (Specific Time)

رسد کے ساتھ وقت کا حوالہ ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ رسد۔ یعنی مقدارِ رسد کا تعین اسی وقت ہو سکتا ہے اگر وقت کی حد بندی کی جائے۔

4.2 رسد اور ذخیرہ میں فرق (Difference Between Supply and Stock)

ذخیرہ کسی شے کی وہ مقدار ہے جو منڈی میں فروخت کے لئے پیش نہیں کی جاتی بلکہ سٹاک کی صورت میں موجود رہتی ہے۔ پس رسد کا تعلق قیمت سے ہوتا ہے جبکہ ذخیرہ آجرین کے پاس موجود تو ہوتا ہے لیکن فروخت نہیں ہوتا۔ یہ ذخیرہ اس وقت رسد کی صورت اختیار کرتا ہے جب آجر کو طے شدہ قیمت پر خاطر خواہ منافع ملنے کی امید ہوتی ہے، اگر قیمت زیادہ ہو تو آجر رسد میں اضافہ کر دیتا ہے تاکہ زیادہ منافع کما سکے اسی طرح جب قیمت کم ہو تو آجر رسد میں کمی کر دیتا ہے تاکہ وہ نقصان سے بچ سکے۔

4.3 قانونِ رسد (Law of Supply)

رسد اور قیمت کے باہمی تعلق کو قانونِ رسد کی مدد سے بہتر طور پر واضح کیا جا سکتا ہے۔ اس کی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے۔

''اگر کسی شے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو مقدارِ رسد بھی بڑھ جاتی ہے اور اگر کسی شے کی قیمت کم ہو جاتی ہے تو رسد بھی کم ہو جاتی ہے جبکہ دیگر حالات تبدیل نہ ہوں''۔

'یہاں دیگر حالات تبدیل نہ ہوں' سے مراد درج ذیل مفروضات ہیں۔

(1) مصارفِ پیدائش میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

(2) طریقہ پیدائش میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

(3) ملک کے قدرتی وسائل میں تبدیلی نہ ہو۔

(4) عاملین پیدائش کی قیمتوں میں تبدیلی نہ ہو۔

4.4 قانونِ رسد کی گرافی تعبیر

رسد کا گوشوارہ:

رسد کے گوشوارے 4.1 میں پیاز کی قیمتیں پیاز کی رسد فی کلوگرام کے حساب سے درج کی گئی ہیں، جب قیمت 20 روپے سے بڑھ کر 40 روپے ہو جاتی ہے تو پیاز کی رسد بھی 10 کلوگرام سے بڑھ کر 20 کلوگرام ہو جاتی ہے۔ چونکہ قیمت کے بڑھنے سے رسد بھی بڑھ جاتی ہے اسی طرح قیمت اگر گر جاتی ہے تو مقدارِ رسد بھی گر جاتی ہے۔ گویا قیمت اور مقدارِ رسد میں مثبت رجحان پایا جاتا ہے۔

رسد کا گوشوارہ: 4.1

پیاز کی قیمت (روپوں میں)	پیاز کی مقدار رسد (کلوگرام میں)
20	10
40	20
60	30
80	40

رسد کا ڈائیگرام **4.1**
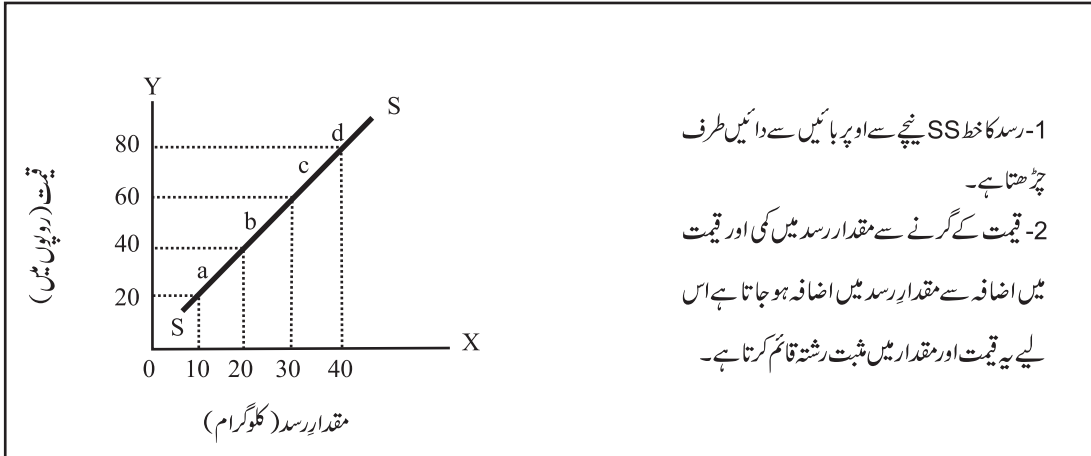
ڈائیگرام 4.1 قانونِ رسد کے مطابق رسد کا خط۔

اُوپر ڈائیگرام میں ss رسد کا خط ہے جو بائیں سے دائیں اوپر کو اُٹھتا ہے۔ یہ خط گوشوارے کے مطابق بنایا گیا ہے۔ ox محور پر مقدارِ رسد اور oy محور پر قیمت لی گئی ہے۔ پیاز کی 20 روپے قیمت پر مقدارِ رسد 10 کلوگرام ہے۔ جب قیمت 40 روپے ہوجاتی ہے تو مقدارِ رسد بھی بڑھ کر 20 کلوگرام ہوجاتی ہے۔ قیمت کے بڑھتے جانے سے مقدارِ رسد بھی بڑھتی جارہی ہے یعنی قیمت 60 روپے پر مقدارِ رسد 30 کلوگرام اور قیمت 80 روپے پر مقدار رسد بڑھ کر 40 کلوگرام ہوجاتی ہے۔اس طرح c,b,a اور d نقاط کو ملانے سے خطِ رسد حاصل ہوتا ہے۔ قیمت اور مقدارِ رسد کے نقاط کے اشتراک سے خط ss کھینچا گیا ہے۔اس کا مثبت رجحان ظاہر کرتا ہے کہ قیمت کے بڑھتے جانے سے مقدارِ رسد میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس کی تفاعلی مساوات یوں ہوگی۔

$$Qs = f(P)$$

یعنی مقدارِ رسد قیمت کا تفاعل ہے۔ (Quantity supplied is a function of price)

4.5 رسد کی لچک (Elasticity of Supply)

طلب کی لچک کی طرح رسد کی لچک کا تصور بھی معاشیات میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ قیمت کی تبدیلی کی وجہ سے مقدارِ رسد میں جو متناسب تبدیلی آتی ہے اس کو رسد کی لچک کہتے ہیں۔تمام اشیا کی رسد کی لچک ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔رسد کی لچک کے مختلف درجات ہیں۔

(1) زیادہ لچکدار رسد (More Elastic Supply)

اگر اشیا کی قیمت میں معمولی تبدیلی سے ان کی رسد میں بہت بڑی تبدیلی آئے تو ان اشیا کی رسد زیادہ لچکدار ہوتی ہے۔

(2) کم لچکدار رسد (Less Elastic Supply)

اگر اشیا کی قیمت میں بہت بڑی تبدیلی سے ان کی رسد میں معمولی تبدیلی آئے تو ان اشیا کی رسد کم لچکدار ہوتی ہے۔

(3) غیر لچکدار رسد (Inelastic Supply)

اگر قیمت میں تبدیلی کے باجود رسد میں تبدیلی نہ آئے تو وہ غیر لچکدار رسد کہلاتی ہے۔

4.6 رسد میں قیمت کے علاوہ تبدیلی پیدا کرنے والے عوامل

(Factors Affecting Supply Other than Price)

درج ذیل عوامل میں تبدیلی سے رسد کی مقدار تبدیل ہوجاتی ہے۔

(1) اشیا کی لاگتِ پیدائش (Cost of Production)

جب شے کو تیار کرنے کی لاگت میں کمی بیشی ہو تو مقدارِ رسد میں بھی تبدیلی آتی ہے۔اگر لاگتِ پیدائش میں اضافہ ہوجائے تو رسد کم

ہو جاتی ہے اور لاگتِ پیدائش میں کمی رسد میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

(2) اشیا کو بنانے کے طریقے (Methods of Production)

کسی شے کے بنانے کے طریقے اس کی لاگتِ پیدائش کو تبدیل کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے رسد میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔

(3) موسمی حالات (Climatic Conditions)

اگر موسمی حالات کی وجہ سے زرعی اور اس کے ساتھ منسلک صنعتی شعبہ میں پیداوار پر منفی اثر پڑے تو رسد میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور اگر مثبت اثرات ہوں تو اشیا کی رسد بڑھ جاتی ہے۔

(4) ذرائع نقل و حمل (Means of Transportation)

اشیا کی رسد کا دارومدار ذرائع نقل و حمل کی نوعیت پر بھی ہوتا ہے اگر یہ ذرائع بہتر ہوں تو رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیا کی منڈی کو وسعت ملتی ہے۔

(5) آجر پر لگائے ہوئے ٹیکسوں کی شرح (Rate of Taxes)

زیادہ ٹیکس لگنے سے آجر کا منافع کم ہو جاتا ہے جس سے رسد میں کمی آ جاتی ہے۔

(6) ملک کا سیاسی اور معاشی نظام (Political and Economic System)

ملک میں عدم استحکام کی صورت میں آجر کا منافع بھی متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے رسد میں کمی واقع ہو جاتی ہے، لیکن اگر حالات نہایت سازگار ہوں تو پیداوار کے بڑھنے سے رسد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- رسد کا مطلب ہے:

(الف) ایک خاص آجر کے پاس کل مقدار

(ب) خریدنے والوں کی تعداد

(ج) مختلف قیمتوں پر فروخت کرنے کے لئے پیش کی جانے والی مقدار

(د) مقدارِ رسد کو خریدنے کی قوت

ii- خطِ رسد کا جھکاؤ ہوتا ہے:

(الف) منفی (ب) مثبت

(ج) افقی (د) عمودی

iii- زیادہ لچکدار رسد کا مطلب ہے:

(الف) جب قیمت میں تبدیلی کے بغیر رسد میں معمولی تبدیلی ہو۔

(ب) جب قیمت تبدیل ہو لیکن رسد تبدیل نہ ہو۔

(ج) جب قیمت میں معمولی تبدیلی سے رسد میں غیر معمولی تبدیلی ہو۔

(د) جب قیمت میں غیر معمولی تبدیلی سے رسد میں معمولی تبدیلی ہو۔

iv- درج ذیل میں سے کون سی چیز رسد کو تبدیل نہیں کرتی؟

(الف) مصارفِ پیدائش (ب) سیاسی نظامِ حکومت

(ج) موسمی حالات (د) آمدنی کا معیار

v- کون سی بات درست نہیں ہے:

(الف) عام طور پر رسد ذخیرہ کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ (ب) خطِ رسد کا رجحان منفی ہوتا ہے۔

(ج) رسد قیمت کا تفاعل ہے۔ (د) رسد میں لچک کی وجہ سے مقدارِ رسد تبدیل ہوتی ہے۔

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- کسی شے پر ٹیکس لگانے سے اس کی پیداوار-------- جاتی ہے۔

ii- رسد کا خط-------رجحان رکھتا ہے۔

iii- رسد ذخیرہ کا ایک------ہوتی ہے۔

iv- مقدارِ رسد قیمت کا------ہے۔

v- قیمت کے بڑھنے سے مقدارِ رسد -------جاتی ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم(الف) اورکالم (ب)میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم(ج)میں لکھیں۔

کالم(الف)	کالم(ب)	کالم (ج)
رسد کی لچک	قیمت میں معمولی تبدیلی لیکن رسد میں واضح تبدیلی	
اگر قیمت زیادہ ہوتو آجر	رسد میں کمی کر دیتا ہے	
اشیا پر ٹیکس	قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے مقدارِ رسد میں تبدیلی	
زیادہ لچکدار رسد	قیمت میں زیادہ تبدیلی لیکن رسد میں معمولی تبدیلی	
کم لچکدار رسد	رسد میں اضافہ کر دیتا ہے	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- رسد سے کیا مراد ہے؟

ii- رسد اور ذخیرہ میں کیا فرق ہے؟

iii- رسد کا گوشوارہ کیا ظاہر کرتا ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- قانونِ رسد کی تعریف بیان کیجئے اوراس کی وضاحت گوشوارہ اور ڈائیگرام کی مدد سے کیجئے۔

ii- قیمت کے علاوہ اور کون سے عوامل رسد کو تبدیل کرتے ہیں؟

باب5

توازن اور قیمت کا تعین

(Equilibrium and Price Determination)

5.1 توازن (Equilibrium)

توازن ایسی حالت کو ظاہر کرتا ہے جس میں کسی قوت (وجہ) میں تبدیلی کی گنجائش نہ ہو۔ توازن کا لفظ طبعی اور معاشرتی دونوں علوم میں استعمال ہوتا ہے اور معاشیات میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ عام فہم میں ایک دُکاندار توازن کے لئے ترازو کا استعمال کرتا ہے۔ معاشیات میں توازن کا مطلب ہوتا ہے جب بیچنے اور خریدنے والے ایک قیمت سے متفق اور مطمئن ہوں۔

طلب اور رسد کو ایک ساتھ استعمال کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح منڈی کی قوتیں شے کی ایک خاص قیمت اور مقدار کا تعین کرتے ہوئے توازن قائم کرتی ہیں۔

5.2 معاشی توازن (Economic Equilibrium)

دیگر حالات کو یکساں تصور کرتے ہوئے ایک خریدار ہمیشہ کم قیمت پر شے بیچنے والے کو تلاش کرتا ہے اور ایک بیچنے والے کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ قیمت وصول کرے، لیکن توازن کے لئے ضروری ہے کہ ایک ہی قیمت پر سمجھوتا ہو ورنہ منڈی میں ایک قیمت رائج نہ ہوگی اور نہ ہی توازن ہوگا۔ جب ایک قیمت مقرر ہو جاتی ہے تو یہ توازنی قیمت کہلاتی ہے۔

5.3 مکمل مقابلہ (Perfect Competition)

منڈی میں توازن کو بیان کرنے کے لئے ہم فرض کرتے ہیں کہ منڈی میں مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے۔ مکمل منڈی وہ کہلاتی ہے جہاں خریدار اور بیچنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہو اور کوئی بھی اپنے انفرادی عمل سے شے کی قیمت یا مقدار پر اثر انداز نہ ہو سکے، یعنی اسے تبدیل نہ کر سکے۔

5.4 یکساں قیمت (Same Price)

مکمل منڈی میں ایک قیمت کا اصول کام کرتا ہے۔ جب رسد و طلب کی قوتیں اور خریدار و بیچنے والوں کا مزاج پُرسکون (توازن میں) حالت میں آجائے تو شے کی ایک قیمت رائج ہو جاتی ہے۔ خریدار اور فروخت کار کے ذاتی مفاد کی مقابلہ کی قوتیں، رسد اور طلب کی مدد سے اس اہم نتیجے کا باعث بنتی ہیں۔

5.5 منڈی کا توازن (Market Equilibrium)

توازنی قیمت پر تمام خریدار شے کو خریدنے پر مائل ہوتے ہیں اور تمام بیچنے والے شے کی مقدار کو بیچنے پر راضی ہوتے ہیں۔ جب شے کی رسد اور طلب برابر ہو جاتی ہیں تو اُس وقت ایک ہی قیمت طے ہو جاتی ہے اس کو منڈی کا توازن کہتے ہیں۔ اس مقام پر قیمت، توازنی قیمت اور مقدار، توازنی مقدار کہلاتی ہے۔

5.6 توازن اور قیمت کا تعین (Equilibrium and Price Determination)

منڈی میں قیمت اور مقدار کا تعین رسد اور طلب کی مدد سے ہوتا ہے۔اس کو درج ذیل گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے مزید واضح کیا جاتا ہے۔

5.7 گوشوارے سے توازن کی وضاحت

گوشوارے میں قیمت بلند ترین (50 روپے) معیار سے کم ترین (10 روپے) معیار کی طرف حرکت کرتی ہے جو مقدارِ طلب اور قیمت میں معکوس/ اُلٹ رشتہ کو ظاہر کرتا ہے یعنی قیمت زیادہ ہو تو کم مقدار اور قیمت کم ہو تو زیادہ مقدار طلب کی جاتی ہے جبکہ قیمت اور مقدارِ رسد میں مثبت رشتہ پایا جاتا ہے یعنی قیمت زیادہ ہو تو زیادہ مقدار اور قیمت کم ہو تو کم مقدار رسد کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

گوشوارہ 5.7: اشیا کی منڈی میں توازنی قیمت اور مقدار کا تعین

پیاز کی مقدارِ رسد (کلوگرام) (قیمت اور رسد میں براہِ راست رشتہ) Qs	پیاز کی مقدارِ طلب (کلوگرام) (قیمت اور طلب میں معکوس رشتہ) Qd	پیاز کی قیمت روپوں میں (فی کلوگرام) P
20	4	50
16	8	40
12	12	30
8	16	20
4	20	10

اوپر دیا گیا گوشوارہ دیکھیے۔ پیاز کی 30 روپے قیمت پر رسد اور طلب دونوں برابر ہیں، یعنی 12 کلوگرام۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قیمت پر 12 کلوگرام پیاز خرید اور فروخت کے لیے دستیاب ہے۔اس طرح 30 روپے توازنی قیمت اور 12 کلوگرام توازنی مقدار منڈی میں طے پائی اور یہی صورتِ حال منڈی کے توازن کو ظاہر کرتی ہے۔

5.8 ڈائیگرام سے توازن کی وضاحت
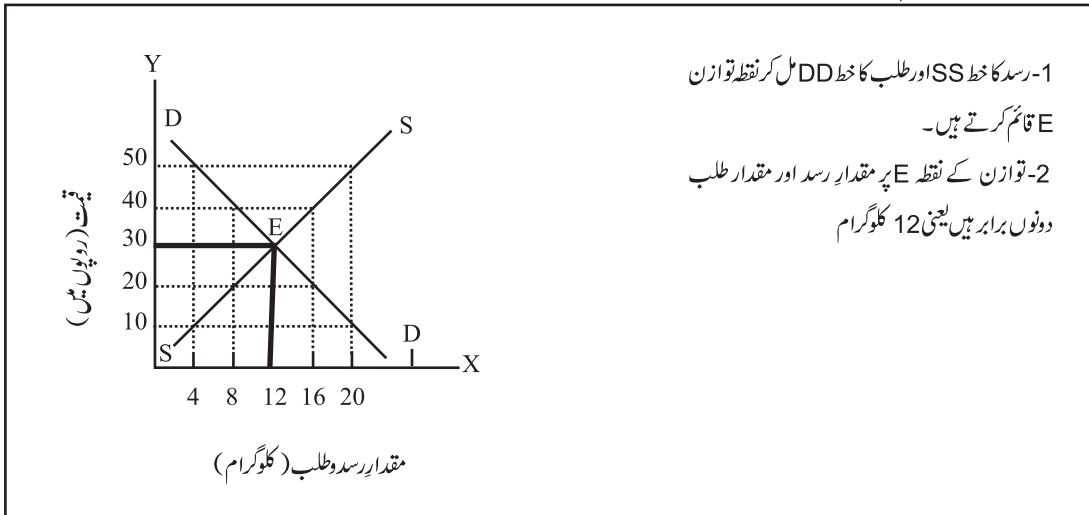
گوشوارہ 5.7 میں دیئے گئے مواد کی بنیاد پر ڈائیگرم 5.8 بنایا گیا ہے۔ خطِ طلب کی ڈھلان اُوپر سے نیچے کی طرف ہے جو اس کے منفی رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ قیمت اور مقدارِ طلب میں معکوس رشتہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف خطِ رسد کی ڈھلان نیچے سے اُوپر کی طرف ہے جو اس کے مثبت رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ قیمت اور مقدارِ رسد میں براہِ راست رشتہ پایا جاتا ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے گئے ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- طلب اور رسد کا باہمی اشتراک بتاتا ہے:

(الف) شے کی توازنی قیمت (ب) شے کی توازنی مقدار

(ج) منڈی میں توازن (د) الف، ب اور ج

ii- منڈی میں توازن اس وقت ہوتا ہے جب:

(الف) مصارفِ پیدائش تبدیل نہ ہوں (ب) مصارف پیدائش کم ہو رہے ہوں۔

(ج) صارفین کی حاجات کی تسکین ہو (د) شے کی طلب اور رسد برابر ہوں۔

iii- توازن کا مطلب ہے:

(الف) ایسی حالت جو ممکن نہیں (ب) غیر مستقل کیفیت

(ج) ایسی حالت جو تبدیل نہ ہوسکے (د) مستحکم حالت

سوال نمبر 2۔ درج ذیل سوالات میں خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- طلب اور رسد سے منڈی کا ۔۔۔۔۔۔۔۔قائم ہوتا ہے۔

ii- جب طلب ۔۔۔۔۔۔۔۔کے برابر ہوتی ہے تو منڈی کا توازن ہوتا ہے۔

iii- منڈی کی قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتی ہے۔

iv- مکمل مقابلے کی منڈی میں کوئی بھی اپنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے قیمت اور مقدار پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

v- خطِ طلب کا رجحان ۔۔۔۔۔۔۔ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم(الف)	کالم(ب)	کالم (ج)
منڈی	جہاں رسد اور طلب برابر ہوں۔	
مکمل مقابلہ	جو منفی رجحان رکھتا ہے۔	
توازنی قیمت	جو مثبت رجحان رکھتا ہے۔	
خطِ طلب	ایسی جگہ ہے جہاں خریدنے اور بیچنے والے موجود ہوتے ہیں۔	
خطِ رسد	جہاں کوئی اپنے انفرادی عمل سے قیمت مقرر نہیں کرسکتا۔	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- منڈی کے توازن سے کیا مراد ہے؟

ii- توازنی قیمت کیا ہوتی ہے؟

iii- معاشی توازن کیا ہوتا ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- رسد اور طلب کی مدد سے منڈی کا توازن گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے بیان کیجئے۔

ii- توازنی قیمت اور توازنی مقدار سے کیا مراد ہے؟ گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے بیان کیجئے۔

باب6

منڈی اور پیدائشِ دولت

(Market and Production)

6.1 منڈی کا مفہوم (Meaning of Market)

عام طور پر منڈی سے مراد وہ خاص جگہ لی جاتی ہے جہاں اشیا کی خرید وفروخت ہوتی ہے، لیکن معاشیات میں منڈی کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔اس سے مراد وہ تمام علاقہ یا جگہ ہے جہاں اشیا بیچنے اور خریدنے والے آسانی سے براہِ راست یا بالواسطہ ایک دوسرے سے مل کر اشیا کا سوداطے کر سکیں۔منڈی کا بنیادی مقصد اشیا کے لین دین کو ممکن بنانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ خریدار اور بیچنے والے ذاتی طور پر ہی ملیں۔ یہ رابطہ ٹیلیفون، تار، انٹرنیٹ یا فیکس کے ذریعے بھی ہوسکتا ہے۔

تعریف: پروفیسر بینہم (Benham) کے مطابق ''کوئی بھی ایسی جگہ جہاں خریدار اور بیچنے والے کے درمیان چاہے براہ راست یا ڈیلرز کے ذریعہ سے اتنا قریبی تعلق ہو کہ منڈی کے ایک حصہ میں شے کی قیمت دوسرے حصے میں اداشدہ قیمت پر اثر انداز ہو''۔

"A market is a place where buyers a d sellers are in such close contact with eachother, either directly or hrough dealers, that the prices obtainable in one place of the market affect the prices paid in other places"

لپسے (Lipsey) کے مطابق ''منڈی وہ جگہ ہے جہاں خریدار اور بیچنے والے واضح شناخت شدہ شے کے لین دین پر تبادلۂ خیال کرتے ہیں''۔

"A market is an area over which buyers and sellers negotiate for the exchange of a well-defined commodity" .

6.2 منڈی کی قسمیں (Kinds of Market)

مقابلے کے لحاظ سے منڈی کی دو قسمیں ہیں۔

6.3 مکمل منڈی (Perfect Market)

مکمل منڈی میں ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما ہوتا ہے اور یہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے اگر چند شرائط پوری کی جائیں۔
مکمل مقابلے کی منڈی کی درج ذیل شرائط ہیں:۔

(1) خریداروں اور فروختکاروں کی کثرت (Large number of Buyers and Sellers)

اس میں بیچنے اور خریدنے والوں کی بہت زیادہ تعداد ہوتی ہے اور ان میں سے کوئی بھی انفرادی طور پر قیمت کو تبدیل نہیں کر سکتا۔تمام فرم منڈی میں رائج قیمت کو قبول کرتی ہیں۔

(2) شے کی یکسانیت (Homogenity of Products)

تمام فرمیں ایک ہی معیار کی اشیا پیدا کریں اس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ ہو۔یعنی شکل وصورت اور پیکنگ ایک ہی طرح کی ہو۔اس بنیاد پر مصارفِ پیدائش یکساں ہوتے ہیں اور قیمت بھی ایک مقرر ہو جاتی ہے۔

(3) آزادانہ داخلہ اور اخراج (Free Entry and Exit)

نئے بیچنے والے کو منڈی میں داخلے کی مکمل آزادی ہو اور پہلے سے موجود بیچنے والے کو منڈی چھوڑنے کی راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

(4) منڈی کے حالات سے مکمل آگاہی (Perfect Knowledge)

شے خریدنے اور بیچنے والے کو منڈی کے حالات سے پوری آگاہی ہو۔یعنی شے بنانے والا قیمت اور مصارف سے اچھی طرح واقف ہو اور شے خریدنے والا بھی شے کی قیمت اور معیار سے مکمل آگاہ ہو۔اس بنیاد پر منڈی میں ایک ہی قیمت پر طلب اور رسد برابر ہو جاتی ہیں اور ایک ہی قیمت کا اصول قائم ہو جاتا ہے۔

(5) عاملینِ پیدائش کی مکمل نقل پذیری (Mobility of Factors)

اس کا مطلب ہے کہ عاملینِ پیدائش کو مکمل طور پر آزادی ہوتی ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکیں،اگر عاملِ پیدائش کو کسی اور جگہ زیادہ معاوضہ ملتا ہو تو وہ اس جگہ آسانی سے منتقل ہو سکے۔اس نقل پذیری کی وجہ سے عاملین کے معاوضے تمام پیداواری شعبوں میں برابری کا رجحان رکھتے ہیں۔

6.4 غیر مکمل منڈی (Imperfect Market)

اس قسم کی منڈی میں ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما نہیں ہوتا۔اس لئے اگر مکمل مقابلے کی منڈی کی شرائط پوری نہ ہوں تو وہ غیر مکمل مقابلے کی منڈی بن جاتی ہے۔اس طرح کی منڈی میں ایک فرم اپنے انفرادی عمل سے قیمت کو تبدیل کر سکتی ہے۔ایسی منڈی کی خصوصیات درج ذیل ہیں:۔

(1) بیچنے والے کثیر تعداد میں موجود نہیں ہوتے۔

(2) اشیا مختلف ہونے کی وجہ سے قیمتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

(3) عاملین پیدائش میں عدم نقل پذیری ہوتی ہے اس لیے ان کے معاوضے بھی مختلف ہوتے ہیں اور یوں فرم کے اخراجات یکساں نہیں رہتے جس کی وجہ سے قیمتوں میں بھی فرق آ جاتا ہے۔

(4) صارفین کو منڈی کے حالات سے مکمل آگاہی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ شے کو کم ترین قیمت پر خرید نہیں پاتے یا پھر زیادہ قیمت پر گھٹیا کوالٹی کی شے خرید لیتے ہیں۔اس لئے غیر مکمل مقابلے کی منڈی میں صارفین کے مفادات نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

6.5 قلیل عرصہ کی منڈی (Short Period Market)

قلیل عرصے میں دوطرح کی منڈی ہوتی ہے۔

(1) یومیہ منڈی (Daily Market)

یہ روزانہ کی منڈی بھی کہلاتی ہے۔اس میں قیمت ہر روز مختلف ہوتی ہے۔ یہ ان زرعی اجناس پر مشتمل ہوتی ہے جو جلد خراب ہو جاتی ہیں اور ان کا ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا۔اس منڈی کا عرصہ اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب کاشتکار اپنی تیار فصل منڈی میں بیچنے کے لئے لاتے ہیں۔رسد معین ہوتی ہے اور طلب میں اضافے کے باوجود بڑھائی نہیں جاسکتی۔اس میں رسد کا خط عمودی ہوتا ہے جو غیر لچکدار رسد ظاہر کرتا ہے۔اس لئے قیمت کا تعین صرف طلب کی مدد سے ہوتا ہے مثلاً دودھ کی منڈی، مچھلی منڈی، سبزی اور فروٹ کی منڈی وغیرہ۔

(2) قلیل عرصہ کی منڈی (Short Period Market)

اس منڈی میں شے جلد خراب نہیں ہوتی اس لیے اس کا ذخیرہ ممکن ہوتا ہے۔اس کا عرصہ یومیہ منڈی سے ذرا لمبا ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے منڈی کے حالات کے مطابق کچھ حد تک رسد میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے، لیکن عرصہ اتنا طویل نہیں ہوتا کہ نئی مشینری یا آلات لگائے جاسکیں جس کا مطلب ہے کہ معینہ عاملین پیدائش مثلاً زمین تبدیل نہیں کئے جاسکتے۔صرف متغیر عاملین پیدائش یعنی محنت اور خام مال تبدیل ہوسکتے ہیں۔اس منڈی کی رسد کا خط کم لچکدار ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ مقدار رسد میں تبدیلی قیمت کی نسبت کم ہوتی ہے۔

6.6 طویل عرصہ کی منڈی (Long Period Market)

یہ عرصہ کافی لمبا ہوتا ہے اور معینہ عاملین پیدائش کی مقدار طلب میں اضافہ کے نتیجے میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس طرح معینہ عاملین پیدائش بھی متغیر ہو جاتے ہیں۔رسد کا خط یہاں زیادہ لچکدار ہوتا ہے۔فرم کا صنعت میں آزادانہ داخلہ اور اخراج ہوتا ہے۔ان اُمور کی وجہ سے قلیل عرصہ کی نسبت طویل عرصہ میں فرم اپنی رسد میں زیادہ اضافہ کرسکتی ہیں۔اس عرصہ میں قیمت کو مقرر کرنے میں رسد کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔قلیل عرصہ میں اگر وقتی طور پر طلب کے بڑھنے سے قیمت بڑھ جائے تو طویل عرصے میں رسد کے بڑھنے سے قیمت دوبارہ معیاری سطح پر واپس آ جاتی ہے۔

6.7 پیدائشِ دولت (Production of Wealth)

پیدائشِ دولت کا مطلب صرف اشیا کا بنانا نہیں ہے بلکہ افادہ کو جنم دینا بھی ہے۔کوئی بھی محنت اگر کسی نہ کسی صورت میں افادہ کو جنم دیتی ہے تو وہ پیداواری عمل کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔افادہ کے ساتھ ساتھ ایک شے کی قدر کا ہونا بھی ضروری ہے۔معاشیات کی زبان میں اگر ایک شے افادہ تو رکھے لیکن اس میں قدر نہ ہو تو وہ پیدائشِ دولت نہیں کہلاتی۔ پیدائشِ دولت میں صرف اشیا ہی نہیں بلکہ خدمات بھی شامل ہیں۔ پیدائشِ دولت میں شے کی نوعیت بدل جاتی ہے، لکڑی کا ٹکڑا جب کرسی کی شکل اختیار کرلے تو یہ پیدائشِ دولت کہلائے گی۔

6.8 عاملینِ پیدائش کی اہمیت (Importance of Factors of Production)

پیداوار ضروری ذرائع کے بغیر ناممکن ہے۔ان ذرائع میں کارخانے، زرعی زمین، انسانی ہنر، دفاتر اور دوکانیں وغیرہ شامل ہیں۔

ان ذرائع کو معاشی اصطلاح میں عاملینِ پیدائش یا مدّاخل بھی کہتے ہیں۔

عاملین پیدائش چار قسم کے ہوتے ہیں۔زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم۔آیئے یہاں ان کی خصوصیات اور اہمیت تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

6.9 زمین (Land)

یہ سب سے پہلا بنیادی عاملِ پیدائش ہے، اس سے مراد صرف سطح زمین نہیں جس پر ہم چلتے پھرتے یا رہتے ہیں، بلکہ اس میں ہر وہ شے شامل ہے جو ہمیں قدرت کی طرف سے بطور عطیہ مفت ملی ہے۔زمین تمام قدرتی وسائل پر مشتمل ہے۔مٹی کی قدرتی زرخیزی، معدنیات کی دولت، آب و ہوا، سمندر، پہاڑ اور جنگلات وغیرہ سب ذرائع ہی ہیں۔ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) نے زمین کی تین خصوصیات بتائی ہیں جو اس کو دیگر عاملین پیدائش سے ممتاز کرتی ہیں۔(1) زمین قدرت کا عطیہ ہے۔ (2) اس کی رسد معین ہے۔ (3) کارخانوں میں پیداوار زمین کی مرہونِ منت ہے۔

زمین کی بنیادی خصوصیت یہی ہے کہ یہ کسی بھی معاشی عمل کے لئے جگہ مہیا کرتی ہے۔الفرڈ مارشل کے الفاظ میں ''انسان کے کسی بھی عمل کے لئے زمین کی سطح ایک بنیادی شرط ہے جو اسے کچھ بھی کرنے کے لئے جگہ مہیا کرتی ہے''۔

"Earth surface is a primary condition of anything that a man can do; it gives him room for his action."

زمین کی اہمیت (Importance of Land)

(1) یہ سب سے پہلا اور بنیادی عامل پیدائش ہے۔اس کے بغیر کوئی بھی معاشی عمل ممکن نہیں۔

(2) یہ انسان کو خوراک مہیا کرتی ہے۔اس سے پھل، سبزیاں اور اجناس حاصل ہوتی ہیں۔

(3) اس کی وجہ سے بڑی بڑی عمارتیں اور گھر تعمیر ہوتے ہیں۔

(4) زرخیز پیداواری زمین کی مدد سے ملک میں معاشی ترقی ممکن ہوتی ہے۔

(5) زرعی ترقی کا انحصار بہترین زمین پر ہی ہوتا ہے۔

(6) صنعتی شعبہ کے لئے خام مال زرعی شعبہ سے حاصل ہوتا ہے۔

(7) زمین سے ہمیں پہاڑ، جنگلات، دریا، سمندر، معدنیات جیسے کوئلہ اور پیٹرول وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

6.10 محنت (Labour)

یہ دوسرا عاملِ پیدائش ہے۔اس سے مراد انسان کی ذہنی اور جسمانی کوشش ہے جس سے وہ روزی کمانے کے قابل ہوتا ہے۔معاوضے کے بغیر کوئی بھی انسانی کوشش محنت نہیں کہلاتی۔محنت نہ صرف ایک عاملِ پیدائش ہے بلکہ یہ معاشی ترقی کی وجہ بھی ہے جو لوگ معاشی ترقی میں حصہ لیتے ہیں وہ صارفین بھی ہوتے ہیں۔صارفین کی مجموعی طلب کاروباری طبقہ کو پیدائشِ دولت کی طرف راغب کرتی ہے۔اس لئے محنت کو خاص مقام حاصل ہے۔یہ بات یاد رکھیے کہ مزدور خود نہیں بلکہ اس کی محنت خریدی جاتی ہے۔

محنت کی اہمیت

پیدائشِ دولت میں محنت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

(1) محنت ایک سرگرم عاملِ پیدائش ہے جس کے بغیر زمین استعمال میں نہیں لائی جاسکتی ہے۔ زمین کی پیداواری صلاحیت مزدور کی محنت سے ہی اُجاگر ہوتی ہے۔

(2) ہمارے زیرِ استعمال تمام اشیا محنت کا ثمر ہیں۔ضروریاتِ زندگی سے لے کر تعیّشاتی اشیا تک سب انسانی محنت کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں۔

(3) صنعتی ممالک مثلاً برطانیہ، امریکہ اور جاپان کی قومی آمدنی کا زیادہ تر حصہ مزدوروں کی محنت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

(4) زرعی ممالک مثلاً پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں زرعی اجناس کی پیداوار مزدوروں کی محنت کا ثمر ہے۔

6.11 سرمایہ (Capital)

یہ انسان کا بنایا ہوا عاملِ پیدائش ہے۔ یہ اشیا و خدمات کو پیدا کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ پروفیسر چیپ مین (Chapman) کے مطابق۔ ''سرمایہ وہ دولت ہے جو آمدنی پیدا کرتی ہے یا آمدنی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے یا اس سے آمدنی پیدا کرنے کا ارادہ ہو''۔

"Capital is the wealth which yields an income or aids in the production of an income or is intended to do so."

آدم سمتھ کے مطابق، ''سرمایہ کسی شخص کی دولت کا وہ حصہ ہے جس سے مزید آمدنی حاصل کی جائے''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سرمایہ دولت کا وہ حصہ ہے جو مزید آمدنی پیدا کرنے کا باعث ہو۔

سرمائے کی اہمیت (Importance of Capital)

(1) دیگر عاملین پیدائش کی طرح سرمایہ بھی کم اہم نہیں۔ اس کے بغیر زمین اور محنت سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔

(2) بڑی بڑی فرمیں سرمائے کے بغیر کاروبار نہیں کرسکتیں۔

(3) جدید آلات اور مشینری کی شکل میں سرمایہ پیداوار میں اضافہ کرتا ہے اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(4) سرمائے کا زیادہ سے زیادہ استعمال زرعی اور صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے میں مدد دیتا ہے۔

(5) سرمائے کا زیادہ استعمال فرم کی استعداد میں اضافے کا سبب ہوتا ہے۔

(6) سرمائے سے اُجرتوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(7) آجرین اشیا کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں فروخت کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اس کے لئے اشتہار بازی کا سہارا لیا جاتا ہے جو سرمایہ کی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔

6.12 تنظیم یا آجر (Entrepreneur)

اشیا پیدا کرنے کے لئے تینوں عاملینِ پیدائش یعنی زمین، محنت اور سرمائے کو باہم ملا کر ان سے کام لینے کے لئے جس عاملِ پیدائش کی ضرورت ہوتی ہے اسے تنظیم یا آجر کہتے ہیں۔ آجر تمام کاروبار سنبھال کر نہ صرف ذاتی منافع حاصل کرتا ہے بلکہ دیگر عاملینِ پیدائش کو معاوضے بھی ادا کرتا ہے۔ ہر کاروبار میں یقیناً خطرہ بھی ہوتا ہے اس لئے آجر کو کبھی کبھار نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے۔

پروفیسر نیون (Newin) کے مطابق، ''آجر ایسا فرد ہے جو زمین، محنت اور سرمایہ میں منظّم ربط پیدا کرے اور یہ فیصلہ کرے کہ ہر عاملِ پیدائش کی کس قدر اکائیاں لگائی جائیں اور کون سی اشیا پیدا کی جائیں''۔

پروفیسر سٹونیئر اور ہیگ (Stonier and Hague) نے ان الفاظ میں آجر کی تعریف کی ہے،

''آجر یا ناظم اور دیگر عاملینِ پیدائش میں بنیادی فرق یہ پایا جاتا ہے کہ زمین، محنت اور سرمایہ کرایہ پر حاصل کیے جا سکتے ہیں لیکن تنظیم کرایہ پر حاصل نہیں کی جا سکتی''۔

آجر کی اہمیت (Importance of Entrepreneur)

(1) آجر اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی شے کب، کہاں اور کتنی مقدار میں پیدا کی جائے، اس طرح وہ پیدائشِ دولت میں اہم کام انجام دیتا ہے۔

(2) آجر کی مدد سے عاملینِ پیدائش کا اشتراک ہوتا ہے جس کے بغیر کوئی شے بھی بنائی نہیں جا سکتی۔

(3) آجر کی معاملہ فہمی کی وجہ سے ملکی وسائل پوری استعداد سے کام میں لائے جاتے ہیں۔

(4) ایک قابل آجر مناسب اور معیاری عاملین کے اشتراک سے نہ صرف اپنا منافع بڑھاتا ہے بلکہ ملک کی معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(5) آجر ہی کی وجہ سے تقسیمِ دولت ممکن ہوتی ہے۔ آجر معاہدے کے مطابق زمین کو لگان، محنت کو اُجرت، اور سرمائے کو سود ادا کرتا ہے۔

(6) جدید تحقیق کی مدد سے آجر نئے نئے طریقہ پیدائش کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس سے وہ اپنے مصارفِ پیدائش کم سے کم رکھ کر زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے اس عمل سے قوم و ملک کی ترقی بھی ہوتی ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- یہ منڈی کا فرض نہیں ہوتا کہ وہ :

(الف) اشیا کے لین دین کو ممکن بنائے

(ب) خریدار اور بیچنے والے کو آپس میں ملائے

(ج) قیمت کا تعین کرے

(د) زیادہ سے زیادہ پیداوار دے

ii- درج ذیل میں سے کون سا عاملِ پیدائش نہیں ہے :

(الف) محنت (ب) پیداوار

(ج) زمین (د) سرمایہ

iii- مقابلے کے لحاظ سے منڈی کی قسمیں ہوتی ہیں :

(الف) چار (ب) چھ

(ج) دو (د) تین

iv- مکمل مقابلہ کی منڈی کی یہ شرط نہیں ہوتی کہ :

(الف) دکانداروں کی کثرت ہو (ب) شے کی یکسانیت ہو

(ج) عاملینِ پیدائش کی نقل پذیری ہو (د) ایک ہی شے کی قیمت مختلف ہو

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- زمین طویل عرصہ میں ۔۔۔۔۔۔۔ عاملِ پیدائش بن جاتا ہے۔

ii- یومیہ منڈی میں خطِ رسد ۔۔۔۔۔۔۔ لچکدار ہوتا ہے۔

iii- تمام عاملینِ پیدائش ۔۔۔۔۔۔۔ عرصے میں متغیر ہو جاتے ہیں۔

iv- طویل عرصے میں ۔۔۔۔۔۔۔ کے بڑھنے سے قیمت معیاری حد پر آ جاتی ہے۔

v- سرمایہ کسی شخص کی دولت کا وہ حصہ ہے جس سے ۔۔۔۔۔۔۔ حاصل کی جائے۔

سوال نمبر 3۔کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
غیر مکمل مقابلے کی منڈی میں	قیمت ہر روز مختلف ہوتی ہے۔	
طویل عرصہ کی منڈی میں	اشیا کی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں۔	
یومیہ منڈی میں	زمین متغیر عاملِ پیدائش ہوتی ہے۔	
مکمل مقابلے کی منڈی میں	ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔	
قلیل عرصے کی منڈی میں	زمین معینہ عاملِ پیدائش ہوتی ہے۔	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- زمین سے کیا مراد ہے؟
ii- محنت سے کیا مراد ہے؟
iii- سرمایہ سے کیا مراد ہے؟
iv- تنظیم سے کیا مراد ہے؟
v- یومیہ منڈی میں قیمت روزانہ کیوں بدلتی ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- منڈی سے کیا مراد ہے؟ مقابلے کے لحاظ سے اس کی قسمیں بیان کیجئے۔
ii- مکمل مقابلے اور غیر مکمل مقابلے کی منڈیوں میں فرق کو واضح کیجئے۔
iii- قلیل عرصے اور طویل عرصے کی منڈیوں کی خصوصیات بیان کیجئے۔
iv- عاملینِ پیدائش کی اہمیت پر نوٹ لکھیے۔
v- پیدائش دولت میں سرمائے کے کردار کی وضاحت کیجئے۔

باب 7

پاکستان کے معاشی مسائل اور ان کا حل

(Economic Problems of Pakistan and Remedial Measures)

7.1 غربت (Poverty)

پاکستان میں غربت بنیادی معاشی مسئلہ ہے۔ کسی بھی ملک میں غربت کا عام طور پر انحصار دو عوامل پر ہوتا ہے۔

(1) قومی آمدنی کی عام سطح

(2) قومی آمدنی کی تقسیم۔

ملک میں قومی آمدنی کی عام سطح جتنی پست ہوگی، غربت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اسی طرح قومی آمدنی کی تقسیم جتنی زیادہ غیر مساوی ہوگی، غربت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

پاکستان میں غربت کی کئی صورتیں ہیں۔ یہاں غریب آدمی کی آمدنی اس قدر کم ہے کہ وہ ضروریاتِ زندگی سے بھی محروم ہے۔ آبادی کا زیادہ حصہ تعلیم، صحت اور پینے کے صاف پانی کو حاصل نہیں کر پاتا۔ شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں میں حالات اور بھی زیادہ خراب ہیں۔

7.2 پاکستان میں غربت کی وجوہات (Causes of Poverty in Pakistan)

(1) بیروزگاری (Unemployment)

پاکستان میں روزگار کے مواقع کم ملتے ہیں جس کی وجہ سے بیروزگاری کا مسئلہ موجود ہے۔ پاکستان کے اکنامک سروے 18-2017ء کے مطابق بیروزگاری کی تعداد 4.01 ملین ہے۔

(2) کم پیداواریت (Low Productivity)

پاکستان میں مختلف شعبوں کی پیدواری صلاحیت عموماً کم رہی ہے جس کو بڑھانے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے گئے ہیں۔ پاکستان کی خام قومی پیداوار (GNP) میں اضافہ کی شرح 1980ء کے عشرے میں 5.5 فی صد تھی۔ اکنامک سروے 07-2006ء کے مطابق یہ شرح بڑھ کر 6.7 فیصد ہوگئی ہے۔ اکنامک سروے 18-2017 کے مطابق یہ شرح 5.8 فیصد ہوگئی۔

(3) کم فی کس آمدنی (Low Per Capita Income)

پاکستان کی فی کس آمدنی بہت کم ہے۔ اس کی بڑی وجہ آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے اور پیداوار کا کم ہونا ہے۔ پاکستان کے اکنامک سروے 18-2017ء کے مطابق پاکستان کی فی کس آمدنی 1,600 امریکی ڈالر سالانہ ہے جو دوسرے ملکوں کے مقابلے میں کافی کم ہے۔

(4) دولت کی غیر مساوی تقسیم (Unequal Distribution of Wealth)

پاکستان میں امیر لوگ امیر تر اور غریب لوگ غریب تر ہوتے جارہے ہیں۔ پاکستان میں کل آمدنی کا زیادہ تر حصہ امیر لوگوں کے پاس ہے جبکہ بہت تھوڑا حصہ غریب لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔

(5) ناقص صحت (Poor Health)

پاکستان میں صحت کی بنیادی سہولتیں ناکافی ہیں، جس کی وجہ سے عام آدمی کی صحت ناقص ہے جو پیداواری صلاحیت کو متاثر کرتی ہے۔

7.3 اصلاح کے طریقے (Remedial Measures)

(1) غربت کو کم کرنے کے لئے تمام انسانی، قدرتی اور سرمایاتی وسائل کو مستعد طریقے سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

(2) لوگوں کو بہتر طبی سہولتیں مہیا کی جانی چاہئیں تاکہ ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں بڑھ سکیں۔

(3) پیداواری صلاحتیں بڑھنے سے حقیقی قومی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے جو لوگوں کا معیارِ زندگی بلند کرتا ہے۔ اس لئے فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔

(4) مربوط ترقیاتی پروگرام شروع کیے جائیں جس کی مدد سے سماجی ترقی، روزگار کے مواقع اور افرادی قوت میں اضافہ ہو، اور تمام شعبے یکساں ترقی کرسکیں۔

(5) سرکاری سطح پر ایسی پالیسیاں بنائی جائیں جن میں نجی شعبہ کی بھرپور شمولیت ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ آبادی کو فائدہ پہنچے اور معاشی ترقی کے ثمرات عام آدمی تک رسائی حاصل کرسکیں۔

7.4 ناخواندگی (Illiteracy)

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لئے تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں تعلیمی سہولتیں بہت ہی کم ہیں۔ ہمارے ملک کی کل قومی آمدنی کا صرف 2.2 فیصد تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے جو بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے ناکافی ہے اور جس کی وجہ سے شرح خواندگی 2017-18ء میں صرف 58 فی صد ہوسکی ہے جو دوسرے ممالک کے مقابلے میں اب بھی بہت کم ہے۔

7.5 ناخواندگی کی اصلاح کے طریقے (Remedial Measures of Illiteracy)

(1) عام لوگوں کی تعلیمی درسگاہوں تک رسائی بہت کم ہے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں صورتحال بہت خراب ہے۔

(2) تعلیم کو صنعت کا درجہ ملنا چاہیے۔

(3) نجی شعبہ کو زیادہ سے زیادہ سرکاری مراعات دی جائیں تاکہ تعلیم کے شعبہ میں سرمایہ کاری تیز ہوسکے۔

(4) یونیسکو (UNESCO) کے مطابق تعلیمی بجٹ خام قومی پیداوار (GNP) کا کم از کم 4 فی صد ہونا چاہیے۔

7.6 زرعی پسماندگی (Agricultural Backwardness)

زراعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جس کا ملکی پیداوار میں حصہ 19 فیصد ہے۔ پاکستان میں زیادہ تر لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت سے منسلک ہے لیکن بدقسمتی سے یہ شعبہ کچھ زیادہ ترقی نہیں کرسکا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

7.7 زرعی پسماندگی کی وجوہات (Causes of Agricultural Backwardness)

(1) کاشتکاروں کی کم آمدنی (Low Income)

آمدنی کم ہونے کی وجہ سے کاشتکار بہتر بیج، کھاد، اور جدید طریقہ کاشتکاری کو استعمال نہیں کر پاتے جس سے فی ایکڑ پیداوار کم ہوتی ہے۔

(2) سیم اور تھور کا پھیلاؤ (Water Loging and Salinity)

پاکستان میں تقریباً 17 فیصد رقبہ سیم اور 33 فیصد رقبہ تھور کا شکار ہے۔ ہماری زراعت کا 20 فیصد حصہ اس جڑواں بیماری کا شکار ہو چکا ہے۔ پاکستان کی سطح مرتفع اور اُونچائی والے علاقوں میں زمینی کٹاؤ کے باعث بیکار اور ناقابل کاشت بنتی جارہی ہیں۔

(3) آبپاشی کی ناکافی سہولتیں (Inadequate Facilities)

اگرچہ پاکستان کا موجودہ نظامِ آبپاشی دنیا کا ایک بہترین نظام قرار دیا جاتا ہے لیکن اس نظام کو مستعد طریقے سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں آبپاشی کی سہولتیں کم ہیں، جس کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار کم ہے۔

(4) فرسودہ کاشتکاری کا طریقہ (Permitive Methods)

ہمارے ملک میں بہت سے کاشتکار جدید زرعی ٹیکنالوجی سے یا تو ناآشنا ہیں یا ان کو استعمال کرنے کی استعداد سے محروم ہیں۔ اس کی وجہ سے زمین کی پوری صلاحیت سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا اور پیداوار کم رہ جاتی ہے۔

(5) منڈیوں کا ناقص نظام (Market Imperfections)

پاکستان میں منڈیوں کا نظام ناقص ہونے کے باعث عام کاشتکار کو اپنی فصل کی مناسب قیمت نہیں ملتی جس کی وجہ سے کاشتکار مالی مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے یہ صورت حال اس کی پیداواری صلاحیت کو متاثر کرتی ہے۔

(6) زرعی تحقیق کی کمی (Lack of Agricultural Research)

پاکستان میں زرعی شعبہ کے لئے تحقیق کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ اچھے اور معیاری بیج ہمارے موسم اور زمین کی ساخت کے لحاظ سے استعمال نہیں ہوتے۔ عام کسان اپنی پچھلی فصل سے تیار کردہ بیج استعمال کرتا ہے اس طرح پیداوار کم رہتی ہے۔ عالمی بینک کے مطابق پاکستان کو اپنی خام ملکی پیداوار کا تقریباً 2 فیصد حصہ زرعی تحقیق پر خرچ کرنا چاہیے۔

(7) ناقص نظامِ اراضی (Defective Land Tennure System)

پاکستان کو جاگیردرانہ نظام ورثہ میں ملا ہے۔جس کے مطابق ایک فرد جس قدر چاہے زمین رکھ سکتا ہے۔ جاگیردار مزارعوں کے حقوق کا کوئی خیال نہیں رکھتے، 1959ء ، 1972ء اور 1977ء کی زرعی اصلاحات کے تحت نظامِ اراضی کے ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ان سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہوسکے۔

(8) ان پڑھ کاشتکار (Illiterate Farmer)

پاکستان کے کاشتکار عام طور پر کم تعلیم یافتہ ہیں اس لئے جدید تکنیکی طریقوں سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔

7.8 زرعی پسماندگی کی اصلاح کے طریقے (Remedial Measures)

(1) فی ایکٹر پیداوار (Per-acre Yield)

فی ایکٹر پیداوار بڑھانے کے لئے جدید طریقہ کاشتکاری اپنایا جائے اس سے عام کاشتکار کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور معیارِ زندگی بلند ہوگا۔

(2) آبپاشی کی سہولتوں میں اضافہ (Irrigation Facilities)

پاکستان میں بعض علاقوں میں آبپاشی کی سہولتیں بہت کم ہیں۔اس صورتِ حال میں نئے ٹیوب ویل لگا کر اور کچے راجباہوں اور کھالوں کو پختہ کرکے فصلوں کے لئے پانی کی مقدار بڑھائی جاسکتی ہے۔

(3) بیج اور کھاد کی فراہمی (Seeds and Fertilizers)

سرکاری طور پر اس بات پر خصوصی توجہ دی جائے کہ کسان کو بروقت اچھے بیج اور کھاد مہیا ہوسکے تاکہ بہترین فصل حاصل ہو۔

(4) نہری نظام کی بہتری کی کوشش (Better Canal System)

پاکستان کا نہری نظام اگرچہ یکتا نوعیت کا ہے،تاہم اسے مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ پانی ضائع نہ ہو اور فی ایکٹر پیداوار بڑھائی جاسکے۔ بارشوں کے زیادہ یا بروقت نہ ہونے کے اثرات سے اسی طرح بچا جاسکتا ہے۔

(5) مزید زرعی اصلاحات کی ضرورت (Additional Reforms)

یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے زمینداروں کی نسبت چھوٹے کاشتکار فی ایکڑ زمین پر زیادہ محنت کرتے ہیں اور اس طرح چھوٹے کاشتکار زرعی پیداوار بڑھانے کا بہتر ذریعہ بنتے ہیں۔اس لئے مزید زرعی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

(6) زمین کے کٹاؤ کا سدِّ باب (Soil Erosion)

زمین کے کٹاؤ سے مراد زمین کی زرخیز مٹی کا شدید آندھیوں، بارشوں یا طوفانوں کے تیز بہاؤ کی وجہ سے بہہ جانا ہے۔اس کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ جنگلات لگائے جائیں۔ پاکستان میں کل رقبے کا صرف 5.02 فیصد جنگلات ہیں جو کہ بہت ہی کم ہے۔

(7) مشینی کاشت کا فروغ (Mechanization)

زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے مشینی کاشت کا فروغ بہت ضروری ہے۔اس سے کاشتکاروں کی پیداواری صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔حکومت کو اس سلسلے میں بینکوں کے ذریعے کسانوں کو قرضے فراہم کرنے پر خصوصی توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ مشینی کاشت کو اپنا سکیں۔

(8) زرعی قرضوں کی فراہمی (Agricultural Credit)

پاکستان کا عام کاشتکار کیونکہ غربت کا شکار ہے اس لئے حکومت اگر اسے مالی طور پر اس قابل بنادے کہ وہ وقت پر اپنی زمین کی کاشت کرسکے تو زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔اس سلسلے میں انھیں اچھا بیج، کھاد اور دیگر لوازمات کے لئے زرعی قرضوں کی سہولت میسر ہوجائے تو زرعی خوشحالی لانا کچھ ایسا مشکل نہ ہوگا۔

(9) زرعی تعلیم و تحقیق (Agricultural Research)

زرعی تعلیم و تحقیق زرعی پیداوار (Agricultural Productivity) کو بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس سلسلے میں فیصل آباد، پشاور اور ٹنڈو جام تحقیقی اداروں کے علاوہ مزید ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کسانوں کو بڑے پیمانے پر تحقیقی خدمات مہیا کی جاسکیں۔

(10) زراعت پر مبنی صنعتوں کی ترقی (Development of Agro-based Industries)

زراعت پر مبنی صنعتوں میں جنگلاتی پیداوار، پرورشِ حیوانات، مرغبانی اور ماہی پروری (Forest Production, Livestock, Poultry and Fisheries) شامل ہیں۔چنانچہ پورے زرعی شعبے کی ترقی کے لئے جنگلاتی اور حیواناتی پیداوار میں اضافہ بہت ضروری ہے۔

7.9 صنعتی پسماندگی (Industrial Backwardness)

پاکستان کے قیام کے وقت ملک میں صنعتیں بہت کم تھیں۔لیکن اب حکومت کی مسلسل کوششوں سے صنعت نے کافی ترقی کرلی ہے۔ ملکی پیداوار میں اس کا حصہ 19 فیصد ہے۔صنعتی ترقی سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، توازنِ ادائیگی درست ہوتا ہے اور ملک میں معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے۔ہمارا ملک صنعتی پسماندگی کا شکار ہے۔جس کی کئی وجوہات ہیں۔ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

7.10 صنعتی پسماندگی کی وجوہات (Causes of Industrial Backwardness)

(1) سرمائے کی کمی (Shortage of Capital)

پاکستان میں کم آمدنی کی وجہ سے بچتیں کم ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں سرمایہ کی کمی ہوتی ہے اور سرمائے کے بغیر کوئی صنعت بھی پروان نہیں چڑھ سکتی۔

(2) معلومات اور ٹیکنالوجی کی کمی (Lack of Informations and Technology)

ہمارے ملک میں مصارفِ پیدائش بہت زیادہ ہوتے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ کسانوں کی جدید تحقیق سے لاعلمی ہے۔اس لاعلمی کی وجہ سے وہ زمین کی پوری استعداد کو استعمال میں لانے سے قاصر ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ملک کے تمام ذرائع غیر مستعدی سے استعمال ہوتے ہیں اور پیداوار ضرورت سے کم ہوتی ہے۔

(3) ہنرمند افراد کی کمی (Lack of Skilled Labour)

ہمارے ملک میں ہنرمند افراد کی کمی ہے۔ان پڑھ اور غیر ہنرمند محنت وصولی کی بجائے مصارف بڑھاتی ہے۔جس سے منافع کی شرح میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔اس طرح سرمایہ کاری کو ترغیب نہیں ملتی۔

(4) بنیادی ڈھانچہ کی کمی (Lack of Basic Infrastructure)

پاکستان میں بنیادی ڈھانچہ یعنی سڑکوں، ریلوں، بندرگاہوں، ہوائی اڈوں، نقل و حمل، ٹیلیفون و ٹیلیگراف، مالی اداروں، پانی و بجلی کی سہولتیں بہت کم ہیں۔صنعتوں کی توسیع کے لئے ان سب کا بہترین حالت میں ہونا بہت ضروری ہے۔

(5) زرِمبادلہ کی کمی (Shortage of Foreign Exchange)

ہمارا ملک چونکہ ترقی پذیر ہے اس لئے صنعت کے شعبے کے لئے پرزہ جات اور مشینری باہر کے ملکوں سے درآمد کرنا پڑتی ہے اس کے لئے کثیر زرِمبادلہ کی ضرورت پیش آتی ہے جس کی کمی ہے۔

(6) صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی (Nationalization of Industries)

1974ء میں نجی صنعتوں کو سرکاری تحویل میں لیا گیا جس سے صنعت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔قومیائی گئی صنعتوں کے مالکان کو ان کی رقوم کم یا بروقت نہ لوٹائی گئیں اور مستقبل میں اسی خطرے کے پیشِ نظر نجی سرمایہ کاری کی رفتار بہت کم ہوگئی۔

(7) سیاسی عدم استحکام (Political Instablity)

ملکی سیاست میں بہت تیزی سے اتار چڑھاؤ آتے رہے جس کی وجہ سے صنعتی پالیسیاں بہت جلدی جلدی تبدیل ہوتی رہیں اس سے نجی سرمایہ کاری پر بہت بُرا اثر پڑا۔بڑے بڑے تاجروں نے اپنا سرمایہ باہر کے ملکوں میں منتقل کر دیا جس سے زرِمبادلہ کے ذخائر کم ہوگئے۔

7.11 صنعتی پسماندگی کی اصلاح کے طریقے (Remedial Measures)

(1) بچت اور سرمایہ میں اضافہ (Increase in Saving and Investment)

سرمایہ کی تشکیل اسی وقت ممکن ہے جب بچتیں کی جائیں۔پاکستان میں لوگوں کی آمدنیاں کم ہونے کی وجہ سے بچتیں بھی کم ہوتی ہیں۔حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسی پالیسیاں متعارف کرائے کہ جس سے لوگ زیادہ بچتوں کی طرف راغب ہوں۔جب بچتوں اور سرمایہ کاری

میں اضافہ ہوگا تو سرمایہ اندوزی میں بھی اضافہ ہوگا۔

(2) بہتر تعلیم اور تربیت (Education and Training)

حکومت کو چاہیے کہ مختلف پیشوں اور شعبہ جات کے بارے میں تعلیم و تربیت کی سہولتیں فراہم کرے۔ اس طرح ملکی معیشت کو بہتر افرادی قوت حاصل ہو سکے گی۔ اس سے ملک کی مادی پیداوار میں اضافہ ہو سکے گا۔

(3) بنیادی ڈھانچہ کی بہتری (Improvement of Infrastructure)

حکومت کو چاہیے کہ ذرائع نقل و حمل کو بہتر کرے تا کہ عام کسانوں کی منڈی تک رسائی ہو۔ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ پر قابو پانے کی اشد ضرورت ہے اور دیگر ''توانائی کے وسائل''(Energy Resources) جیسے شمسی توانائی اور جوہری توانائی استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(4) منڈی میں وسعت (Extension of Market)

حکومت کو اندرونی اور بیرونی منڈیوں کو وسیع کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کرنے چاہئیں۔ اندرونی منڈی میں وسعت لانے کے لئے عام لوگوں کی قوتِ خرید کو بڑھانا چاہیے۔ بیرونی منڈی کی وسعت کے لئے اشیا کا معیار اعلیٰ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ہم صنعتی اشیا کو ملک اور بیرونِ ملک آسانی سے فروخت کر سکتے ہیں۔

(5) معلومات اور ٹیکنالوجی (Information and Technology)

ترقی یافتہ ممالک کی طرح پاکستان میں بھی معلومات اور ٹیکنالوجی میں تیز رفتاری کی اشد ضرورت ہے۔ اس کی مدد سے آجر اپنے مصارف کم سے کم رکھ کر زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کر سکتے ہیں جو ملک کی ترقی میں تیزی لاسکتا ہے۔

(6) صنعتی مشاورتی اداروں کا قیام (Industrial Advisory Institutions)

پاکستان میں حکومت کی نگرانی میں صنعتی مشاورتی ادارہ قائم کیا جانا چاہیے جو سرمایہ کاری میں دلچسپی رکھنے والوں کی رہنمائی کر سکے۔ بیرونِ ملک پاکستانی افراد کو سرمایہ کاری کے طریقے بتائے جائیں اس سے وہ اپنے ملک میں سرمایہ کاری کو ترجیح دے کر صنعتی ترقی میں اضافہ کر سکیں گے۔

7.12 آبادی کا دباؤ (Population Pressure)

پاکستان کی آبادی 1947ء میں 32.5 ملین یعنی تین کروڑ پچیس لاکھ تھی جو بڑھ کر 18-2017ء میں 207.77 ملین یعنی 20 کروڑ 77 لاکھ ہوگئی ہے، لیکن یہ ابھی بھی وسائل کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

7.13 آبادی کے دباؤ کے منفی اثرات (Negative Effects of High Population Growth Rate)

(1) بڑھتی ہوئی آبادی سے فی کس آمدنی کم ہوجاتی ہے۔

(2) شرح آبادی میں اضافہ سے لوگوں کی صحت خراب ہوتی ہے اور خوراک کی بھی قلت پیدا ہوتی ہے۔

(3) آبادی کے دباؤ سے نا کماؤ (dependents) آبادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی سے بیروزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔اس سے لوگوں کا معیارِ زندگی گرتا ہے اور ان کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔

(4) آبادی کے دباؤ کے باعث کل آبادی میں بچوں کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔ان کے لئے خوراک اور لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے صرفِ دولت زیادہ اور بچتیں کم ہوجاتی ہیں۔اس کا سرمایہ کاری پر منفی اثر پڑتا ہے اور یہ کم ہوجاتی ہے۔

7.14 افزائشِ آبادی کی وجوہات (Causes of Increase in Population Growth)

افزائش آبادی کی تین بنیادی وجوہات ہیں:

(i) شرح اموات میں کمی

(ii) شرح پیدائش میں اضافہ

(iii) ہجرت

(1) شرح اموات میں کمی (Decrease in Death Rate)

پاکستان میں بنیادی صحت اور علاج کی سہولتوں کی وجہ سے شرح اموات میں کمی واقع ہوئی ہے جبکہ اوسط متوقع زندگی 66 سال ہے۔ اس سے آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔

(2) شرح پیدائش میں اضافہ (Increase in Birth Rate)

پاکستان میں شرح پیدائش میں اضافہ سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔اگرچہ اس میں کمی کا رجحان پایا جاتا ہے لیکن وسائل کے اعتبار سے یہ زیادہ ہے۔

(3) ہجرت (Migration)

افغان مہاجرین نے پاکستان میں 1979ء میں داخل ہونا شروع کیا اور جون 1990ء تک ان کی تعداد 3.7 ملین یعنی 37 لاکھ سے تجاوز کر گئی۔

پاکستان میں دیہی علاقوں میں چونکہ روزگار کے مواقع کم ہیں اس لئے لوگ شہروں کی طرف تیزی سے رُخ کر رہے ہیں اس سے شہری علاقوں میں آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔2017-18ء میں شہری علاقوں میں آبادی کا تناسب 37.0 فیصد اور دیہی علاقوں میں آبادی کا

تناسب 63 تھا۔ ان میں زیادہ تر طبقہ ان پڑھ ہوتا ہے اس لئے ان کی آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے۔اس وجہ سے ان کی شہری رہائش صحت مند نہیں ہوتی۔شہری علاقوں میں اخراجات زیادہ ہونے کے باعث یہ غربت کا شکار رہتے ہیں۔

(4) لوگوں کے روّیے (Attitude of People)

زیادہ تر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچے اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں اور خدا کی مرضی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

(5) مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

مشترکہ خاندانی نظام کی موجودگی کی وجہ سے زیادہ بچے بوجھ تصور نہیں ہوتے۔

7.15 افزائشِ آبادی کو کنٹرول کرنے کے طریقے (Methods to Control Population)

(1) عورتوں کی تعلیم (Female Education)

عورتوں میں تعلیم کا معیار بڑھانے اور ان کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنے سے شرح پیدائش میں خاطر خواہ تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

(2) ذرائع ابلاغ کا کردار (Role of Media)

ذرائع ابلاغ کے ذریعے آبادی کی منصوبہ بندی کے فوائد کو ذاتی زندگی اور قومی معیشت کے پروگرام کو بہتر طریقے سے اُجاگر کیا جائے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔

(3) وسائل کا بہتر استعمال (Use of Resources)

وسائل کا بہتر استعمال کرنے سے روزگار کے مواقعوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیداوار میں اضافے کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اس سے نہ صرف قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ زراعت کے شعبہ میں بڑھتی ہوئی آبادی کی کھپت بھی ہوسکے گی۔

(4) حکومتی کاوشیں (Government Efforts)

حکومت کو مزید بہتر طریقے سے آبادی کی منصوبہ بندی کے پروگرام تیار کرنے چاہئیں۔ان پروگراموں کی ملک گیر تشہیر کی اشد ضرورت ہے۔

(5) روزگار کے مواقع (Employment Opportunities)

پاکستان میں بیروزگاری عام ہے، اس کو کم کرنے کے لئے باقاعدہ حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے سالانہ پروگرام میں حکومت صرف اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ اتنے ملین کو روزگار مہیا کریں گے لیکن اس کے لئے معاشی ڈھانچے میں کوئی تبدیلی نہیں لاتی۔ حقیقی تبدیلی کے لئے معیشت کے صنعتی اور زرعی شعبوں میں انقلابی سوچ کی ضرورت ہے۔

7.16 فی کس آمدنی (Per-Capita Income)

فی کس آمدنی سے مراد ایک شخص کی آمدنی ہے۔کل آبادی کو اگر قومی آمدنی سے تقسیم کر دیا جائے تو فی کس آمدنی حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک کے لوگ اس لیے غریب ہیں کیونکہ ان کی فی کس آمدنی بہت پست ہے۔ پاکستان کے اکنامک سروے 18-2017ء کے مطابق، پاکستان کی فی کس آمدنی 1600 امریکی ڈالر سالانہ ہے۔

فی کس آمدنی کی پیمائش سے لوگوں کے معیارِ زندگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اس اعتبار سے یہ ملک کی معاشی ترقی کی عکاسی کرتا ہے۔اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو اس ملک کے ہر باشندہ کو اوسطاً پہلے سے زیادہ اشیا و خدمات حاصل ہوتی ہیں۔جس سے اوسطاً غربت میں کمی آتی ہے اور معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے۔

7.17 فی کس کم آمدنی کی وجوہات (Causes of Low Per-Capita Income)

1. قدرتی وسائل کا غیر معیاری استعمال (Mis-utilization of Natural Resources)

(i) ہمارے ملک میں قدرتی وسائل کا غیر معیاری استعمال ہوتا ہے۔ ہماری زرعی زمینیں سیم وتھور کا شکار ہیں۔زمینیں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹتی جا رہی ہیں، کسانوں کی مالی حالت پست ہے اور غریب کسانوں کو قرضوں کی بہت محدود سہولتیں حاصل ہیں۔

(ii) مالیاتی، فنی اور سیاسی وجوہات (Financial, Technical and Political Causes)

مالیاتی، فنی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر قدرتی وسائل جیسے تیل، گیس، کوئلے اور دیگر معدنیات محدود حد تک نکالی جاتی ہیں جو ضرورت کو پورا نہیں کر پاتیں۔

(2) آبادی میں اضافہ (Increase in Population)

آبادی میں اضافے کی وجہ سے ملک میں اشیا و خدمات کی طلب میں خاصا اضافہ ہو رہا ہے جس سے افراطِ زر کا مسئلہ بھی دن بدن سنگین ہوتا جا رہا ہے۔زیادہ آبادی کی وجہ سے حکومت کو اپنے اخراجات کا بڑا حصہ ترقیاتی مقاصد کی طرف لگانے کی بجائے امنِ عامہ کی بہتری پر لگانا پڑتے ہیں۔ان حالات کی بنا پر ملکی سرمایہ کاری اور پیداوار کی سطح پست ہو رہی ہے جس کا نتیجہ پست فی کس آمدنی اور معاشی پسماندگی میں ظاہر ہوتا ہے۔

(3) ناقص انتظامی ڈھانچہ (Defective Administrative Setup)

پاکستان میں غیر معیاری انتظامی ڈھانچے کی وجہ سے غیر پیداواری اخراجات میں بے تحاشا اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ذاتی فائدہ، دفتری کاروائیاں، رشوت ستانی، لاقانونیت، سرکاری وسائل کا غلط استعمال وغیرہ ایسے اُمور ہیں جنھوں نے ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔اس وجہ سے قومی آمدنی میں اضافہ آبادی میں اضافے سے نسبتاً کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے فی کس آمدنی کم ہوتی ہے۔

(4) محنت کی کم پیداواری صلاحیت (Low Productivity of Labour)

بہت سے سماجی، سیاسی اور معاشی وجوہات کی بنا پر مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کم ہے۔ جس کی وجہ سے پیداواری ذرائع معیاری حدتک استعمال نہیں ہو پاتے۔ اس طرح پیداوار کم ہونے سے قومی آمدنی کی سطح بھی گرتی ہے اور فی کس آمدنی پست ہو جاتی ہے۔

(5) محنت کی کم شرح شمولیت (Low Labour Force Participation Rate)

ہماری کل آبادی تقریباً 207.77 ملین میں سے صرف 60 ملین محنت پر مشتمل ہے۔ اس میں سے 63 فیصد کا تعلق دیہات سے ہے۔ یہ بھی فی کس آمدنی کم ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے۔

(6) سرکاری اخراجات میں اضافہ (Increase in Public Expenditures)

پاکستان میں سرکاری اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس سے ملک بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

7.18 فی کس آمدنی بڑھانے کے طریقے (Measures to Increase in Per Capita Income)

(1) قدرتی اور انسانی وسائل کا بہتر استعمال کیا جائے۔

(2) تعلیم و تربیت اور صحت کی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(3) ذہنی، جسمانی اور فنی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

(4) زراعت کو جدید تقاضوں کے تحت استوار کیا جائے۔ اس سلسلے میں موجودہ حکومت کا زراعت کو صنعت کا درجہ دینا ایک بہترین عمل ہے۔

(5) صنعتی شعبہ کی ترقی کو بھی اہمیت دی جائے۔ اس سلسلے میں چھوٹی صنعتوں کے ساتھ ساتھ بڑی صنعتوں کے مسائل بھی حل کرنے چاہئیں۔

(6) پروگرام اور پالیسی بنانے کے ماہرین مستعد اور تعلیم یافتہ ہوں۔

(7) غیر مساوی تقسیمِ دولت میں کمی کی جائے اور پاکستان کے تمام خطوں کو برابر ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

(8) افزائشِ آبادی پر کنٹرول کیا جائے۔

(9) انتظامی اور بنیادی ڈھانچے میں خاطر خواہ تبدیلی لائی جائے۔

(10) خواتین کی تعلیم اور صحت پر خصوصی توجہ دی جائے اور ان کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں تا کہ ہماری آبادی کا آدھا حصہ بھی معیشت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- پاکستان میں متوقع اوسط زندگی سال ہے:

(الف) 61 (ب) 66

(ج) 73 (د) 71

ii- پاکستان میں فی کس آمدنی ڈالرز میں ہے:

(الف) 1200 (ب) 1600

(ج) 1561 (د) 1100

iii- پاکستان میں شرح پیدائش فیصد ہے:

(الف) 3.1 (ب) 2.4

(ج) 4.1 (د) 1.1

iv- ملکی پیداوار میں زراعت کا فیصد حصہ ہے:

(الف) 70 (ب) 19

(ج) 65 (د) 35

v- پاکستان کی آبادی 2017-18ء میں تھی:

(الف) 170.69 ملین (ب) 195.4 ملین

(ج) 165.93 ملین (د) 207.77 ملین

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- پاکستان ایک --------ملک ہے۔

ii- فی کس آمدنی سے مراد ----------کی آمدنی ہے۔

iii- پاکستان میں کل خام پیداوار کا صرف -----فیصد تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔

iv- ہماری کل آبادی کا--------فیصد حصہ دیہی علاقوں میں رہتا ہے۔

v- پاکستان میں ------فیصد رقبہ سیم اور تھور کا شکار ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
زرعی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ	58 فی صد تھی	
صنعتی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ	21 فی صد ہے	
آبادی کی شرح پیدائش	19 فی صد ہے	
2015-16ء میں شرح خواندگی تھی	2.2 فی صد ہے	
کل قومی آمدنی کا تعلیم پر سرکاری خرچ	2.4 فی صد ہے	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟

ii- افزائشِ آبادی کی تین وجوہات بیان کیجئے۔

سوال نمبر5 ۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- پاکستان کے زرعی شعبہ کو کونسے مسائل درپیش ہیں؟

ii- صنعتی شعبہ کی پسماندگی پر نوٹ لکھئے۔

iii- پاکستان میں ناخواندگی کی وجوہات کیا ہیں؟ ان کے سدِ باب کے لیے تجاویز پیش کیجئے۔

iv- پاکستان میں افزائشِ آبادی کی کیا وجوہات ہیں؟

v- پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام کے لئے اپنی تجاویز پیش کیجئے۔

vi- پاکستان میں فی کس قومی آمدنی کے پست ہونے کی وجوہات تفصیل سے بیان کیجئے۔

(حصہ دوم)

باب 8

قومی آمدنی کے بنیادی تصورات

(Basic Concepts of National Income)

8.1 قومی آمدنی کا مفہوم (Meaning of National Income)

قومی آمدنی کا مطلب جاننے سے پہلے آمدنی کے اصطلاحی معنی سمجھنا ضروری ہے۔ وہ صلہ یا معاوضہ جو کوئی شخص اپنی ذہنی (Mental)، جسمانی (Physical) محنت یا کاوش سے جو اشیا و خدمات کی پیدائش کے سلسلے میں سرانجام دے کر حاصل کرتا ہے، آمدنی کہلاتا ہے۔ عام طور پر کسی ملک میں آمدنی حاصل کرنے کے صرف چار ہی اہم ذرائع ہیں جنہیں عاملینِ پیدائش کہا جاتا ہے۔ اگر ان تمام عاملینِ پیدائش (یعنی زمین۔محنت۔سرمایہ اورتنظیم) کی منظّم خدمات کے معاوضوں کو جو وہ لگان۔اُجرت۔سود اور منافع کی صورت میں حاصل کرتے ہیں جمع کرلیا جائے تو قومی آمدنی حاصل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ عاملینِ پیدائش کو مالی معاوضے اشیا وخدمات پیدا کرنے کے صلے میں ملتے ہیں۔ لہٰذا اشیا و خدمات کی زری مالیت (Money value) عاملینِ پیدائش کے معاوضوں کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح قومی آمدنی کی تعریف دو طرح سے کی جاسکتی ہے۔

8.2 قومی آمدنی کی تعریف (Definition of National Income)

قومی آمدنی سے مراد وہ کل آمدنی ہے جو کسی ملک کے افراد یا عاملینِ پیدائش مثلاً زمین۔محنت۔سرمایہ اور تنظیم اپنے استعمال کے عوض حاصل کرتے ہیں۔

الفرڈ مارشل کے الفاظ میں:

" کسی ملک کے افراد اپنے دستیاب سرمائے اور قدرتی وسائل کو استعمال میں لاکر جتنی مالیت کی اشیا و خدمات ایک سال کے عرصہ کے دوران پیدا کرتے ہیں اس کو قومی آمدنی کہا جاتا ہے"۔

گویا الفرڈ مارشل کی تعریف کی رو سے کسی ملک کے چاروں عاملینِ پیدائش (یعنی زمین۔محنت۔سرمایہ اور تنظیم) مل کر ایک سال میں جو اشیا (مثلاً گندم، چاول، کپاس، کپڑا، سائیکل، سیمنٹ، لوہا اور تیل وغیرہ) و خدمات (مثلاً ڈاکٹر، استاد، وکیل، انجینئر اور کلرک وغیرہ) مہیا کرتے ہیں اس کی مالیت کو قومی آمدنی کا نام دیا جاتا ہے۔

پال اے سیموئیل سن (Paul. A. Samuelson) نے قومی آمدنی کی تعریف یوں کی ہے۔

"کسی ملک میں ایک سال کے دوران پیدا ہونے والی تمام اشیا و خدمات کے سالانہ بہاؤ کی زری قدر و قیمت کا نام قومی آمدنی ہے"۔

اس تعریف کی روسے قومی آمدنی کا تعین کرتے وقت ان اُمور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ قومی آمدنی ایک سال کے دوران اشیاوخدمات کی مالیت کے بہاؤ کا نام ہے چاہے وہ اشیا استعمال ہوچکی ہوں یا بچ گئی ہوں۔ دوسرا قومی آمدنی کا تعین ہمیشہ روپے پیسے کی شکل یعنی زری مالیت میں کیا جاتا ہے کیونکہ اشیاوخدمات کی مالیت معلوم کرنے کیلئے کوئی دوسرا طریقہ پیچیدگی کا باعث بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ملک میں ایک سال کے دوران پیدا ہونے والی تمام اشیاوخدمات کی مالیت کا اندازہ ترازو میں تولنے، انچوں یا میٹروں میں ناپنے کی صورت میں مشکلات درپیش آسکتی ہیں۔

8.3 قومی آمدنی کے مختلف تصورات (Different Concepts of National Income)

قومی آمدنی کے مختلف تصورات درج ذیل ہیں۔

(1) خام ملکی یا داخلی پیداوار (Gross Domestic Product (GDP

(2) خام قومی پیداوار (Gross National Product (GNP

(3) خالص قومی پیداوار (Net National Product (NNP

(4) قومی آمدنی (National Income (NI

(5) شخصی آمدنی (Personal Income (PI

(6) قابل تصرف شخصی آمدنی (Disposable Personal Income (DPI

(1) خام ملکی یا داخلی پیداوار (Gross Domestic Product)

خام ملکی یا داخلی پیداوار سے مراد اشیاوخدمات کی وہ مقدار جو ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر موجود عاملین پیدائش نے ایک سال میں پیدا کی ہو قطع نظر اس کے کہ وہ عاملینِ پیدائش کس کی ملکیت ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں جاپان کے تعاون سے ''پاک سوزوکی موٹرز کمپنی'' میں کام کرنے والے انجینئرز خواہ وہ پاکستانی ہوں یا جاپانی ان کی کمائی ہوئی رقوم کو پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں شامل کیا جائے گا کیونکہ کارسازی کا پلانٹ پاکستان کی جغرافیائی حدود کے اندر اشیا و خدمات فراہم کررہا ہے۔ اس لئے اس سے حاصل ہونی والی آمدنی پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں شامل کی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر پاکستان کے انجینئرز بیرونِ ملک خدمات فراہم کررہے ہوں۔ وہ جو رقوم پاکستان میں اپنے رشتہ داروں کو بھیجتے ہیں ان کو پاکستان کی خام ملکی یا داخلی پیداوار میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ پاکستانی انجینئرز کی خدمات ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر سرانجام نہیں دی گئیں۔ ان رقوم کو ان بیرونی ممالک کی خام داخلی پیداوار میں ہی شامل کیا جائے گا جہاں یہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں۔ لہٰذا خام ملکی پیداوار کسی ملک کے صرف اندرونی ذرائع سے حاصل ہونے والی اشیاوخدمات کی مالیت کے مجموعے کا نام ہے۔ چاہے یہ خدمات ملکی یا غیرملکی افراد نے فراہم کی ہوں۔

پس خام ملکی پیداوار ''ایک سال کے دوران ملک کے اندر پیدا ہونے والی اشیاوخدمات کی مروجہ قیمتوں (Market price) پر کل مالیت کے مجموعے کا نام ہے۔''

(2) خام قومی پیداوار (Gross National Product)

اشیاوخدمات کا مجموعہ جو کسی ملک کے افراد خواہ وہ ملک میں ہوں یا ملک سے باہر ایک سال میں پیدا کرتے ہیں اسے خام قومی پیداوار کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا کسی ملک کے لوگ دستیاب قدرتی وسائل اور سرمائے کی مدد سے ایک سال میں جو زرعی پیداوار (مثلاً گندم، کپاس، پھل وغیرہ) صنعتی پیداوار (مثلاً کاریں، ٹی وی، سائیکل اور سیمنٹ وغیرہ) معدنی پیداوار (مثلاً گیس، تیل اور لوہا وغیرہ) اور خدمات (مثلاً وکیل، ڈاکٹر اور استاد وغیرہ) مہیا کرتے ہیں ان کی مجموعی زری مالیت کو جمع کر لینے سے خام قومی پیداوار حاصل ہو جاتی ہے۔

پروفیسر سٹینلے فشر (Stanley Fischer) نے خام قومی پیداوار کی تعریف اس طرح کی ہے۔

''کسی ملک کے ذرائع پیداوار کسی مخصوص عرصہ میں اشیاوخدمات کی جو مقدار پیدا کرتے ہیں۔ اگر اس مقدار کی زری مالیت کو جمع کر لیا جائے تو یہ مقدار اس ملک کی خام قومی پیداوار کہلائے گی''۔

سادہ الفاظ میں خام قومی پیداوار سے مراد ہے:-

''اشیاوخدمات کی وہ مقدار جو کسی ملک کے عاملین پیدائش کی مدد سے ایک سال کے عرصہ میں پیدا ہوتی ہے اور جب یہ اشیاوخدمات پیداوار کے آخری مرحلہ میں ہوں تو ان کی زری مالیت معلوم کر کے اس کو جمع کر لیا جاتا ہے''۔

خام قومی پیداوار، خام ملکی پیداوار سے مختلف ہے کیونکہ خام قومی پیداوار میں خالص غیر ملکی آمدنیاں بھی شامل ہوتی ہیں مثلاً بیرونِ ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی بھیجی جانے والی رقوم خام قومی پیداوار میں جمع کی جاتی ہیں جبکہ خام ملکی پیداوار میں صرف اندرون ملک حاصل ہونے والی آمدنیاں شامل ہوتی ہیں۔

خام قومی پیدوار = خام ملکی پیداوار + بیرونی ممالک سے پاکستانی افراد کی بھیجی ہوئی رقوم - غیر ملکی افراد کی اپنے ممالک کو بھیجی ہوئی رقوم

خام قومی پیداوار کا تعین کرتے وقت درج ذیل احتیاطیں ضروری ہیں تا کہ خام قومی پیداوار کے صحیح اعداد و شمار حاصل ہو سکیں۔

1) کسی شے کی مالیت کو ایک سے زیادہ مرتبہ شمار نہ کیا جائے۔ اس لئے دوہری گنتی سے بچنے کیلئے ہمیشہ شے کی حتمی شکل کی قیمت جمع کرنی چاہیے مثلاً کپاس، دھاگے اور سلائی کی قیمت کی بجائے شرٹ کی قیمت قومی آمدنی میں شامل کرنی چاہیے۔
2) صِرف رواں سال میں پیدا ہونے والی اشیاوخدمات کی مالیت کو خام قومی پیداوار معلوم کرنے کیلئے جمع کیا جائے۔
3) بیرون ملک کام کرنے والے افراد کی بھیجی ہوئی رقوم کو خام قومی پیداوار میں شمار کرنا ضروری ہے۔

(3) خالص قومی پیداوار (Net National Product)

کسی ملک میں عملِ پیدائش کے دوران بے شمار مشینیں، موٹریں، آلات، عمارتیں اور گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ گھساؤ اور توڑ پھوڑ کا شکار ہوتی رہتی ہیں۔ ان کی مرمت و تجدید پر جو رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اسے فرسودگی الاؤنس (Depreciation Allowance) یا صرف سرمایہ الاؤنس (Capital Consumption Allowance) کہتے ہیں۔

اگر خام قومی پیداوار کی مجموعی زری مالیت سے اشیائے سرمایہ کے توڑ پھوڑ یا شکست و ریخت پر اٹھنے والے اخراجات کو تفریق کر دیا

جائے تو حاصل شدہ آمدنی خالص قومی پیداوار کہلاتی ہے۔

خالص قومی پیداوار = خام قومی پیداوار - فرسودگی الاؤنس

فرسودگی الاؤنس چونکہ شکست وریخت کے اخراجات ہیں جو کہ مشینری، گاڑیوں، عمارتوں اور دیگر اشیائے سرمایہ کی توڑ پھوڑ کے سلسلہ میں برداشت کرنے پڑتے ہیں تا کہ ان کی قدر و مالیت ویسی کی ویسی (Intact) رہے۔ اس لئے یہاں اخراجات خام قومی پیداوار میں تو شامل ہوتے ہیں لیکن خالص قومی پیدوار میں شامل نہیں ہوتے۔

(4) قومی آمدنی (National Income)

قومی آمدنی سے مراد وہ کل رقم ہے جو کسی ملک کے عاملینِ پیدائش (مثلاً زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم) اپنی خدمات کے عوض سال بھر میں وصول کرتے ہیں۔ گویا زمین کا لگان۔ محنت کی اُجرت، سرمائے کا سود اور ناظم کا منافع جمع کر لینے سے قومی آمدنی حاصل ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ قومی آمدنی بلحاظ عاملِ مصارف (Factor cost) بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس لئے اگر خالص قومی پیداوار یا آمدنی سے بالواسطہ ٹیکس مثلاً ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ کو منہا کر دیا جائے اور اعانتیں (Subsidies) مثلاً حکومتی چھوٹ اور رعایات جمع کر دیں تو قومی آمدنی بلحاظ عاملِ مصارف حاصل ہو جاتی ہے۔

قومی آمدنی = خالص قومی پیدوار - بالواسطہ ٹیکس + اعانتیں

(5) شخصی آمدنی (Personal Income)

شخصی آمدنی ان تمام آمدنیوں کا مجموعہ ہے جو مختلف افراد سال بھر میں کماتے ہیں۔ گویا ملک کے سب افراد کو تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی آمدنی شخصی آمدنی کہلاتی ہے۔

یاد رہے شخصی آمدنی ہمیشہ قومی آمدنی سے کم رہتی ہے۔ کیونکہ قومی آمدنی ان تمام آمدنیوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو کسی ملک کے افراد سال بھر میں کماتے ہیں۔ جبکہ شخصی آمدنی حاصل کرنے کیلئے کچھ رقوم قومی آمدنی سے تفریق کر دی جاتیں ہیں جو افراد نے کمائی تو ہوتی ہیں مگر ان میں تقسیم نہیں ہوتی۔ یہ رقوم درج ذیل اقسام کی صورت میں ہوتی ہیں۔

(1) مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے غیر منقسم شدہ منافع جات شخصی آمدنی میں شمار نہیں ہوتے۔

(2) سماجی تحفظ (Social security) کے تحت دی جانے والی امداد بھی شخصی آمدنی سے منہا کر دی جاتی ہے۔

(3) مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے منافع جات پر عائد کردہ حکومتی ٹیکس بھی شخصی آمدنی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

لیکن کچھ ایسی سرکاری انتقالی ادائیگیاں جو قومی آمدنی میں تو شمار نہیں ہوتیں لیکن افراد کو حاصل ہوتی ہیں یعنی وہ رقوم جو بغیر کسی محنت اور مشقت کے حاصل ہوں مثلاً زکوٰۃ، خیرات، صدقات، وظائف، پنشن اور تحائف وغیرہ ان کا شمار شخصی آمدنی میں کیا جاتا ہے۔

شخصی آمدنی = قومی آمدنی - مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے غیر منقسم منافع جات - مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے منافع جات پر عائد کردہ حکومتی ٹیکس - سماجی فلاح و بہبود کے فنڈز کیلئے کٹوتیاں + انتقالی ادائیگیاں۔

(6) قابلِ تصرّف شخصی آمدنی (Disposable Personal Income)

قابلِ تصرف شخصی آمدنی سے مراد کسی شخص کی وہ آمدنی ہے جو وہ اپنے ذاتی ٹیکس ادا کرنے کے بعد اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر شخصی آمدنی میں سے افراد پر لگائے گئے براہِ راست ٹیکس مثلاً انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس وغیرہ منہا کر دیئے جائیں تو باقی قابلِ تصرف شخصی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

قابلِ تصرف شخصی آمدنی = شخصی آمدنی - براہ راست ٹیکس (انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس وغیرہ)۔

قابلِ تصرف شخص آمدنی چونکہ کل صرفی اخراجات اور بچت کے حجم کے برابر ہوتی ہے۔ اس لئے

قابلِ تصرف شخصی آمدنی = کل صرفی خرچ + بچت

گویا قابلِ تصرف شخصی آمدنی میں سے کل صرفی خرچ منہا کرنے پر شخصی بچت حاصل ہوتی ہے۔

قومی آمدنی کے مختلف تصورات کی فرضی اعداد و شمار سے وضاحت درج ذیل طریقے سے کی جاسکتی ہے۔

نمبر شمار	قومی آمدنی کے مختلف تصورات	زری مالیت (بلین روپے)
1	خام ملکی پیداوار	900
	جمع بیرون ممالک پاکستانی افراد کی بھیجی ہوئی رقوم	+60
2	خام قومی پیداوار	960
	منفی فرسودگی الاؤنس	-20
3	خالص قومی پیداوار	940
	منفی بالواسطہ ٹیکس	-10
	جمع حکومتی اعانتیں	+5
4	قومی آمدنی (عاملِ مصارف)	935
	منفی مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے غیر منقسم منافع جات	-20
	منفی مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے منافع جات پر ٹیکس	-15
	منفی سماجی تحفظ کی امداد کیلئے رقوم	-10
	جمع انتقالی ادائیگیاں	+20
5	شخصی آمدنی	910
	منفی براہ راست ٹیکس	-10
6	قابلِ تصرف شخصی آمدنی	900
	منفی لوگوں کا کل صرفی خرچ	-850
7	شخصی بچتیں	50 بلین روپے

8.4 فی کس آمدنی (Per Capita Income)

فی کس آمدنی سے مراد وہ رقم لی جاتی ہے جو ایک سال کے عرصہ میں اوسط ہر فرد کے حصہ میں آتی ہے۔ اگر کسی ملک کی کل آمدنی کو ملک کی کل آبادی پر تقسیم کر دیا جائے تو ہر شخص کے حصہ میں جو اوسط رقم آئے گی وہ فی کس آمدنی کہلاتی ہے۔

$$\text{فی کس آمدنی} = \frac{\text{کل قومی آمدنی}}{\text{کل آبادی}}$$

پاکستان اکنامک سروے 18-2017 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی فی کس آمدنی 1600 امریکی ڈالر سالانہ ہے۔

فی کس آمدنی کی مدد سے نہ صرف لوگوں کے معیارِ زندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے بلکہ دوسرے ممالک کے ساتھ معاشی ترقی کا موازنہ بھی کیا جاسکتا ہے اگر کسی ملک کے افراد کی فی کس آمدنی زیادہ ہو تو وہاں کے لوگوں کا معیارِ زندگی بھی بلند ہوتا ہے۔ یعنی وہ ضروریاتِ زندگی کی تمام سہولیات اور آسائشات سے استفادہ کرتے ہیں لیکن اگر فی کس آمدنی کم ہو تو لوگوں کا معیارِ زندگی بھی پست ہوتا ہے۔

8.5 صَرفِ دولت (Consumption)

صَرفِ دولت تمام قسم کی معاشی سرگرمیوں کو سرانجام دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ معاشی اصطلاح میں صَرفِ دولت سے مراد افراد کی آمدنیوں کا وہ حصہ ہے جو اشیائے صارفین (Consumer's Goods) پر خرچ کر کے ان سے براہِ راست استفادہ کرتے ہیں۔ گویا لوگ اپنی آمدنی کا جو حصہ اپنی روزمرہ ضروریات زندگی کی اشیا و خدمات پر خرچ کرتے ہیں وہ صرف دولت کہلاتا ہے۔ کیونکہ صرف دولت کا انحصار براہ راست لوگوں کی آمدنیوں کے معیار پر ہوتا ہے۔ اس لیے آمدنی کے بڑھ جانے سے اشیا و خدمات پر صرف بھی بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا صرف دولت اور آمدنی کے درمیان اس باہمی تعلق کو تفاعلی شکل میں درج ذیل طریقے سے لکھا جاتا ہے۔

C = f(Y) (Consumption is a function of Y)

C = Consumption, Y = Income

یعنی صرفِ دولت آمدنی کا تفاعل ہے۔ جب آمدنی میں تبدیلی آتی ہے تو صرف دولت میں بھی تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔ پس جب کوئی متغیر مقدار کسی دوسری متغیر مقدار پر انحصار کرتی ہے تو وہ اسکا تفاعل بن جاتی ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو تفاعلی رشتہ کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ صرفی اخراجات اور آمدنیوں کے درمیان پائے جانے والا تفاعلی رشتہ ایک تکثیری نوعیت کا تفاعل ہے جس کے مطابق آمدنی میں اضافے کے ساتھ لوگوں کے صرفی اخراجات میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر آمدنی کم ہو جائے تو صرفی اخراجات بھی کم ہو جاتے ہیں۔

صَرفی اخراجات کے عام طور پر دو اجزا ہوتے ہیں۔

(1) خود اختیار صرف (Autonomous Consumption)

اس سے مراد وہ صرفی اخراجات ہیں جو صفر آمدنی پر بھی برداشت کئے جاتے ہیں یا وہ اخراجات جو آمدنی سے متاثر نہ ہوں انہیں خود اختیار صرف کہتے ہیں۔

(2) ترغیب یافتہ صرف (Induced Consumption)

اس سے مراد وہ صرفی اخراجات ہیں جو آمدنی میں اضافے کے ساتھ بڑھتے چلے جاتے ہیں اور آمدنی کم ہونے پر گھٹ جاتے ہیں گویا یہ وہ صرفی اخراجات ہیں جو براہِ راست آمدنی سے متاثر ہوتے ہیں۔

8.6 بچتیں (Savings)

بچتوں کا رجحان کسی ملک کی معاشی ترقی کیلئے بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ملک میں بچتوں کی شرح جتنی زیادہ ہوگی، سرمایہ کاری کی صورتحال اتنی ہی زیادہ حوصلہ افزاء ہوگی۔ گویا بچتوں کو معاشی ترقی کے عمل میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

بچت سے مراد آمدنی کا وہ حصہ ہے جو کسی فرد کے پاس تمام صرفی اخراجات کرنے کے بعد بچ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کی آمدنی 10 ہزار روپے ہے۔ وہ شخص 9 ہزار روپے روزمرّہ اخراجات کو پورا کرنے پر خرچ کر دیتا ہے تو بچ جانے والا ایک ہزار روپیہ اس شخص کی بچت کہلائے گا۔

بچت کا انحصار عام طور پر دو عوامل پر ہوتا ہے۔

1- بچت کرنے کی قوت (Power to Save)　　2- بچت کرنے کا ارادہ (Will to Save)

صرفِ دولت کی طرح بچت کا انحصار بھی آمدنی (y) پر ہوتا ہے۔ آمدنی میں اضافہ سے بچتیں بڑھ جاتی ہیں اور آمدنی کم ہونے سے بچتیں گھٹ جاتی ہیں گویا بچت آمدنی کا تکثیری تفاعل ہے جسے درج ذیل صورت میں لکھا جاسکتا ہے۔

$S= f(Y)$ Saving is a function of income

S=Saving,　Y=income

یعنی بچتیں آمدنی کا تفاعل ہیں جب آمدنی میں تبدیلی آتی ہے تو بچتوں میں بھی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔

8.7 سرمایہ کاری (Investment)

کسی ملک کی معاشی ترقی میں سرمایہ کاری کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ جس قدر سرمایہ کاری زیادہ ہوگی اسی قدر قومی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا۔ یاد رہے کہ سرمایہ کاری کا انحصار بچتوں پر ہوتا ہے اس لیے جس ملک میں جتنی زیادہ بچتیں ہوں گی اتنی ہی زیادہ سرمایہ کاری کے مواقع پیدا ہوں گے اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو سکے گی گویا سرمایہ کاری سے مراد، افراد کی بچائی ہوئی رقوم کو ایسے کاموں میں لگانا جہاں سے انہیں مزید آمدنی حاصل ہونے کی امید ہو۔ یاد رہے سرمایہ کاری کا مطلب نئے مکان کی تعمیر کر کے بیچنا، کوئی فیکٹری بنانا نئی کار خرید کر کرائے پر چلانا ہے۔ مگر پرانے گھر کی مرمت کر کے بیچنا یا پرانی گاڑی کرائے پر چلانا سرمایہ کاری کے زُمرہ میں نہیں آئے گا پس سرمایہ کاری سے مراد حکومت عام کاروباری افراد اور لوگوں کی طرف سے نئی پیدا کردہ سرمائے کی اشیا کا خریدنا ہے۔

سرمایہ کاری کی درج ذیل دو اہم اقسام ہیں۔

(1) خود اختیار سرمایہ کاری (Autonomous Investment)

اس سے مراد وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی (Y) میں تبدیلی سے متاثر نہیں ہوتی بلکہ جوں کی توں رہتی ہے۔ مثال کے طور پر سڑکوں کی تعمیر، ڈیم کی تعمیر، تعلیمی اداروں کی تعمیر وغیرہ پر اُٹھنے والی سرمایہ کاری خود اختیار سرمایہ کاری کہلاتی ہے۔

(2) ترغیب یافتہ سرمایہ کاری (Induced Investment)

ایسی سرمایہ کاری جو آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ یعنی آمدنی بڑھنے سے ترغیب یافتہ سرمایہ کاری بڑھ جاتی ہے اور اس کے برعکس آمدنی گھٹ جانے سے کم ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب جاپان میں پہلی مرتبہ کاریں بنانے کا کارخانہ قائم کیا گیا تو یہ خود اختیار سرمایہ کاری تھی لیکن جب لوگوں کی آمدنیاں بڑھنے سے کاروں کی طلب میں اضافہ ہوا تو کاروں کی پیداوار میں اضافہ کرنے کیلئے جو سرمایہ کاری کی گئی وہ ترغیب یافتہ سرمایہ کاری کے زمرے میں آتی ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہرسوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر(✓) کا نشان لگائیں۔

i- قومی آمدنی بنیادی طور پر کس کا مجموعہ ہوتی ہے؟

(الف) اشیاوخدمات کی زری مالیت (ب) ملک میں دستیاب قدرتی وسائل

(ج) حکومتی ٹیکسوں سے حاصل شدہ آمدنی (د) زرعی اور صنعتی پیداوار کی مالیت

ii- درج ذیل میں سے کونسی فی کس آمدنی کہلاتی ہے؟

(الف) فی فرد سالانہ آمدنی (ب) فی گھرانہ سالانہ آمدنی

(ج) فی گھرانہ ماہانہ آمدنی (د) فی فرد ماہانہ آمدنی

iii- خالص قومی پیداوار حاصل کرنے کیلئے خام قومی پیداوار سے کیا منہا کیا جاتا ہے؟

(الف) بالواسطہ ٹیکس (ب) حکومتی اعانتیں

(ج) فرسودگی الاؤنس (د) انتقالی ادائیگیاں

iv- درج ذیل میں سے کس کا تعلق شخصی آمدنی سے ہے؟

(الف) تعلیمی وظائف سے حاصل شدہ آمدنی (ب) زکوٰۃ میں دی جانے والی رقوم

(ج) تحائف سے حاصل شدہ آمدنی (د) کلرک کی حاصل کردہ آمدنی

v- کسی ملک میں سرمایہ کاری کا انحصار کس بات پر ہوتا ہے؟

(الف) موسمی اتار چڑھاؤ (ب) کاروباری حالات پر

(ج) ملکی بچتوں (د) صرفِ دولت

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- فی کس آمدنی معلوم کرنے کیلئے ملک کی کل آمدنی کو.................. پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

ii- عاملینِ پیدائش کی آمدنیوں کا مجموعہ ہمیشہ اشیاوخدمات کی.................. کے برابر ہوتا ہے۔

iii- کسی ملک کے عوام کے معیارِ زندگی کا اندازہ.................. سے کیا جاسکتا ہے۔

iv- بے روزگار اور حاجت مند افراد کو بغیر محنت کے جو رقم حکومت کی طرف سے ملتی ہے اسے.................. کہتے ہیں۔

v- آلاتِ سرمایہ کی توڑ پھوڑ کے سلسلے میں برداشت کئے جانے والے اخراجات.................. کے اخراجات کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف)اور کالم (ب) میں دیئے گیے جملوں میں مطابقت پیدا کرکے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
ذہنی وجسمانی مشقت کا صلہ	حکومتی رعایات ہیں۔	
فی کس آمدنی =	زکوٰۃ، تحائف وغیرہ ہیں۔	
اعانتیں	آمدنی ہے۔	
انتقالی ادائیگیاں	$\frac{\text{کل قومی آمدنی}}{\text{کل آبادی}}$	
بلا معاوضہ خدمات جیسے	اپنے کپڑے خود استری کر لینا ہے۔	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

-i شخصی آمدنی سے کیا مراد ہے؟

-ii خام ملکی پیداوار اور خام قومی پیداوار میں کیا فرق ہے؟

-iii خالص قومی آمدنی سے کیا مراد ہے؟

-iv آمدنی اور انتقالی ادائیگیوں میں فرق بیان کیجیے۔

-v قابل تصرف شخصی آمدنی سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

-i قومی آمدنی کی تعریف کیجیے۔

-ii قومی آمدنی کے مختلف تصورات کی وضاحت کریں۔

-iii فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟ نیز انتقالی ادائیگیوں اور فرسودگی الاؤنس کی معاشی ماہیت بیان کیجیے۔

-iv درج ذیل معاشی اصطلاحات کی وضاحت کیجئے اور ان کا آپس میں تعلق مثالوں سے واضح کیجیے۔

(الف) صرفِ دولت

(ب) بچت

(ج) سرمایہ کاری

باب 9

زر

(Money)

9.1 تبادلۂ اشیا کا نظام (Barter System)

انسانی تاریخ سے ثابت ہے کہ معاشی ارتقاء کے ابتدائی دور میں زر موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسی شے موجود تھی جو سب کے لئے قابلِ قبول ہو۔ لہٰذا شروع میں انسان نے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اشیا کا براہ راست تبادلہ کیا یعنی اشیا کے بدلے اشیا کا لین دین۔ اشیا کے بدلے اشیا کے تبادلے کو تبادلہ اشیا کا نظام یا بارٹر سسٹم کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا

''بارٹر سسٹم سے مراد ہے ایک شے کا دوسری شے کے عوض براہ راست تبادلہ، جبکہ اس میں زر کو بطور آلۂ تبادلہ استعمال نہ کیا جائے''۔

''Barter System, means the direct exchange of one good for another, without using money as a medium of exchange''.

زر کی ایجاد سے پہلے انسانی تہذیب سادہ مگر پسماندگی کا شکار تھی۔ عام طور پر لوگ اپنی ضرورت سے زائد اشیا کا تبادلہ دیگر افراد کی زائد اشیا کے ساتھ کر لیتے تھے۔ مثلاً کاشتکار اپنی زرعی اجناس کے بدلے جولاہے سے کپڑا، موچی سے جوتا، معمار سے اپنا گھر تعمیر کروالیتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان مہذب (Civilized) ہوتا چلا گیا۔ اس کی ضروریات بھی بڑھتی چلی گئیں اور اشیا کے تبادلے میں کئی مشکلات حائل ہوگئیں اور انہی مشکلات کے باعث براہِ راست تبادلے کا نظام زوال پذیر ہوا اور اپنی اہمیت کھو بیٹھا۔ ذیل میں ہم اس نظام کی مشکلات کا جائزہ لیتے ہیں۔

(1) ضروریات کی دوطرفہ مطابقت کا نہ ہونا (Lack of Double Coincidence of Wants)

اشیا کے براہ راست تبادلہ میں پیش آنے والی سب سے بڑی مشکل لوگوں کی ضروریات میں دوطرفہ مطابقت کا نہ ہونا تھا۔ کیونکہ ہر شخص کو ایسا آدمی تلاش کرنا پڑتا تھا جو اس کی شے کے عوض اس کی مرضی کی شے دے دے۔ مثال کے طور اگر اسلم کے پاس کپڑا ہے اور اُسے گندم کی ضرورت ہے تو اسلم کو ایسے شخص کی تلاش کرنا پڑتی تھی جو اسلم سے کپڑا لے کر گندم دے دے۔ لیکن اسلم کو اس قسم کی تلاش میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اسلم کو ایسا شخص تو مل جائے جس کے پاس گندم ہو مگر ضروری نہیں کہ وہ شخص گندم، کپڑے کے عوض دینے پر تیار ہو کیونکہ ہوسکتا ہے وہ گندم کے بدلے میں گھی لینے کا خواہشمند ہو۔ اسی طرح ضروریات کی دوطرفہ عدم مطابقت کے باعث تبادلۂ اشیا کا نظام ناکام ہوگیا۔

(2) مشترکہ معیارِقدر کا موجود نہ ہونا (Lack of Common Measure of Value)

تبادلہ اشیا کے نظام میں اشیا کی قدر و مالیت کی پیائش کا کوئی مشترک پیمانہ موجود نہ تھا۔ مثال کے طور پر اگر دو اشخاص اشیا کا ایک دوسرے سے تبادلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو یہ مسئلہ پیدا ہو جاتا کہ ایک شخص کتنی مقدار کے عوض دوسرے شخص سے کتنی مقدار کا تبادلہ کرے۔ یعنی اسلم ایک گائے کے بدلے اکرم کو کتنے من گندم دے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اکرم ایک گائے کے بدلے گائے کی مالیت سے کہیں زیادہ گندم مانگ لے۔ لہٰذا ضروریات کی دوطرفہ مطابقت ہونے کے باوجود سودا طے کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

(3) ذخیرہ قدر میں دِقّت (Difficulty in Store of Value)

براہ راست تبادلہ کے زمانے میں اشیا کا ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ زیادہ تر اشیا گلنے سڑنے والی ہوتیں تھیں۔ اس لئے انہیں زیادہ دیر تک ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مثال کے طور پر زرعی اجناس، پھل، سبزیاں، دودھ وغیرہ کو لمبی مدت کے لئے محفوظ کرنے کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ اس لئے نقصان کا خطرہ سر پر منڈلاتا رہتا تھا۔ اس طرح تبادلہ اشیا کا نظام اپنی حیثیت گنوا بیٹھا اور لوگوں نے اس کو رد کر دیا۔

(4) اشیا کی عدم تقسیم پذیری (Indivisibility of Goods)

براہ راست تبادلے میں ایک اور مشکل یہ تھی کہ بعض اشیا تقسیم پذیر نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے لین دین میں خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً اگر کسی شخص کے پاس گھوڑا ہے اور اسے جوتے کی ضرورت ہے۔ اس صورت میں وہ شخص گھوڑے کو کاٹ کر تو دے نہیں سکتا تھا لہٰذا اُسے جوتا لینے کیلئے پورا گھوڑا ہی دینا پڑتا تھا۔ اس طرح اشیا کے لین دین میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

(5) حکومتی واجبات کی وصولی میں دِقّت

(Difficulty in Collection of Government Revenue)

تبادلہ اشیا کے نظام کے تحت حکومت کو اپنے سرکاری واجبات روپے پیسے کی بجائے اشیا کی صورت میں وصول ہوتے تھے۔ کیونکہ تمام ٹیکسوں کی وصولی اشیا کی صورت میں ہوتی تھی۔ اس لئے حکومت کے پاس خراب اور گل سڑ جانے والی اشیا کا ذخیرہ بڑی مقدار میں اکٹھا ہو جاتا تھا۔ جس کے باعث حکومت کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ جب حکومت سرکاری ملازمین کو اجرتیں دیتی تو اشیا کی تقسیم میں بہت سی مشکلات پیش آتیں اس لئے یہ نظام ناکام ہو گیا۔

(6) دولت کی نقل پذیری میں مشکلات (Problemsin Transfer of Wealth)

اشیا کے تبادلہ کے نظام میں افراد کا تمام تر سرمایہ اشیا کی صورت میں ہوتا تھا۔ جس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مصیبت بن جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ایک شخص اپنا گھر بیچ کر دوسرے شہر جانا چاہتا ہے تو گھر کے بدلے اس شخص کو زرعی اجناس یا مویشی وغیرہ ملتے تھے جن کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مشکل تھا۔ اس لئے اشیا تبادلہ کا نظام بری طرح ناکام ہو گیا اور لوگوں کو اس نظام کو بالآخر چھوڑنا پڑا۔

9.2 زرکاارتقا (Evolution of Money)

براہ راست تبادلہ کے نظام کی متعدد مشکلات نے زر کو جنم دیا اور مختلف اوقات میں انسان نے مختلف اشیا کو بطورِ زر آزمایا جس میں جانور، کھالیں، تیر، سیپ، پتھر اور دھاتیں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ گویا دورِ حاضر میں انسان کی سب سے بڑی اور اہم ایجاد زر ہے۔ جس کی مدد سے نہ صرف اشیا تبادلہ کے نظام کی مشکلات پر قابو پایا گیا بلکہ معاشی نظام کو زر جیسی نعمت سے نواز کر ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ جدید زری نظام نے تجارت اور پیداواری سرگرمیوں کو وسعت دیکر معیشت کو مستحکم کر دیا۔

9.3 زر کی تعریف (Definition of Money)

موجودہ زمانہ میں کوئی بھی ملک قیمتوں کے معاشی نظام کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا۔ قیمتوں میں اتار چڑھاؤ تمام معاشی شعبوں کو متاثر کرتے ہیں۔ قیمتوں کے اظہار کیلئے زر اہم کردار ادا کرتا ہے۔ زر ہمارے معاشی نظام میں اس طرح گردش کرتا ہے جیسے خون ہمارے جسم میں۔ اس لئے زر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ اگر خون ہمارے جسم میں گردش نہ کرے تو کیا ہوگا؟ اسی طرح زر کی گردش کے بغیر پورا معاشی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ چنانچہ زر کی جامع اور مدلل تعریف پیش کرنا ضروری ہے۔

پروفیسر واکر (Walker) کے مطابق

''زر سے مراد وہ شے ہے جو بطور زر اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے''۔

جے ایم کینز (J.M. Keynes) کے نزدیک۔

''زر وہ شے ہے جس کے ذریعے اُدھار کے معاہدوں اور قیمت کے معاہدوں کی ادائیگیاں چکائی جاتی ہیں''۔

مورگن (Morgan) کے الفاظ میں

''زر وہ شے ہے جو عام طور پر قرض کی ادائیگی کے لئے استعمال کی جاتی ہے''۔

زر کی سب سے بہتر اور جامع تعریف پروفیسر جی کراوتھر (G.Crowther) نے کی ہے۔

''زر سے مراد وہ شے جو بطور آلہ مبادلہ قبولِ عام ہو اور وہ پیمائش قدر اور ذخیرہ قدر کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہو''۔

"Anything that is generally acceptable as a medium of exchange and at the same time acts as a measure and store of value"

جی کراوتھر کی تعریف کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی شے کو زر کی حیثیت لینے کیلئے درج ذیل خصوصیات حاصل کرنا ہونگی۔

(1) شے کو مقبولیت عامہ حاصل ہو یعنی ہر شخص اسے بلا روک ٹوک اشیا کے تبادلہ میں قبول کرے۔

(2) زر آلہ مبادلہ کا کام دے یعنی اشیا کے لین دین میں کام آئے۔

(3) زر شے کی قدر کی پیمائش کا کام دے یعنی مختلف اشیا کی قدری مالیت ناپی جاسکے۔

(4) شے کو بطور زر آسانی سے ذخیرہ کیا جاسکے۔

9.4 زر کے فرائض (Functions of Money)

زر کے اہم فرائض درج ذیل ہیں۔

(1) آلۂ مبادلہ (Medium of Exchange)

زر کا اہم ترین اور لازمی فرض ہے کہ وہ بطور آلہ مبادلہ کا کام دیتا ہے یعنی اشیا کی خرید وفروخت کے وقت بطور ذریعہ استعمال ہوتا ہے۔ بارٹر سسٹم میں اشیا کے بدلے اشیا کا تبادلہ ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے ضروریات کی دوطرفہ مطابقت اور تسکین کا فقدان تھا۔ لیکن زر کے ارتقا سے اس مشکل پر قابو پالیا گیا۔ کیونکہ اب اشیا کی دوطرفہ مطابقت کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ہر شخص نئی پیداوار کو زری منڈی میں فروخت کر کے اپنی ضرورت کی شے خرید سکتا ہے۔ اس طرح آلۂ مبادلہ کا فرض سرانجام دیتے ہوئے زر نے پیدائش دولت، تقسیم دولت اور تبادلۂ دولت کے عمل کو تقویت بخش دی۔

(2) مشترکہ پیمانہ قدر (Common Measure of Value)

زر کی مدد سے تمام اشیا وخدمات کی قدر و مالیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر مروّجہ قیمتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک لیٹر دودھ 60 روپے میں ملتا ہے۔ لیکن اشیا تبادلہ میں کسی شے کا دوسری شے سے موازنہ انتہائی مشکل اور تکلیف دہ عمل تھا کیونکہ بارٹر سسٹم کے تحت مشترک قدر کے فقدان کے باعث ایک لیٹر دودھ کی مالیت کئی گنا طلب کی جا سکتی تھی۔ اب اس قسم کی مشکل درپیش نہیں آ سکتی۔ کیونکہ زر کی مدد سے تمام اشیا وخدمات کی قدر و مالیت کا اندازہ ان کی حقیقی مالیت کے برابر کیا جا سکتا ہے۔

(3) ذخیرہ قدر (Store of Value)

زر کا ایک اور اہم کام یہ ہے کہ ہم اپنی دولت کو زر کی شکل میں ایک طویل عرصہ کیلئے محفوظ کر سکتے ہیں اور جب کبھی اشیا وخدمات خریدنے کی ضرورت محسوس ہو تو اسی زر سے مطلوبہ اشیا وخدمات خرید سکتے ہیں۔ براہ راست تبادلہ میں اشیا وخدمات کا ذخیرہ نہیں کا جا سکتا تھا۔ کیونکہ کئی اشیا گل سڑ جانے والی ہوتیں تھیں۔ لیکن زر کوئی گلنے سڑنے والی شے نہیں بلکہ یہ دھات کے سکے یا کاغذ کی شکل میں ہوتے ہیں اور انہیں بغیر کسی دقت کے ایک لمبے عرصہ تک محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

(4) انتقالِ قدر (Transfer of Value)

براہ راست تبادلہ کے نظام میں لوگوں کے پاس جمع شدہ دولت بھاری اور زیادہ حجم رکھنے والی اشیا کی شکل میں موجود ہوتی تھی جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ لیکن آج زر کی تخلیق کے باعث یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ کیونکہ لوگ اب اپنے اثاثوں (Assets) کو زر کے بدلے بیچ دیتے ہیں اور پھر اسی زر کے بدلے کسی دوسری جگہ اپنی مرضی سے اپنے اثاثے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح زر نے لوگوں کی جائیداد کی منتقلی میں آسانی پیدا کر دی گویا زر کی مدد سے ہم اپنے ناقابل انتقال اثاثوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ باآسانی منتقل کر سکتے ہیں۔

(5) سرکاری واجبات اورادائیگیوں میں آسانی
(Ease in Government Revenues and Payments)

براہِ راست تبادلہ کے زمانے میں حکومت اپنے واجبات اشیا کی صورت میں وصول کر کے اشیا کی شکل میں سرکاری ملازمین کوادائیگیاں کرتی تھی۔اس طرح حکومت کو اپنے واجبات اکٹھا کرنے اور ادئیگیاں کرنے میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔لیکن زر نے یہ مسئلہ حل کر دیا آج حکومت تمام ادائیگیاں اور وصولیاں زر کی شکل میں کرتی ہے۔حکومت ٹیکسوں وغیرہ کی وصولی زر کی شکل میں کرتی ہےاور زر ہی کی صورت میں سرکاری ملازمین کو تنخواہیں اور وظائف وغیرہ دیتی ہے۔

(6) متفرق فرائض (Miscellaneous Functions)

زر کے دیگر اہم فرائض میں قرضوں کی ادائیگی کا معیار بھی شامل ہے۔آج کل لوگوں کے درمیان آدھا لین دین زر کی شکل میں ہوتا ہے اوراس کی واپسی اور ادائیگی میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔جبکہ اشیا تبادلہ کے زمانہ میں اشیا کے لین دین میں شے کی کوالٹی اور مقدار میں اتار چڑھاؤ کے باعث کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔اسکے علاوہ زرکو اشیاوخدمات کے لین دین میں بطور معیاری پیمانہ استعمال کیا جاتا تھا کہ فلاں شے کی قیمت کتنی ہوگی اور کوئی شے کتنی مالیت کی حامل ہوگی۔جبکہ اشیا تبادلہ کے نظام میں اشیا کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔

9.5 زر کی اقسام (Kinds of Money)

زر کی مندرجہ ذیل اہم اقسام ہیں۔

(1) دھاتی زر (Metallic Money)

(الف) معیاری زر یا پوری مالیت کا سکہ (Standard Money or Full Bodied Coin)

(ب) علامتی زر (Token Money or Legal Tender)

(2) کاغذی زر (Paper Money)

(الف) بدل پذیر کاغذی زر (Convertible Paper Money)

(ب) غیر بدل پذیر کاغذی زر (Inconvertible Paper Money)

(3) قانونی زر (Legal Tender)

(الف) محدود قانونی زر (Limited Legal Tender)

(ب) غیر محدود قانونی زر (Unlimited Legal Tender)

(4) اعتباری زر (Credit Money)

(5) قریبی زر (Near Money)

(1) دھاتی زر (Metallic Money)

مختلف دھاتوں سے بنائے گئے سکّوں کو دھاتی زر کہتے ہیں۔ابتدائی دَور میں دھاتی زر قیمتی دھاتوں کے مخصوص اوزان کے ٹکڑوں پر

مشتمل ہوتا تھا۔لیکن بعد میں مختلف ریاستوں کے حکمرانوں نے باقاعدہ ٹکسالیں (Mints) قائم کر کے سکّوں پر ان کی قدری مالیت حکمرانوں کی اشکال اوران کے نام نقش بنانے شروع کر دیئے۔دھاتی زر کی دو اہم اقسام ہیں۔

(الف) معیاری زر یا پوری مالیت کا سکہ (Standard Money or Full-Bodied Coin)

معیاری زر سے مراد زر کی ایسی اکائی جو ملک کے زری نظام میں معیار کا کام دے۔آسان الفاظ میں ایسا دھاتی زر جس کی ظاہری قدر (Face Value) حقیقی مالیت(Intrinsic Value) کے برابر ہو معیاری زر کہلاتا ہے''یعنی ایک معیاری سکے پر جتنی ظاہری قدر درج ہوتی ہے اتنی ہی قدر و مالیت کی قیمتی دھات مثلاً سونا، چاندی وغیرہ اس سکے میں موجود ہوتی ہے۔ 1883ء سے قبل پاک و ہند کا معیاری زر بھی پوری مالیت کا سکہ تھا۔یعنی جتنی مالیت اس کے اوپر درج تھی اتنی ہی مالیت کی قیمتی دھات اس میں موجود تھی۔مثلاً چاندی کا روپیہ ایک تولہ کا ہوتا تھا اور اُس وقت ایک تولہ چاندی کی قیمت بھی ایک روپیہ تھی۔لیکن بعد میں سونے چاندی کی قلت کے باعث معیاری سکّوں کا اجراء بند کر دیا گیا۔اب کسی ملک میں معیاری سکے نہیں بنائے جاتے۔

(ب) علامتی زر (Token Money)

ایسے سکّے جن کی ظاہری مالیت (Face Value)ان کی حقیقی قدر (Intrinsic Value)یعنی اندرونی قدر سے بہت زیادہ ہو علامتی زر کہلاتے ہیں مثال کے طور پر پاکستان میں پانچ روپے مالیت کے سکّے کی ظاہری مالیت تو پانچ روپے کے برابر ہے لیکن اس میں استعمال کی گئی دھات کی مالیت بہت کم ہے۔ساری دنیا میں آج کل علامتی سکّے ہی استعمال ہوتے ہیں مگر یہ کسی ملک کے کل زری مقدار کے بڑے قلیل حصے پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(2) کاغذی زر (Paper Money)

کاغذی زر سے مراد وہ نوٹ ہیں جو کسی ملک کی حکومت یا مرکزی بنک جاری کرتے ہیں اورانہیں قانونی قبولیت عامہ کا وصف حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص بھی کاغذی کرنسی کو قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا۔ گویا کاغذی زر کو عام لین دین میں بطور آلہ مبادلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

کاغذی زر کی دو اہم اقسام ہیں۔

(الف) بدل پذیر کاغذی زر (Convertible Paper Money)

اس سے مراد ایسے کاغذی نوٹ ہیں جن کو مطالبے کی صورت میں چاندی، سونے یا منظور شدہ زرمبادلہ کی شکل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

(ب) غیر بدل پذیر کاغذی زر (Inconvertible Paper Money)

یہ ایسے کاغذی نوٹ ہیں جنہیں حکومت جاری تو کرتی ہے لیکن مطالبہ کرنے پر مرکزی بنک سونا یا معیارِ زر کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ پاکستان سمیت دنیا کے تمام ممالک میں غیر بدل پذیر کاغذی زر کا رواج ہے۔

(3) قانونی زر (Legal Tender)

قانونی زر کو عام لین دین اور قرضوں کی ادائیگی میں قانوناً قبول کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں تمام سکے اور کاغذی نوٹ قانونی زر ہیں اور کوئی بھی شخص ان کو قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا۔ قانونی زر کو حکومت کا حکمی زر (Fiat Money) بھی کہتے ہیں۔

قانونی زر کی دو اقسام ہیں۔

(الف) محدود قانونی زر (Limited Legal Tender)

ایسا زر جسے ایک خاص مالیت کی حد تک قبول کرنا قانونی طور پر لازمی ہوتا ہے اور اگر اس مقررہ حد سے زیادہ مالیت کی ادائیگی کے لئے وصول کنندہ کو مجبور کیا جائے تو وہ انکار کرسکتا ہے مثلاً پاکستان میں کم مالیت کے تمام سکے محدود قانونی زر کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس لئے حکومت نے ان سکّوں کی ادائیگی کے لئے ہر سکے کی الگ الگ حد مقرر کردی ہوئی ہے۔ اس مقرر حد سے زیادہ کی وصولی پر وصول کنندہ زیادہ مقدار میں سکوں کی گنتی کے باعث لینے سے انکار کرسکتا ہے۔

(ب) لامحدود قانونی زر (Unlimited Legal Tender)

ایسا قانونی زر جسے قانونی طور پر لین دین کے معاملات میں لامحدود حد تک قبول کرنے میں کوئی مجبوری یا قباحت کا اظہار نہیں کیا جاسکتا گویا غیر محدود قانونی زر کی صورت میں زر کی ادائیگی کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ وصول کنندہ کو ہر حال اور ہر مقدار میں قانونی زر وصول کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں بڑی مالیت کے سکے اور کاغذی نوٹ غیر محدود قانونی زر کے زمرے میں آتے ہیں۔

(4) اعتباری زر (Credit Money)

اعتباری زر دراصل اعتبار یا بھروسہ کی بنیاد پر زری نظام میں گردش کرتا ہے۔ اعتباری زر بنکوں کے جاری کردہ چیکوں، ہنڈیوں، ڈرافٹ، بانڈز اور کریڈٹ کارڈز وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ چونکہ بنکوں کے جاری کردہ چیک، ہنڈیاں، ڈرافٹ اور کریڈٹ کارڈز وغیرہ بذاتِ خود تو زر کے زمرے میں نہیں آتے مگر ان کے گردش کرنے کی وجہ لوگوں پر ان کا بھروسہ یا اعتماد ہے کہ انہیں ان کے عوض زر حاصل ہوجاتا ہے۔ یاد رہے وصُول کنندہ کو اعتباری زر کو چیک وغیرہ کی صورت میں رقم وصول کرنے یا نہ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے اس لئے اعتباری زر کو اختیاری زر بھی کہتے ہیں۔ پاکستان میں گردش کردہ زر کی کل مقدار قانونی زر اور اعتباری زر کے مجموعے پر مشتمل ہوتی ہے۔

(5) قریبی زر (Near Money)

قریبی زر (مثلاً بانڈز، حکومت کی کفالتیں، بیمہ پالیسیاں اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس وغیرہ) بطور زر تو گردش نہیں کرتے مگر ان کو زرِ نقد کی حالت میں تبدیل کروایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کاروباری اداروں کے حصص بھی ضرورت پڑنے پر فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ سرکاری تمسکات، ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ، انعامی کوپن وغیرہ بھی ایسے اثاثے ہوتے ہیں جو زر کی طرح تو نہیں ہوتے مگر ان کو تھوڑی کوشش کے بعد زر کی حالت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

9.6 زر کی قدر (Value of Money)

زر کی قدر سے مراد زر کی قوت خرید ہے جس کے بدلے دیگر اشیا حاصل ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر 30 روپے کے عوض ایک کلو چینی حاصل کی جاسکتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ 30 روپے کی قدر ایک کلو چینی کے برابر ہوتی ہے۔ اب اگر چینی کی قیمت بڑھ جائے تو 30 روپے کے عوض ایک کلو سے کم مقدار میں چینی ملے گی۔ جس کا مطلب ہوگا کہ زر کی قوت خرید گر گئی ہے۔ لیکن اگر چینی کی قیمت کم ہو جائے تو 30 روپے کے عوض ایک کلو سے زیادہ مقدار میں چینی حاصل کی جاسکتی ہے۔ گویا زر کی قوت خرید بڑھ چکی ہے۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ زر کی قدر اور قیمتوں میں معکوس (inverse) رشتہ پایا جاتا ہے۔ یعنی اگر اشیا کی قیمتیں بڑھ جائیں تو زر کی قدر کم ہو جاتی ہے اور اگر قیمتیں گر جائیں تو زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ یاد رہے کہ زر کی رسد اور قیمتوں میں براہ راست (direct) رشتہ پایا جاتا ہے یعنی جب زر کی رسد بڑھتی ہے تو قیمتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اس کے برعکس زر کی رسد کم ہونے پر قیمتیں کم ہو جاتی ہیں۔ اس بحث سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جب کسی ملک میں زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے لیکن زر کی قوت خرید (زر کی قدر) گر جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی رسد میں کمی سے قیمتیں بھی کم ہو جاتی ہیں اور زر کی قوت خرید (زر کی قدر) بڑھ جاتی ہے۔

اس حقیقت کو ایک سادہ مثال کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی ملک میں 100 روپے چھاپے جاتے ہیں اور صرف 10 اشیا بکنے کے لئے منڈی میں لائی جاتی ہیں گویا ہر شے کی قیمت 10 روپے فی شے مقرر ہوگی کیونکہ

$$\text{قیمت} = \frac{\text{کل زر کی مقدار}}{\text{کل اشیا}} = \frac{100}{10} = 10 \text{روپے}$$

اب اگر زر کی رسد بڑھا کر 200 روپے کر دی جائے لیکن اشیا کی تعداد پہلے جتنی رہے تو ہر شے 20 روپے کے عوض فروخت کی جائے گی۔

$$\text{قیمت} = \frac{\text{کل زر کی مقدار}}{\text{کل اشیا}} = \frac{200}{10} = 20 \text{روپے}$$

گویا زر کی رسد دوگنی کرنے سے قیمتیں دوگنی ہو جاتی ہیں لیکن زر کی قوت خرید نصف رہ جاتی ہیں یعنی جو شے پہلے 10 روپے میں خریدی جارہی تھی اب 20 روپے میں حاصل کی جاسکتی ہے اس کا مطلب ہے کہ زر کی قوتِ خرید آدھی رہ گئی ہے۔

اسی طرح اگر زر کی رسد کم کر کے 50 روپے کر دی جائے اور اشیا کی تعداد پہلے جتنی ہی رہے تو خریدی جانے والی ہر شے کی قیمت 5 روپے فی شے مقرر ہوگی۔

$$\text{قیمت} = \frac{\text{کل زر کی مقدار}}{\text{کل اشیا}} = \frac{50}{10} = 5 \text{روپے}$$

حاصل ہونے والی قیمت سے صاف ظاہر ہے کہ زر کی مقدار (زر کی رسد) نصف کرنے سے قیمتیں بھی نصف ہوگئی ہیں اور قدر زر دوگنا ہوگئی ہے۔ یعنی جو شے پہلے 10 روپے میں خریدی جارہی تھی اب زر کی قوت خرید دوگنا ہونے کے باعث 5 روپے میں حاصل کی جاسکتی ہے۔

زر کی قدر میں تبدیلیاں لانے والے عوامل

(Factors Causing Changes in Value of Money)

درج ذیل عوامل قیمتوں اور زر کی قدر میں تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔

(1) زر کی رسد (Supply of Money)

زر کی رسد اور قیمتوں کے درمیان براہِ راست رشتہ پایا جاتا ہے یعنی جب زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور قدر زر گر جاتی ہے۔اس کے برعکس زر کی رسد کم ہو جائے تو قیمتیں بھی کم ہو جاتی ہیں اور زر کی قدر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(2) پیداوار کی مقدار (Quantity of Production)

اگر کسی ملک میں اشیا کی پیداوار بڑھتی چلی جائے اور اشیا کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور اگر مقدار زر میں اضافہ کے مقابلے میں اشیا کی پیداوار میں اضافہ سست روی کا شکار ہو تو اشیا کی قیمتیں بڑھنے لگتی ہیں اور زر کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

(3) زر کی گردش (Circulation of Money)

زر کی ایک خاص مقدار جتنی بار اشیا کو خریدنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اسے زر کی گردش کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر زر کی گردش بڑھ جائے تو قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور زر کی قدر گر جاتی ہے۔اس کے برعکس زر کی گردش کی رفتار کم ہونے پر قیمتیں گر جاتیں ہیں اور قدرِ زر بڑھ جاتی ہے۔

(4) آبادی کی شرح افزائش (Population Growth)

اگر کسی ملک میں آبادی کی رفتار اشیائے صَرف (مثلاً خوراک، لباس، رہائش وغیرہ) کے مقابلے میں تیز ہو تو اشیا کی کمی کے باعث قیمتیں بڑھ جاتیں ہیں اور قدر زر گھٹ جاتی ہے۔ ماہرین کے نزدیک پاکستان میں اشیا کی قیمتیں بڑھنے کی ایک وجہ ہماری آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے۔جس کی وجہ سے اشیا وخدمات کی مقدار ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ پاکستان میں قیمتوں کے بڑھنے کا رُجحان پایا جاتا ہے۔

(5) ناموافق حالات (Unfavourable Circumstances)

بعض اوقات غیر موافق حالات مثلاً وبائی بیماریوں، جنگ کی تباہی وغیرہ کے باعث اشیا کی مانگ بڑھ جاتی ہے جیسا کہ پاکستان میں یہ حالات 1965ء اور 1971ء میں معاشی عدم استحکام کا باعث بنے اور قیمتوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا زر کی قدر بتدریج کم ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ کسی ملک میں زر کی قدر کو مستحکم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے حالات کو یقینی بنایا جائے۔

(6) ٹیکس کی شرح (Rate of Tax)

اگر کسی ملک میں ٹیکسوں کی شرح بڑھا دی جائے تو بالواسطہ ٹیکسوں (مثلاً ایکسائز ڈیوٹی، کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس وغیرہ) کا بوجھ اشیا صارفین پر منتقل ہوجاتا ہے۔اشیا کی قیمتیں بڑھ جاتیں ہیں اور زر کی قدر کم ہوجاتی ہے۔اس کے برعکس بالواسطہ ٹیکسوں میں کمی سے اشیا کی قیمتوں کو کم کر کے زر کی قدر کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

(7) بیرونی تجارت (Foreign Trade)

اگر ملک میں برآمدات (Exports) کم ہوں اور درآمدات (Imports) زیادہ ہوں تو اس سے ملک کی شرح درآمدو برآمد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ملک کو زرمبادلہ حاصل کرنے کیلیئے ٹیکس عائد کرنے پڑتے ہیں۔جس کی وجہ سے اشیا کی قیمتں بڑھ جاتیں ہیں اور زر کی قدر کم ہو جاتی ہے دوسری طرف درآمدات کی قیمتیں بڑھنے سے خام مال اور مشینیں مہنگی ہوجاتیں ہیں اور ملکی اشیا کی قیمتیں بھی بڑھ جاتیں ہیں جس سے قدر زر کم ہوجاتی ہے۔لہٰذا برآمدات اور درآمدات میں توازن لاکر ہی زر کی قدر کو مستحکم کیا جاسکتا ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- درج ذیل میں سے کسے زر کے فرائض میں شامل نہیں کیا جاتا؟

(الف) آلۂ تبادلہ (ب) معیارِ قدر

(ج) ذخیرۂ قدر (د) عدم تقسیم پذیری

ii- درج ذیل میں سے کونسی معیشت ایسی ہے جس میں مقبول عام آلہ مبادلہ زر استعمال نہ ہوتا ہو؟

(الف) کُھلی (ب) بارٹر

(ج) اسلامی (د) بند

iii- پاکستان میں کرنسی نوٹ جاری کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

(الف) تجارتی بنک (ب) مرکزی بنک

(ج) زرعی بنک (د) صنعتی بنک

iv- جب زر کی مقدار میں اضافہ ہو جائے تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں ایسے میں زر کی قدر پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) کم ہو جاتی ہے (ب) بڑھ جاتی ہے

(ج) ساکن رہتی ہیں (د) نارمل رہتی ہیں

v- کس قسم کے زر کو عام لین دین اور قرضوں کی ادئیگی میں قانوناً قبول کرنا پڑتا ہے؟

(الف) کاغذی زر (ب) اعتباری زر

(ج) زری اشیا (د) قریبی زر

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- ....میں اشیا کا تبادلہ اشیا سے کیا جاتا ہے۔

ii- ایسا زر جس میں درج شدہ مالیت اور حقیقی مالیت میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا..................کہلاتا ہے۔

iii- ایسا زر جو بنکوں کے جاری کردہ چیکوں، ہنڈیوں، ڈرافٹ اور کریڈٹ کارڈز وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے..........کہلاتا ہے۔

iv- وہ زر جس کی ظاہری مالیت اس کی حقیقی قدر و مالیت سے زیادہ ہو..................زر کہلاتا ہے۔

v- زر کی مقدار میں اضافے سے زر کی قوت خرید..................ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ	زر کی قدر ہے۔	
حکمی زر	قانونی زر ہے۔	
اشیا کے لین دین کا ذریعہ	قریبی زر ہیں۔	
قوت خرید سے مراد	آلۂ مبادلہ ہے۔	
سہل انتقال کا مطلب ہے	آسانی سے جگہ تبدیل کر دینا	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- زر کے بارے میں پروفیسر کروتھر کی تعریف کے اہم نکات کیا ہیں؟

ii- کاغذی زر سے کیا مراد ہے؟

iii- بدل پذیر اور غیر بدل پذیر کاغذی زر میں کیا فرق ہے؟

iv- زر کی قدر سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- براہِ راست مبادلہ سے کیا مراد ہے۔اس نظام میں کون کون سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

ii- زر کی تعریف بیان کیجئے اور تعریف کے اہم نکات پر روشنی ڈالیں۔

iii- زر کے فرائض کی وضاحت ضروری مثالوں سے کیجئے۔

iv- زر کی درج ذیل اقسام کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کیجئے۔

i. اعتباری زر　ii. قریبی زر　iii. کاغذی زر

iv. دھاتی زر　v. علامتی زر

v- زر کی قدر میں تبدیلیاں لانے والے عوامل کا ذکر تفصیلاً کیجئے۔

باب 10

بنک

(Bank)

10.1 بنک کی تعریف (Definition of Bank)

بنک (Bank) ایک ایسا مالیاتی ادارہ ہے جو لوگوں کی بچائی ہوئی رقوم کو با حفاظت رکھتا ہے اور پھر ان رقوم کو اپنے کاروباری مقاصد کے لیے ضرورت مندوں کو زیادہ شرح سود پر قرض دیتا ہے۔ اس طرح سود کی شکل میں منافع کماتا ہے اور منافع کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے علاوہ بنک کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کیلئے استعمال کرتا ہے۔

سادہ الفاظ میں بنک سے مراد وہ ادارہ ہے جو عام لوگوں سے امانتیں وصول کرتا ہے اور ضرورت مندوں کو منافع کمانے کی غرض سے قرض کے طور پر فراہم کر دیتا ہے۔

پروفیسر جی کراوتھر (G. Crowther) کے مطابق:

''بنک قرضوں کا کاروبار کرتا ہے, عوام سے امانتیں وصول کرتا ہے اور ضرورت مند لوگوں کو قرضے مہیا کرتا ہے۔ چونکہ بنک کی جاری کردہ رسیدیں عوام بغیر کسی عذر کے قبول کر لیتے ہیں اس لئے بنک زر کی تخلیق بھی کرتا ہے۔

گویا بنک نقد سرمایہ کا محافظ اور تقسیم کنندہ ہے۔

10.2 بنک کی اقسام (Kinds of Bank)

(1) مرکزی بنک (Central Bank)

مرکزی بنک کسی ملک کے سارے بنکاری نظام کا ناظم اور مرکز ہوتا ہے۔ یہ ملک کے تمام تجارتی بنکوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ پاکستان کے مرکزی بنک کا نام سٹیٹ بنک آف پاکستان (بنک دولت پاکستان) ہے۔ مرکزی بنک ملک میں نوٹ جاری کرنے کی اجارہ داری رکھتا ہے اور گردش زر کو کنٹرول کر کے مالی نظام اور قیمتوں کو استحکام بخشتا ہے۔ یاد رہے منافع کمانا مرکزی بنک کا محض ثانوی عمل ہے۔ اس کے اہم فرائض میں زر کی قدر میں استحکام، بچت اور سرمایہ کاری کے لئے موافق حالات فراہم کرنے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

(2) تجارتی بنک (Commercial Bank)

تجارتی بنکوں کا وجود منافع کمانے کی غرض سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس لئے تجارتی بنک لوگوں سے ان کی بچائی ہوئی رقوم بطور امانت وصول کرتے ہیں اور ان رقوم پر منافع کمانے کی غرض سے شرح سود مقرر کر کے ضرورت مندوں کو قرضے کی حیثیت سے فراہم کر دیتے ہیں۔ آجکل بنک تجارت کے علاوہ صنعت سازی، زراعت، مکانات کی تعمیر، صرفی ضروریات زندگی کے لئے بھی قرضے

جاری کرتے ہیں اور منافع کماتے ہیں۔ تجارتی بنک اپنے جاری کردہ قرضوں کی بنیاد پر زر کی تخلیق کرتے ہیں جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ پاکستان میں تجارتی بنک (مثلاً حبیب بنک، مسلم کمرشل بنک، یونائیٹڈ بنک، پنجاب بنک، عسکری بنک، فیصل بنک، الائیڈ بنک، خیبر بنک، بنک الفلاح اور سٹی بنک وغیرہ) اپنی خدمات بڑی مہارت سے انجام دے رہے ہیں۔

(3) صنعتی بنک (Industrial Bank)

صنعتی بنک ملک میں صنعت سازی کے فروغ کیلئے قائم کئے گئے ہیں۔ یہ بنک صنعتکاروں کو مشینوں، آلات اور دیگر صنعتی ضروریات کے لئے قلیل مدت اور طویل مدت کے قرضہ فراہم کرتے ہیں۔ جس سے ملک میں صنعت سازی فروغ پاتی ہے۔ پاکستان میں یہ صنعتی بنک ''صنعتی ترقیاتی بنک آف پاکستان'' (Industrial Development Bank of Pakistan) اور ''پاکستان صنعتی قرضہ وسرمایہ کاری کارپوریشن'' (Pakistan Industrial Credit and Investment Corporation) کے نام سے مشہور ہیں۔

(4) زرعی بنک (Agricultural Bank)

یہ بنک صرف کاشتکاری اور زراعت سے متعلقہ شعبوں کو قرضے فراہم کرتا ہے۔ جن ممالک میں زراعت، معیشت کا اہم شعبہ ہوتا ہے وہاں پیداوار بڑھانے میں یہ بنک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ بنک کاشتکاروں کو ٹیوب ویل لگوانے، زرعی آلات اور مشینیں خریدنے، کھاد اور بیج حاصل کرنے کے لئے قلیل المعیاد اور طویل المعیاد قرضے دوسرے بنکوں کی نسبت کم شرح سود اور آسان شرائط پر فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ بنک زرعی ترقیاتی بنک کے نام سے مشہور ہے۔

(5) فہرستی اور غیر فہرستی بنک (Scheduled and Non-scheduled Bank)

فہرستی بنک ایسے بنک ہوتے ہیں جو اپنی سرگرمیاں مرکزی بنک کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق سرانجام دیتے ہیں اور پابند ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کل زری اثاثوں کا مقرر کردہ حصہ بطور محفوظ سرمایہ مرکزی بنک کے پاس جمع کروائیں گے تاکہ بُرے وقت میں مرکزی بنک سے مدد حاصل کرسکیں۔ پاکستان میں یہ بنک نیشنل بنک آف پاکستان، فرسٹ وومن بنک، پنجاب بنک وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ غیر فہرستی بنک مرکزی بنک کے ساتھ منسلک نہیں ہوتے نہ ہی باقاعدگی سے مرکزی بنک کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔

10.3 مرکزی بنک کے فرائض (Functions of Central Bank)

مرکزی بنک کے درج ذیل فرائض ہیں۔

(1) نوٹوں کے اجرا کا اختیار (Note Issuing Authority)

مرکزی بنک کو نوٹ جاری کرنے کا پورا اختیار اور اجارہ داری حاصل ہوتی ہے۔ مرکزی بنک کا جاری کردہ کاغذی نوٹ قانونی زر ہوتا ہے جسے قبولیت عامہ حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان کے مرکزی بنک سٹیٹ بنک آف پاکستان نے 1000,500,100,50,10 اور 5000 روپے کی مالیت کے نوٹ جاری کر رکھے ہیں جو ملک میں معاشی لین دین میں بطور آلہ مبادلہ کے استعمال ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں نوٹ جاری

کرنے کیلئے مرکزی بنک کو درج ذیل میں سے کسی ایک اصول کے تحت نوٹ جاری کرنے کی اجازت ہے۔

(الف) معینہ ضمانت کا نظام (Fixed Fiduciary System)

اس نظام کے تحت مرکزی بنک ایک مقررہ حد تک زرِ محفوظ (مثلاً زرمبادلہ، چاندی، سونا وغیرہ) رکھے بغیر نوٹ چھاپ سکتا ہے۔لیکن اگر اس حد سے زیادہ نوٹ چھاپنے کی ضرورت پڑ جائے تو ہر نوٹ کے عوض 100 فی صد سونا، چاندی یا زرمبادلہ کی صورت میں زرِ محفوظ رکھنا پڑتا ہے۔یعنی اگر ملک میں ایک سو روپے کے نوٹ چھاپے جائیں تو اس کے بدلے 100 روپے کا سونا چاندی زرمبادلہ زرِ محفوظ کے طور پر رکھنا ضروری ہے۔ یہ نظام برطانیہ، ناروے اور جاپان میں رائج ہے۔ یہ نظام پاکستان میں رائج نہ ہونے کی وجہ اس نظام کی کم لچکداری ہے کیونکہ اس نظام کے تحت زر کی رسد کو آسانی سے فوری طور پر ضرورت پڑنے پر بڑھایا نہیں جا سکتا۔

(ب) متناسب محفوظات کا نظام (Proportional Reserve System)

اس نظام کے تحت ایک مقرر کردہ زرِ محفوظ کے تناسب کے مطابق مرکزی بنک جتنے چاہے نوٹ چھاپ سکتا ہے۔ پاکستان میں یہ تناسب 33 فی صد ہے۔ گویا پاکستان میں مرکزی بنک چھاپے جانے والے نوٹوں کے بدلے پر 33 فی صد زرِ محفوظ سونا، چاندی، زرمبادلہ وغیرہ رکھ کر جتنے چاہے نوٹ چھاپ سکتا ہے۔البتہ چھاپے جانے والے نوٹوں کی باقی مالیت کو ملکی اثاثوں کو گروی (Mortgage) رکھ کر پورا کیا جاتا ہے۔اس طریقے کے تحت زر کی رسد لچکدار ہوتی ہے۔ پاکستان میں مرکزی بنک نوٹ اسی نظام کے تحت چھاپتا ہے۔

(2) حکومت کا بنک (Banker to the State)

مرکزی بنک حکومت کے لئے وہ تمام کام سرانجام دیتا ہے جو ایک تجارتی بنک عام لوگوں کے لئے کرتا ہے۔

مرکزی بنک دراصل حکومت کے مالی مشیر کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے۔اس لئے یہ حکومت کا بنک کہلاتا ہے۔مرکزی بنک حکومت کے معاملات کو مستحکم رکھنے کیلئے درج ذیل فرائض سرانجام دیتا ہے۔

(i) حکومت کو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کیلئے طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے۔

(ii) حکومت کی تمام وصولیاں اور ادائیگیاں منظّم کرتا ہے۔

(iii) حکومت کے لئے ملکی اور غیر ملکی ذرائع سے قرضے وصول کرتا ہے۔

(iv) زرِمبادلہ اور بین الاقوامی ادائیگیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔

(v) حکومت کو مالی امُور کے بارے میں مفید مشورے دیتا ہے۔

غرض یہ کہ مرکزی بنک حکومت کے تمام مالی امور اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرتا ہے اور معاشی ترقی کی راہ ہموار کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(3) بنکوں کا بنک (Banker to the Banks)

مرکزی بنک سارے بنکاری نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔اس لئے بنکوں کا بنک کہلاتا ہے۔مرکزی بنک تجارتی بنکوں کے لئے درج ذیل

خدمات سرانجام دیتا ہے۔

(i) تجارتی بنکوں کو ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگا کر قرضے جاری کرتا ہے۔

(ii) تجارتی بنکوں کی مشکل وقت میں مالی مدد کرتا ہے۔

(iii) تجارتی بنکوں کو اپنی نئی شاخیں کھولنے کے لیے اجازت دیتا ہے۔

(iv) تجارتی بنکوں کے زرِنقد کا ایک مخصوص حصہ زرِ محفوظ کی صورت میں رکھتا ہے۔

(v) مرکزی بنک تجارتی بنکوں کی تمام سرگرمیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔

(4) بنکوں کی آخری پناہ گاہ (Lender of the Last Resort)

مرکزی بنک مشکل وقت میں تجارتی بنکوں کو قرضے فراہم کر کے ان کی مشکلات حل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر تجارتی بنک لوگوں کو زائد قرضے جاری کر دیں اور امانتیں رکھنے والوں کو رقم کی ادائیگی کے قابل نہ رہیں تو ان کی ساکھ کو بڑا نقصان پہنچنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ایسے میں مرکزی بنک انہیں سستے قرضے فراہم کر کے مشکل سے نکالتا ہے۔

(5) بنکوں کا حساب گھر (Clearing House for the Banks)

چونکہ ملک کا سارا بنکاری نظام ایک دوسرے سے جُڑا ہوا ہے اس لیے ہر روز لاکھوں لین دین کے معاملات ان بنکوں کے درمیان طے پاتے ہیں۔ مرکزی بنک تمام بنکوں کے نمائندوں کو اپنے دفتر میں بلا کر آپس کے لین دین کے معاملات کو حل کرانے کیلئے اپنی خدمات سرانجام دیتا ہے اس طرح بنکوں کے درمیان حساب گھر کا کام کرتا ہے۔

(6) بازارِ زر کا ناظم (Custodian of Money Market)

مرکزی بنک بحیثیت ناظمِ زر ایک طرف تو نوٹ جاری کرتا ہے اور دوسری طرف زر کی مقدار کو کنٹرول کر کے معاشی استحکام کو یقینی بناتا ہے۔ مرکزی بنک کی زری پالیسی کو زرِاعتبار پر کنٹرول (Credit Control) کی پالیسی بھی کہا جاتا ہے۔ مخصوص معاشی مقاصد کے پیشِ نظر مرکزی بنک زرِاعتبار کو کنٹرول کرنے کیلئے جو اقدامات اختیار کرتا ہے اُسے زری پالیسی کہا جاتا ہے۔ اس پالیسی کے تحت ملک میں پائی جانے والی دو اہم معاشی ناہمواریاں یعنی افراطِ زر اور تفریطِ زر پر قابو پانے کے لئے مرکزی بنک درج ذیل طریقے اختیار کرتا ہے تاکہ نہ تو افراطِ زر ہو اور نہ ہی تفریطِ زر۔

(i) شرح بنک کی پالیسی (Bank Rate Policy)

شرح بنک سے مراد وہ شرح سود ہے جس پر مرکزی بنک تجارتی بنکوں کی ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگا کر انہیں قرضے جاری کرتا ہے اگر ملک میں افراطِ زر ہو اور مرکزی بنک زر کی مقدار کو کم کرنا چاہتا ہو تو وہ شرح سود کو بڑھا دیتا ہے۔ ایسے میں تجارتی بنک مرکزی بنک سے قرضے نہیں لیتے اور نہ ہی لوگوں کو قرضے جاری کئے جاتے ہیں۔ اس طرح ملک میں زرِاعتبار کی گردش رک جاتی ہے اور افراطِ زر پر قابو پا لیا جاتا ہے۔

دوسری طرف تفریطِ زر کے حالات میں زر کی مقدار بڑھانے کیلئے، شرح سود کم کردی جاتی ہے۔ تجارتی بنک مرکزی بنک سے زیادہ قرضے لیتے ہیں اوراس طرح ملک میں زر کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور تفریطِ زر کنٹرول ہو جاتا ہے۔

(ii) کھلے بازار کا عمل (Open Market Operation)

مرکزی بنک افراطِ زر اور تفریطِ زر پر کنٹرول کرنے کیلئے سرکاری کفالتوں مثلاً پرائز بانڈ، سیونگ سرٹیفکیٹ وغیرہ خریدتا اور بیچتا رہتا ہے۔ افراطِ زر کے حالات میں حکومت یہ کفالتیں لوگوں کو بیچ دیتی ہے اور تفریطِ زر کے حالات میں ان سے مہنگے داموں خرید لیتی ہے۔ اس طرح افراطِ زر اور تفریطِ زر پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔

(iii) زرِمحفوظ کے تناسب میں اضافہ (Reserve Ratio)

ملک میں افراطِ زر کا دباؤ کم کرنے کے لیے مرکزی بنک تجارتی بنکوں کے زرِمحفوظ کے تناسب میں اضافہ کر دیتا ہے اور تفریطِ زر کو کنٹرول کرنے کیلئے زرِمحفوظ کے تناسب کو کم کر دیتا ہے جس سے زر کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے اور تفریطِ زر سے نجات مل جاتی ہے۔

(iv) راشن بندی (Rationing)

مرکزی بنک ملک میں افراطِ زر پر کنٹرول کرنے کیلئے بسا اوقات تجارتی بنکوں کو قرضہ دینے کی حد مقرر کر دیتا ہے۔ جس کے باعث تجارتی بنک کی زرِ اعتبار کی تخلیق محدود ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی مقدار بڑھانے کیلئے مرکزی بنک راشن بندی پر سے پابندی اٹھا کر تفریطِ زر کو کنٹرول کرتا ہے۔

(7) زرِمبادلہ کا محافظ (Custodian of Foreign Exchange)

مرکزی بنک برآمدات اور درآمدات میں توازن رکھ کر زرِمبادلہ کے ذخائر کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں تمام زرِمبادلہ مرکزی بنک میں ہی جمع ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانی جو رقوم پاکستان بھیجتے ہیں مرکزی بنک انہیں ملکی کرنسی میں تبدیل کر کے مقامی لوگوں کو ادائیگی کرتا ہے۔ اسی طرح ملک میں دستیاب تمام دھاتی زر کا محافظ بھی مرکزی بنک ہے۔

10.4 پاکستان میں بلاسود بنکاری کا نظام

(Interest Free Banking System in Pakistan)

اسلام بنیادی طور پر عدل و احسان اور باہمی تعاون پر زور دیتا ہے اور دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والوں کو بُرا سمجھتا ہے۔ اس لئے ضرورت مندوں کو بلا معاوضہ قرض دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اسلامی نظام حکومت میں سود کی ہر شکل حرام قرار دی گئی ہے۔ اس لئے بلاسود بنکاری کا نظام صرف اور صرف نفع و نقصان میں برابر کی شراکت پر ہی استوار ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ماضی میں کئی حکومتوں نے ملکی معیشت کو اسلامی اصولوں پر عمل پیرا کرنے کیلئے کئی منصوبے بنائے۔

اسلامی دنیا میں اسلامی بنکاری کا آغاز مصر میں 1963ء میں زراعت کے لئے رقوم جمع کرنے اور قرض کی فراہمی کے لئے ایک ادارہ

قائم ہوا۔ جس کا نام ''مِت غمر سوشل بنک'' (Mit Ghamar Social Bank) تھا۔ 1970ء تک یہ بنک مصر کے اہم ترین مالی اداروں میں شمار کیا جاتا رہا۔ لیکن بعض سیاسی وجوہات کی بنا پر مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے اس بنک کو ختم کر دیا۔ 1963ء ہی میں ملائیشیا میں حج کے خواہش مند لوگوں کے لئے ایک مالی ادارہ ''پلگرم مینجمنٹ اینڈ فنڈز بورڈ'' (Pilgrim Management and Funds Board) یا تبونگ حاجی (Tabung Haji) کے نام سے قائم کیا گیا۔ لوگ اس ادارے میں اپنی رقوم جمع کرواتے اور قرض حاصل کرتے تھے۔

اسی طرح سعودی عرب میں البرکتہ انویسٹمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی (Al-barkat Investment and Development Company) کے نام سے ایک اسلامی بنک قائم ہوا جس کا بنیادی مقصد مُسلم ممالک کو غیر سودی بنیاد پر قرضوں کی فراہمی تھا۔ سعودی عرب کا اسلامی بنک، فیصل اسلامک بنک آف بحرین، اسلامک ڈویلپمنٹ بنک آف جدہ کے نام سے بھی اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اسلامی بنکاری کو فروغ دینے کے لیے سوڈان میں بھی البرکتہ السوڈانی خرطوم، العرب اسلامک بنک، سوڈانیز اسلامی بنک کے ناموں سے یہ مالی ادارے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کوشش یکم جولائی 1981ء کو پاکستان میں تمام بنکوں میں بلاسود بنکاری نظام کی ترویج کیلئے عمل میں لائی گئی۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے امانت داروں کے لئے نفع ونقصان کے شراکتی کھاتے (Profit and Loss Sharing Accounts) کھولے گئے۔ یکم جولائی 1985 سے تمام بنکوں کے کاروبار کو سودی نظام سے بالکل پاک کر دیا گیا اور ملک کی معیشت کو اسلامی طرز میں ڈھالنے کیلئے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

(1) مشارکہ (Musharika)

مشارکہ کے تحت بنک یا دیگر مالی ادارے کاروباری فرموں کو نفع ونقصان میں شراکتی بنیاد پر زر مہیا کرتے ہیں۔ بنک نفع اور نقصان میں گاہک کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

(2) مضاربہ (Modaraba)

مضاربہ میں بنک سرمایہ فراہم کرتا ہے اور سرمایہ لینے والا اپنی محنت کے بل بوتے پر کاروبار چلاتا ہے۔ کاروبار میں دونوں نفع ونقصان میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

(3) کرائے اور خرید میں حصہ داری (Hire and Purchase)

سرمایہ کاری کے اس طریقے میں بنک اپنے گاہک کو ایک مخصوص عرصہ کے لیے قرضہ فراہم کرتا ہے مثلاً ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن لوگوں کو گھر بنانے کے لیے جو قرضے فراہم کرتی ہے وہ اسی سرمایہ کاری کے زمرے میں بنک کو لوٹا دیتا ہے۔ رقم کی واپسی کے بعد گھر کی ملکیت گاہک کی تحویل میں دے دی جاتی ہے۔

(4) حِصّصی شراکت (Equity Participation)

سرمایہ کاری کے اس طریقے میں بنک فہرستی اداروں کے حصص خرید لیتے ہیں۔ یہ خریداری بازاری قیمتوں پر کی جاتی ہے۔لیکن نفع ونقصان میں شرکت اداروں کے سالانہ منافع جات پر ہوتی ہے۔

(5) سروس چارجز کے ساتھ بلاسود قرضے (Interest Free Loans with Service Charges)

اس طریقے کے تحت سرمایہ کاری کرنے والے سے سروس چارجز وصول کر لئے جاتے ہیں۔ یہ قرضے بغیر سود کے ہوتے ہیں۔اس مد میں برآمد کنندگان کو قرضے جاری کئے جاتے ہیں۔

(6) قرضِ حسنہ (Qarz-e-Hasna)

قرضِ حسنہ کے تحت ضرورت مندوں کو بغیر کسی سود یا منافع کے قرضے جاری کئے جاتے ہیں اس قسم کے قرضے زیادہ تر طالب علموں کو دیئے جاتے ہیں۔ایسے قرضے طویل المعیاد ہوتے ہیں۔

سرمایہ کاری کے درج بالا اُصولوں کو عملی طور پر مقبول بنانے کے لیے حکومت پاکستان نے قوانین میں بھی ترامیم کی ہیں جن کے تحت زیادہ تر جاری کئے جانے والے قرضے سود سے پاک ہونگے اور بنکاری نظام عین اسلامی نظام کے قریب ترین ہوگا۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- ایسا ادارہ جو لوگوں کی امانتیں وصول کر کے انھیں قرض پر دے کہلاتا ہے:

(الف) مرکزی بنک (ب) تجارتی بنک

(ج) صنعتی بنک (د) زرعی بنک

ii- درج ذیل میں سے کونسا کام مرکزی بنک سرانجام نہیں دیتا؟

(الف) نوٹ جاری کرنا (ب) زرِمبادلہ کی حفاظت کرنا

(ج) زرِاعتبار کو کنٹرول کرنا (د) لوگوں کی امانتوں پر منافع کمانا

iii- مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو قرضے جاری کرتے وقت بنکوں کے کن کھاتوں کو استعمال کرتا ہے؟

(الف) معیادی کھاتوں کو (ب) ہنڈیوں کو

(ج) طلبی امانتوں کو (د) بچتوں کی امانتوں کو

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو جس شرح پر قرض دیتا ہے اس کو................کہتے ہیں۔

ii- پاکستان میں مرکزی بنک................کے نظام کے تحت نوٹ چھاپتا ہے۔

iii- نفع ونقصان کی شراکت کی بنیاد پر قرضوں کا اجرا سن..........میں ہوا۔

iv- ....میں بنک سرمایہ فراہم کرتا ہے اور سرمایہ لینے والا اپنی مہارت کے بل بوتے پر کاروبار چلاتا ہے۔

v- مرکزی بنک کو نوٹ جاری کرنے کی................حاصل ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معینہ ضمانت کا نظام	بازارِ زر کا ناظم	
مرکزی بنک کے تابع	غیر لچکدار	
تفریطِ زر	مرکزی بنک	
نوٹوں کا اجرا	قوت خرید کا کم ہونا	
مرکزی بنک	فہرستی بنک	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- نوٹ چھاپنے کے اُصول بیان کریں۔

ii- مرکزی بنک کو حکومت کا بنک کیوں کہا جاتا ہے؟

iii- شرح بنک پالیسی سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- تجارتی بنک سے کیا مراد ہے؟ تجارتی بنکوں کے فرائض بیان کریں۔

ii- بنکوں کی اہم اقسام کون کون سی ہیں؟

iii- مرکزی بنک سے کیا مراد ہے؟ مرکزی بنک کے فرائض بیان کیجئے۔

iv- مرکزی بنک بازارِ زر کا ناظم ہونے کی حیثیت سے کس طرح زرِاعتبار کو کنٹرول کرتا ہے؟

v- پاکستان میں بلاسود بنکاری نظام کی کامیابی کے لیے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

باب 11

تجارت

(Trade)

11.1 ملکی تجارت (Domestic Trade)

جب اشیا و خدمات کا لین دین ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر مختلف شہروں، قصبوں یا علاقوں کے مابین کیا جائے تو اسے ملکی تجارت یا داخلی تجارت کہتے ہیں۔ ملکی تجارت میں اشیا و خدمات کے خریدار اور فروخت کرنے والے ایک ہی ملک میں بسنے والے باشندے خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی، شامل ہوتے ہیں جو ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں اشیا و خدمات کا تبادلہ قدرتی وسائل کی عدم تقسیم پذیری اور مصارفِ پیدائش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔

11.2 بیرونی تجارت (Foreign Trade)

بیرونی یا بین الاقوامی تجارت کے تحت اشیا و خدمات کا تبادلہ ایک ملک سے دوسرے ممالک تک پھیل جاتا ہے۔ گویا جب اشیا و خدمات کا لین دین یا تبادلہ دو یا دو سے زائد ممالک کے مابین ہو تو اسے بین الاقوامی تجارت یا تجارتِ خارجہ کہتے ہیں۔ اس قسم کی تجارت میں خریدار اور فروخت کرنے والے کا تعلق مختلف ممالک سے ہوتا ہے۔

11.3 ملکی اور غیر ملکی تجارت میں فرق

(Difference between Domestic and Foreign Trade)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ملکی تجارت ہو یا بین الاقوامی تجارت دونوں کی بنیاد ذرائع کی جغرافیائی یا علاقائی تقسیم کار اور تخصیص کار بالحاظ مصارف پیدائش پر منحصر ہوتی ہے، لیکن دونوں قسم کی تجارت کا بنیادی مقصد ضروریاتِ زندگی کی دستیابی اور منافع کمانا ہوتا ہے تاہم بعض وجوہات کی بنا پر ان میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ وجوہات درج ذیل ہیں۔

(1) عاملینِ پیدائش کی نقل پذیری (Mobility of Factors of Production)

پیداواری عوامل محنت اور سرمایہ کی اندرون ملک نقل پذیری آسان اور بندشوں سے آزاد ہوتی ہے۔ ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر کوئی بھی مزدور بہتر معاوضہ کے حصول کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سرمائے کی منتقلی بھی سرمائے کی استعدادِ کار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں بغیر کسی بندش کے ہو سکتی ہے۔ گویا اندرون ملک محنت اور سرمائے کی منتقلی پر کوئی پابندی یا بندش عائد نہیں ہوتی۔ دونوں جہاں چاہیں آزادی سے منتقل ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، محنت اور سرمائے کی دوسرے ممالک میں منتقلی کئی بندشوں مثلاً زبان، رسم ورواج، مذہب اور نقل مکانی میں پاسپورٹ، ویزا وغیرہ کی ضرورت کے تحت مشکل ہوتی ہے اور اسے کئی قانونی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(2) کرنسی کا فرق (Difference in Currency)

ملکی تجارت میں اشیا و خدمات کے لین دین کے سلسلے میں ایک ہی نوعیت کی کرنسی استعمال کی جاتی ہے۔اس لئے اشیا و خدمات کی خریدوفروخت ملک میں جاری کردہ کرنسی نوٹوں کی صورت میں ہی کی جاتی ہے لیکن مختلف ممالک میں مختلف کرنسی رائج ہوتی ہے۔اس لئے بین الاقوامی تجارت میں ملکی درآمد کنندگان (Importers) کو غیرملکی اشیا کی خریداری پر اپنی کرنسی کو برآمدی ممالک کی (Exporting Countries) کی کرنسیوں میں تبدیل کروانا پڑتا ہے۔مثال کے طور پر امریکہ سے اشیا منگوانے کیلئے پاکستان کو اپنی کرنسی امریکی ڈالر یا برطانیہ سے اشیا منگوانے کے لیے پونڈ سٹرلنگ میں تبدیل کروانا پڑتی ہے۔

(3) تجارتی پابندیاں (Trade Restrictions)

ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر اشیا و خدمات کی نقل وحمل پر کوئی خاص پابندی نہیں لگائی جاتی۔تاجر آزادی کے ساتھ اشیا کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر سکتے ہیں۔ جبکہ غیرملکی اشیا و خدمات کی نقل وحمل پر کئی درآمدی و برآمدی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ تجارتی لائسنس (Trade Licence) اور ٹیکسوں (Taxes) کی ادائیگی لازمی ہوتی ہے۔گویا ایسی تمام پابندیوں کی نوعیت مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے۔

(4) نقل وحمل کے اخراجات (Transportation Expenditures)

اشیا و خدمات کی ایک علاقے سے دوسرے علاقے یا ایک ملک سے دوسرے ملک منتقلی کی صورت میں نقل وحمل کے مصارف یا اخراجات (Expenditures) برداشت کرنا پڑتے ہیں۔اندرون ملک تجارتی اشیا کی نقل وحمل پر زیادہ اخراجات اٹھانے نہیں پڑتے لیکن بیرونی ممالک سے اشیا کی درآمد (Imports) اور بیرونی ممالک کو اشیا برآمد کرنے پر بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملکی اور غیرملکی اشیا کی نسبتی قیمتوں میں بھی عدمِ توازن کی فضا رواج پاتی ہے۔

11.4 بین الاقوامی تجارت کے فوائد اور نقصانات

(Advantages and Disadvantages of Foreign Trade)

بیرونی یا بین الاقوامی تجارت آج کے دَور کی سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کا کوئی بھی ملک ایسا نہیں جو ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیا و خدمات میں مکمل خود کفالت حاصل ہو۔ بین الاقوامی تجارت کی ضرورت کیوں محسوس کی جاتی ہے اس کا اندازہ بین الاقوامی تجارت کے درج ذیل فائدوں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

بیرونی تجارت کے فائدے (Advantages of Foreign Trade)

بیرونی تجارت کے درج ذیل فائدے ہیں۔:

(1) ضروری اشیا کا حصول (Availability of Essential Goods)

چونکہ کوئی بھی ملک قدرتی وسائل کی غیر مساوی تقسیم کے باعث تمام ضروری اشیا خود تیار نہیں کرسکتا۔اس لئے ضرورت مند ملک دیگر ممالک (جہاں پر اشیا نسبتاً سستی دستیاب ہوں) سے منگوا لیتا ہے۔مثال کے طور پر پاکستان اپنے صنعتی شعبے کو فروغ دینے کیلئے کئی قسم کی مشینری، آلات اور خام مال دیگر ممالک سے درآمد کرتا ہے۔اسی طرح دُنیا کے کئی ممالک زرعی اجناس پاکستان سے منگواتے ہیں کیونکہ پاکستان کئی زرعی اشیا کی پیدائش میں خود کفیل ہے۔

(2) پیداوار میں تخصیص کار (Specialization in Production)

پیداوار میں تخصیصِ کار کے اُصول کے تحت مختلف ممالک صرف وہی اشیا اپنے ملکوں میں پیدا کرتے ہیں جن میں وہ مہارت رکھتے ہوں اور مصارفِ پیدائش میں کمی کرنا جانتے ہوں اور جن اشیا کو وہ خود بنانے کے قابل نہیں ہوتے یا ان اشیا کو تیار کرنے پر بے شمار اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ایسی اشیا وہ دوسرے ممالک سے منگوا لیتے ہیں۔اس طرح اشیا کے بین الاقوامی تبادلہ سے نہ صرف وسائل کا بھر پور استعمال کیا جاتا ہے بلکہ اشیا کی پیدائش پر اُٹھنے والے اخراجات میں بھی کمی آ جاتی ہے۔

(3) سستی اشیا کا حصول (Availability of Cheap Goods)

بیرونی تجارت کی بدولت کئی ممالک کو سستی اشیا حاصل کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے، اگر چہ یہ ملک درآمد کردہ اشیا اپنے ملک میں تیار کرسکتے ہیں لیکن وہ اشیا کی سستی دستیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے وسائل کو ایسی اشیا کی تیاری میں استعمال کرتے ہیں جن میں وہ مہارت اور تخصیص کار رکھتے ہیں۔

(4) غیر موافق حالات میں اشیا کی دستیابی

(Provision of Goods in Unfavourable Circumstances)

اگر کسی ملک میں ناگہانی حالات (مثلاً خشک سالی، سیلاب، طوفان، زلزلے، وبائی بیماری وغیرہ) کے باعث غیر یقینی صورت حال پیدا ہو جائے تو ایسے میں دوسرے ممالک سے خوراک، ادویات اور دیگر ضروریات زندگی منگوائی جاسکتی ہیں اور ناگہانی آفات سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(5) زائد پیداوار کی کھپت (Disposal of Surplus Output)

بیرونی تجارت کے پیش نظر کئی ممالک کی فالتو اجناس اور اشیائے سرمایہ ضائع نہیں ہوتیں بلکہ بین الاقوامی اشیا کی منڈی میں ان اشیا کو بیچ کر اپنی ضرورت کی اشیا حاصل کی جاسکتی ہیں۔چنانچہ بین الاقوامی منڈی کا وجود ہی زائد پیداوار کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔

(6) عالمی امن اور باہمی تعاون (World Peace and Mutual Cooperation)

بیرونی تجارت کے باعث دنیا میں عالمی امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔مختلف ممالک کے تاجر اور آجر اشیا کے لین دین کے عمل میں ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ان میں باہمی تعاون اور بھائی چارے کی فضا پروان چڑھتی ہے اور پوری دنیا امن کا گہوارہ بن جاتی ہے۔

بیرونی تجارت کے نقصانات (Disadvantages of Foreign Trade)

بیرونی تجارت کے نقصانات درج ذیل ہیں:۔

(1) وسائل کا غلط استعمال (Misuse of Resources)

بیرونی تجارت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ کئی ممالک میں ٹیکنالوجی کے فقدان اور تخصیص کار کی عدم دستیابی کے باعث وسائل کو غلط استعمال کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر تیل پیدا کرنے والے تمام ممالک دیگر ترقی یافتہ ممالک کے ہاتھوں ٹیکنالوجی کی قلت کے باعث بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور ایسے ممالک میں وسائل موجود ہونے کے باوجود معاشی ترقی تنزل کا شکار ہے۔

(2) غیر ملکی اشیا پر بے جا انحصار (Over Dependance on Foreign Goods)

تخصیصِ کار کا عمل معیشت کے مختلف شعبوں کو ترقی دینے کی بجائے پیداوار کو سست روی کا شکار کر رہا ہے۔کیونکہ کئی ممالک میں ماسوائے چند تحقیقی شعبوں کے دیگر تمام شعبے، غیر ملکی اشیا کی درآمد پر انحصار کرتے ہیں۔اس قسم کی پالیسی کئی دفعہ بہت سی مشکلات اور معاشی بحران کا باعث بنتی ہے اور دنیا میں رونما ہونے والے کسی بھی غیر موافق واقعہ سے متاثر ہونے والے بھی یہی ممالک ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے ممالک نے بین الاقوامی تجارت کو پسِ پشت ڈال کر اپنی قومی صنعت کو فروغ دینے کیلئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔

(3) آزادی کو خطرہ (Danger to Freedom)

تاریخ سے ثابت ہے کہ بہت سے ملکوں میں سیاسی بحران اور آزادی جیسی نعمت سے محرومی بین الاقوامی تجارت کا دین تھی۔جیسے برصغیر کے حکمرانوں نے ملک کو ترقی دینے کی غرض سے انگریزوں کو برصغیر میں تجارتی اور صنعتی مراکز قائم کرنے کی اجازت دیکر ملک کو آزادی سے محروم کر دیا جس کا خمیازہ اب تک ہماری نسلیں بھگت رہی ہیں۔انگریزوں نے تجارت کی آڑ میں تقریباً سو سال تک حکمرانی کی اور برِصغیر کو صرف اپنی تجارتی و صنعتی ترقی کے لئے خام مال کی منڈی سے زیادہ اہمیت نہ دی۔جس کی وجہ سے آج بھی پاک و ہند باوجود آزاد ہونے کے معاشی ترقی کی راہ میں پیچھے رہ گئے۔

(4) مضر اشیا کی دستیابی (Availability of Harmful Goods)

بیرونی تجارت کا ایک اور اہم نقص معاشرے میں منشیات اور مضر صحت اشیا کی دستیابی ہے جس سے کئی ممالک میں لوگوں کی صحت اور روپیہ پیسہ برباد ہو رہا ہے۔خطرناک اسلحہ ہمارے معاشرے میں خوف و ہراس کو تقویت دے رہا ہے اور امن و ایمان کی صورتِ حال دن بدن بگڑتی چلی جارہی ہے۔

11.5 توازنِ تجارت اور توازنِ ادائیگی

(Balance of Trade and Balance of Payment)

توازن تجارت (Balance of Trade)

ایک ملک سال بھر میں جس قدر مرئی اشیا (Visible Goods) باہر بھیج کر زرمبادلہ کماتا ہے اور اس کے مقابلے میں جتنی مقدار میں مرئی اشیا (نظر آنے والی اشیا) مثلاً مشینیں، آلات، ڈبوں میں بند خوراک وغیرہ درآمد کر کے زرمبادلہ خرچ کرتا ہے۔ ان دونوں کا حساب کتاب رکھنے کو تجارت کا توازن کہتے ہیں۔

''توازن تجارت سے مراد کسی ملک کی ادائیگیوں کے توازن کا وہ حصہ ہوتا ہے جن کا تعلق صرف مرئی اشیا (نظر آنے والی اشیا) کی درآمد و برآمد سے ہے''۔

"Balance of Trade of a country is the value of its visible exports and imports" .

اگر کسی ملک کی برآمدات (Exports) زیادہ ہوں اور درآمدات (Imports) کم ہوں تو ایسی صورت حال کو تجارت کا فاضل (Surplus) توازن کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر درآمدات برآمدات سے زیادہ ہوں تو تجارت کا توازن خسارے (Deficit) میں ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی برآمدات اور درآمدات برابر ہوں تو توازن تجارت متوازن (Balanced) حالت میں ہوتا ہے۔

توازن ادائیگی (Balance of Payment)

''توازن ادائیگی کسی ملک کے تمام معاشی لین دین کا باقاعدہ ریکارڈ یا ثبوت ہوتا ہے جو سال بھر میں ایک ملک کے عوام اور بیرونی ممالک کے عوام کے مابین ہوتا ہے''۔

"Balance of payment is a comprehensive record of all economic transactions between the residents of one country and the rest of the world ."

توازن ادائیگی میں مرئی اور غیر مرئی اشیا دونوں شامل ہوتی ہیں۔ غیر مرئی اشیا سے مراد نظر نہ آنے والی اشیا ہوتی ہیں جو اخراجات کی صورت میں عملِ تجارت کے دوران اشیا کی برآمدات و درآمدات پر اٹھائی جاتی ہیں مثلاً جہاز ران کمپنیوں کے کرائے، سیر و تفریح پر اُٹھنے والے اخراجات وغیرہ۔ چونکہ توازن تجارت، توازنِ ادائیگی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایک ملک کا دیگر ممالک کے ساتھ معاشی لین دین کا جامع اور مکمل ریکارڈ توازن ادائیگی سے پرکھا جاتا ہے۔ بالالفاظ دیگر کسی ملک کی ایک سال کے دوران ہونے والی تمام مرئی و غیر مرئی درآمدات اور برآمدات کے موازنے کو توازن ادائیگی کہتے ہیں۔ پاکستان میں ماسوائے چند سالوں کے توازن ادائیگی خسارے میں چلا آ رہا

ہے جس کی اہم وجوہات درج ذیل ہیں۔

(1) برآمدات میں کمی

(2) درآمدی اشیا مثلاً مشینری، خام مال وغیرہ میں اضافہ۔

(3) بے جا صرف کی عادات۔

(4) افراطِ زر اور نسبت درآمد و برآمد میں عدم استحکام۔

(5) غیر ملکی قرضوں کا بوجھ اور زر کی قدر میں کمی۔

11.6 پاکستان کی نمایاں برآمدات و درآمدات

(Major Exprots and Imports of Pakistan)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس لئے ہماری برآمدات کا 70 فی صد حصہ زرعی خام مال کی شکل میں برآمد کیا جاتا ہے، لیکن اب حکومت کی بہتر منصوبہ بندی کے باعث ہماری مصنوعات بھی برآمدات کا حصہ بن چکی ہیں۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan)

پاکستان کی نمایاں برآمدات درج ذیل ہیں۔

(1) کپاس (Cotton)

کپاس پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ کپاس کی برآمد سے پاکستان کو کثیر مقدار میں زرِمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ پاکستان میں ہر سال موسمی خرابی اور فصلی بیماریوں کے باعث کپاس کی پیداوار بُری طرح متاثر ہوتی ہے اور زرِمبادلہ کے حصول میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پاکستانی کپاس کے بڑے بڑے خریدار جاپان، چین، سنگاپور اور اٹلی ہیں۔

(2) چاول (Rice)

چاول پاکستان کی دوسری بڑی برآمدی جنس ہے جس سے ہر سال زرِمبادلہ کے حصول میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ پاکستان میں چاول کی کوالٹی بھی بہتر ہے اور کئی ملوں میں چاول کو جدید مشینوں پر صاف کر کے دوسرے ممالک میں مہنگے داموں فروخت کیا جارہا ہے۔ اس وقت دوبئی، سعودی عرب، کویت، ترکی، سری لنکا اور ایران چاول منگوانے والے سب سے بڑے خریدار ملک ہیں۔

(3) سوتی دھاگہ (Cotton Yarn)

سوتی دھاگہ بھی پاکستان کی ایک اہم برآمد ہے۔ سوتی دھاگے کی برآمد سے ہر سال پاکستان کو کئی ملین ڈالرز زرِمبادلہ حاصل ہوتا ہے جو کپاس کی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھتا جارہا ہے۔ پاکستانی سوتی دھاگے کے اہم خریدار جاپان، چین، جرمنی اور ہانگ کانگ ہیں۔

(4) سوتی کپڑا (Cotton Cloth)

سوتی کپڑا پاکستان کی برآمدات کا ایک اہم حصہ ہے اور دنیا بھر میں پاکستان کے سوتی کپڑے کو پسند کیا جاتا ہے۔ چونکہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی سوتی کپڑے کی ایک کثیر مقدار کو ملک میں ہی استعمال کرتی ہے اس لئے زرِمبادلہ کے حصول میں بھی دشواری ہو رہی ہے۔ سوتی کپڑے کے بڑے بڑے خریدار برطانیہ، امریکہ، روس اور ایران ہیں۔

(5) قالین (Carpets)

پاکستان میں تیار کردہ قالین دوسرے ممالک میں اعلیٰ کوالٹی اور خوبصورتی کے باعث بہت پسند کئے جاتے ہیں اور برآمد کنندگان کو منہ مانگی قیمت وصول ہوتی ہے۔ اس طرح زرِمبادلہ کی ایک کثیر مقدار ملک کو حاصل ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے قالین جرمنی، فرانس، امریکہ، برطانیہ اور اٹلی کو فروخت کئے جا رہے ہیں۔

(6) چمڑا اور اس کی مصنوعات (Leather and its Products)

دنیا بھر میں چمڑے اور اس کی مصنوعات کی مانگ میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پاکستان میں اعلیٰ کوالٹی کے چمڑے کی مصنوعات تیار کر کے اٹلی، جاپان، روس اور چین کو بھیجی جا رہی ہیں اور کثیر زرِمبادلہ کمایا جا رہا ہے۔

(7) متفرق برآمدات (Miscellaneous Exports)

متذکرہ بالا برآمدی اشیا کے علاوہ پاکستان کئی مصنوعات دوسرے ملکوں کو بھیج رہا ہے۔ جن میں آلات جراحی، ریڈی میڈ کپڑے، ہوزری، تولیے، کھیلوں کا سامان، جوتے اور پیٹرولیم سے تیار کردہ اشیا شامل ہیں۔ پاکستان ان اشیا کی برآمدات سے زرِمبادلہ کی ایک کثیر مقدار حاصل کر رہا ہے۔

پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan)

پاکستان کی اہم درآمدات درج ذیل ہیں۔

(1) پیٹرولیم اور اس کی مصنوعات (Petrolium and its Products)

پاکستان میں پیٹرول کے ذخائر کی شدید قلت ہے جس کے باعث ہر سال پیٹرول اور اس کی مصنوعات کی درآمد پر زرمبادلہ کی ایک کثیر مقدار خرچ کرنا پڑتی ہے۔ چونکہ پیٹرول ملک کے پیداواری شعبوں کو براہِ راست متاثر کرتا ہے اس لئے جب کبھی بین الاقوامی منڈی میں تیل مہنگا ہوتا ہے تو ملک میں اشیا کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے اور زرمبادلہ کے ذخائر بھی کم ہو جاتے ہیں۔

(2) اشیائے خوردنی (Eatables)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اس کے باوجود تمام اشیا خوردنی کی پیدائش میں خود کفالت حاصل نہیں کر سکا۔ مثال کے طور پر پاکستان کو ہر سال اپنی ضرورت کی خوردنی اشیا مثلاً چائے، ڈیری مصنوعات، خوردنی تیل، چینی، گندم وغیرہ باہر کے ملکوں سے منگوانا پڑتی ہیں۔ جن کی درآمد پر بڑی مقدار میں زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

(3) کیمیائی اشیا (Chemical Goods)

صنعتوں کے خام مال میں کیمیائی اشیا بڑی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے صنعتوں کوفروغ دینے کیلئے زرِمبادلہ کی ایک بڑی رقم کیمیائی اشیا کی خریداری پرخرچ ہوتی ہےاورزرِمبادلہ کے ذخائر پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

(4) مشینری اور خام مال (Machinery and Raw Material)

پاکستان کوصنعتی شعبوں کےفروغ کیلئے بیرونی ممالک سے مشینری اور خام مال درآمد کرنا پڑتا ہے جس کے بغیر ہماری صنعت ترقی نہیں کرسکتی۔ لہٰذا معاشی ترقی کیلئے غیرممالک سے کثیر مقدار میں مشینری اور خام مال درآمد کرنا پڑتا ہے۔

(5) لوہا، فولاد اور اس کی مصنوعات (Iron, Steel and its Products)

پاکستان میں لوہے اورفولاد کے ذخائر محدود ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں کراچی میں کثیر سرمائے سے ایک سٹیل مل لگائی جاچکی ہے، لیکن یہ مل ملکی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے بڑی مقدار میں لوہا، فولاد اوراس کی مصنوعات دوسرے ممالک سے درآمد کرنا پڑتی ہیں۔

(6) کیمیائی کھادیں (Chemical Fertilizers)

چونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لئے زراعت کے شعبے کوترقی دینے کیلئے کیمیائی کھادیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ پاکستان میں بیشتر کھادیں ملکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے تیار کی جارہی ہیں لیکن اس کے باوجود بڑھتی ہوئی ضرورت کے تحت دیگر ممالک سے مخصوص قسم کی کھادیں درآمد کرنا پڑتی ہیں۔

(7) متفرق درآمدات (Miscellaneous Imports)

اُوپر بیان کردہ درآمدی اشیا کے علاوہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کئی قسم کی اشیا باہر کے ملکوں سے درآمد کرنا پڑتی ہیں۔ جن میں ریشمی دھاگہ، رنگ وروغن، بجلی کا سامان، کاغذ، سٹیشنری وغیرہ شامل ہیں۔ ان اشیا کی درآمد پر زرِمبادلہ کی ایک بھاری مقدار خرچ ہوجاتی ہے جوملک کی تجارت میں عدم استحکام کا باعث بنتی ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- مختلف ممالک کے درمیان تجارت کے رونما ہونے کی وجہ کیا ہے؟

(الف) صنعتیں قائم کرنا (ب) وسائل کی غیر مساوی تقسیم

(ج) معاشی ترقی (د) پیداوار بڑھانا

ii- کسی ملک کے عوام اور بیرونی ممالک کے عوام کے مابین معاشی لین دین کا باضابطہ ریکارڈ کہلاتا ہے:

(الف) بین الاقوامی تجارت (ب) توازنِ ادائیگی

(ج) توازنِ تجارت (د) ملکی تجارت

iii- درج ذیل برآمدی اشیا میں سے جس برآمدی شے کا حصہ زرِمبادلہ میں زیادہ سے زیادہ ہے:

(الف) قالین (ب) چمڑا

(ج) کپاس (د) ہوزری

iv- پاکستان میں توازنِ تجارت اکثر رہتا ہے:

(الف) خسارے میں (ب) توازن میں

(ج) تامین میں (د) منافع میں

v- درج ذیل میں سے جس چیز پر زیادہ زرِمبادلہ خرچ ہوتا ہے:

(الف) کاغذ (ب) رنگ وروغن

(ج) پیٹرول (د) ریشم

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- ایک ہی ملک کے اندر مختلف علاقوں کے مابین تجارت کا نام.................. ہے۔

ii- پاکستان کی برآمدات میں سرفہرست.................. ہے۔

iii- مصارفِ پیدائش.................. کے اصول کے تحت کم کیے جاسکتے ہیں۔

iv- توازن.................. میں تمام مرئی اور غیر مرئی اشیا شامل ہوتی ہیں۔

v- بیرون ملک محنت اور سرمائے کی نقل پذیری کے لئے.................. کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
وسائل کا بہترین استعمال	داخلی تجارت	
غیر مرئی اشیا	مشین	
اشیا کی علاقائی خرید وفروخت	بسیں اور ٹرک	
مرئی شے	تخصیص کار	
نقل وحمل کا سامان	جو نظر نہ آئیں	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- بیرونی تجارت کے کوئی سے تین فائدے لکھیں۔

ii- بیرونی تجارت کے کوئی سے تین نقصانات لکھیں۔

iii- پاکستان کی تین اہم درآمدات اور برآمدات کے نام لکھیں۔

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- ملکی اور بین الاقوامی تجارت کا فرق واضح کریں۔

ii- بین الاقوامی تجارت کے فائدے اور نقصانات تحریر کریں۔

iii- توازن تجارت اور توازنِ ادائیگی میں کیا فرق ہے؟

iv- پاکستان کی اہم برآمدات اور درآمدات کا ذکر تفصیل سے کیجئے۔

باب 12

سرکاری مالیات

(Public Finance)

12.1 سرکاری مالیات کی تعریف (Definition of Public Finance)

عام طور پر کسی ملک کے سرکاری اخراجات اور سرکاری آمدنی کے باہمی تعلق اور تنظیم کو سرکاری مالیات کا نام دیا جاتا ہے۔ خالصتاً معاشی اصطلاح میں سرکاری مالیات سے مراد ''حکومت کی ایسی مالیاتی پالیسی ہے جس کا تعلق ان فیصلوں سے ہوتا ہے جن کے تحت ٹیکس اور دیگر محصولات عائد کرنے، سرکاری اخراجات عمل میں لانے، سرکاری قرضے حاصل کرنے اور ان کے متعلق بندوبست یا انتظام کرنے کے اقدامات کئے جاتے ہیں''۔

باالفاظ دیگر حکومت کی مالیاتی پالیسی کا تعلق ان اقدامات سے ہے جن کے تحت وہ وصولیاں اور اخراجات کر کے ملکی معاشی سرگرمیوں کو سرانجام دیتی ہے۔ گویا حکومت کی سرکاری آمدنی اور اخراجات میں باہمی تنظیم کا نام سرکاری مالیات ہے۔

12.2 سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں مماثلت اور فرق

(Similarities and Differences between Private and Public Finance)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ سرکاری مالیات حکومت کی وصولیوں اور اخراجات کی تنظیم کا نام ہے یعنی حکومت کو اپنے معاملات کو چلانے کے لیے وسائل کس طرح اکٹھا کرنے پڑتے ہیں اور کن مدّات پر خرچ کرنا ہوتے ہیں اس کے برعکس نجی مالیات افراد کی آمدنیوں اور اخراجات کی نوعیت اور ان سے متعلق اصولوں کے مطالعہ کا نام ہے۔ جس کے تحت وہ اپنی آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رکھتے ہیں۔ ذیل میں ہم نجی اور سرکاری مالیات کی مماثلت (similarities) اور فرق (differences) پر بحث کرتے ہیں۔

نجی اور سرکاری مالیات کی مماثلت (Similarities of Private and Public Finance)

دونوں قسم کی مالیات میں درج ذیل مماثلت پائی جاتی ہے۔

(1) دونوں کے وسائل چونکہ محدود ہوتے ہیں اس لیے ان کا بنیادی مقصد ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوتا ہے جس سے کم ذرائع استعمال کر کے زیادہ فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

(2) عام آدمی اور حکومت کو اپنے اخراجات اور وصولیوں کے مابین توازن برقرار رکھنے کیلئے قرضوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اس لیے دونوں آمدنیوں اور اخراجات میں توازن برقرار رکھنے کیلئے قرضے لیتے ہیں۔

(3) دونوں اپنی آمدنیوں کے ذرائع کو فروغ دینے کیلئے سرمایہ کاری کرتے ہیں

نجی اور سرکاری مالیات میں فرق (Difference between Private and Public Finance)

نجی مالیات، سرکاری مالیات سے مندرجہ ذیل نکات کی بنیاد پر مختلف ہے۔

(1) آمدنی اور اخراجات میں توازن (Balance between Revenue and Expenditures)

عام لوگ اپنی آمدنی کو مدِنظر رکھتے ہوئے ضروریات زندگی پر خرچ کرتے ہیں اس لیے اخراجات کا آمدنی سے تجاوز کرنا کافی حد تک لوگوں کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت کے اخراجات اکثر وصولیوں سے تجاوز کر جاتے ہیں کیونکہ حکومت اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لیے پہلے سے اخراجات کا تخمینہ مقرر کر لیتی ہے اور بعد میں ٹیکس لگا کر آمدنی وصول کرتی ہے۔ اس لیے حکومت کو آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رکھنے کیلئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(2) بجٹ کی مدت (Budget Period)

عام آدمی کی آمدن اور خرچ کیلئے بجٹ (Budget) کی کوئی خاص معیاد مقرر نہیں ہوتی کیونکہ عام آدمی اپنے اخراجات کا تعین حاصل ہونے والی آمدنی کے عرصہ وقت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کرتا ہے اور یہ عرصہ یومیہ، ہفتہ وار اور ماہوار ہوسکتا ہے، جبکہ حکومت جو بجٹ تیار کرتی ہے اس کی مدت ایک سال ہوتی ہے۔ چنانچہ حکومت اپنی آمدنی اور اخراجات کا حساب سالانہ بنیادوں پر کرتی ہے۔

(3) مستقبل کی ضرورت (Future Needs)

عام لوگ اپنی مستقبل کی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے جو کچھ بچا کر سرمایہ کاری کرتے ہیں اس کا مقصد صرف اپنی ذات اور اپنی نسل تک محدود ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت ترقیاتی منصوبوں پر سرمایہ کاری کرتے وقت نہ صرف موجودہ نسلوں کی ضروریات پوری کرتی ہے بلکہ آنے والی نسلوں تک اس کے ثمرات پھیلا دیتی ہے۔ گویا عام آدمی اپنی ذات کے لیے خرچ کرتا ہے جبکہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنے کیلئے سرمایہ کاری کرتی ہے۔

(4) قرضوں کا حصول (Getting Loans)

عام آدمی روپے کی ضرورت پیش آنے پر بیرونی قرضہ (یعنی رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ) سے تو حاصل کرسکتا ہے لیکن اندورنی قرضہ نہیں کیونکہ اندورنی قرضے سے مراد اپنی ذات سے قرضہ لینا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت بیرونی اور اندورنی قرضے حاصل کرسکتی ہے۔ چونکہ حکومت بیرونی ذرائع (مثلاً بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور ورلڈ بنک وغیرہ) اندورنی ذرائع (مثلاً تجارتی بنک اور مالیاتی ادارے وغیرہ) سے قرضے لے سکتی ہے۔ اس لیے حکومت کو قرضے اکٹھے کرنے میں مشکل پیش نہیں آتی لیکن عام آدمی کو اپنے رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ سے قرضہ لینے میں دقت پیش آتی ہے۔

(5) خسارے کی پالیسی (Deficit Policy)

اگر عام آدمی کا خرچ آمدنی سے تجاوز کر جائے تو وہ مزید روپوں کے حصول کے لیے نوٹ نہیں چھاپ سکتا اور نہ ہی ٹیکس لگا کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت اپنے خسارے کو پورا کرنے کیلئے نوٹ چھاپ کر یا ٹیکس لگا کر اپنی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔

(6) آمدنی اور اخراجات کے مدّات کی تشہیر (Publicity of Revenues and Expenditures)

عام لوگ اپنی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل بتانے سے گریز کرتے ہیں جس کی وجوہات ٹیکس سے بچنے کے لیے اپنی اصل آمدنی کو صیغہ راز میں رکھنا یا دوسروں پر اپنی آمدنی اور بچتوں کی مقدار کو ظاہر نہ کرنا وغیرہ ہو سکتیں ہیں۔ لیکن حکومت اپنے بجٹ کی تشہیر اخبارات، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے کُھلم کُھلا کرتی ہے تا کہ عام آدمی کو بھی حکومت کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل معلوم ہو سکے۔

12.3 بجٹ کی تعریف (Definition of Budget)

بجٹ کو عام طور پر میزانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ بجٹ ایک گوشوارہ (Schedule) ہوتا ہے۔ جس میں حکومت آنے والے سال کے لئے اپنی آمدنی اور اخرجات کا تخمینہ پیش کرتی ہے۔ یعنی بجٹ گوشوارہ میں یہ وضاحت موجود ہوتی ہے کہ سال بھر کے دوران کن کن ذرائع سے آمدنی حاصل ہوگی اور وصول کردہ آمدنی کو کن مدّات پر خرچ کیا جائے گا۔ پاکستان کے مالی بجٹ کا دورانیہ یکم جولائی سے 30 جون تک ہوتا ہے۔ گویا پاکستان کے مالی سال کا دورانیہ ایک سال کے یکم جولائی سے دوسرے سال کے 30 جون تک پھیلا ہوتا ہے۔

باالفاظ دیگر بجٹ سے مراد ایسا گوشوارہ جس میں ایک مالی سال کے دوران آمدنی اور اخراجات کی وضاحت بذریعہ عددی قدروں اور حقائق کی روشنی میں کی گئی ہوتی ہے اگر حکومت کے متوقع اخراجات اس کی متوقع آمدنی سے تجاوز کر جائیں تو اُسے خسارے کا بجٹ کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر متوقع آمدنی اس کے متوقع اخراجات سے بڑھ جائے تو یہ فاضل بجٹ کہلاتا ہے۔ متوقع آمدن اور اخراجات میں برابری کو متوازن بجٹ کا نام دیا جاتا ہے۔

12.4 سرکاری وصولیاں (Public Revenues)

حکومت پاکستان کی وصولیوں کے اہم ذرائع درج ذیل ہیں۔

(1) محصولات (Taxes)

ٹیکس سرکاری وصولی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ٹیکس سے مراد وہ لازمی کٹوتی ہے جو حکومت افراد اور کاروباری اداروں کی آمدنیوں پر ایک خاص شرح سے وصول کرتی ہے۔ حکومت ٹیکسوں کی صورت میں درج ذیل طریقوں سے آمدنی اکٹھا کرتی ہے۔

(i) درآمدی و برآمدی اشیا پر لگائے جانے والے محصولات یا ٹیکس سے حاصل شدہ آمدنی حکومت کے کل محصولات کا ایک بڑا حصہ ہوتی ہے۔

(ii) ملکی پیداوار پر لگائی جانے والی ایکسائز ڈیوٹی بھی حکومت کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

(iii) لوگوں کی آمدنیوں اور جائیدادوں پر لگایا جانے والا براہِ راست ٹیکس بھی حکومت کی آمدنی بڑھانے میں مددگار ہوتا ہے۔

(iv) دیگر ٹیکسوں میں مثلاً سیلز ٹیکس، سرچارج ٹیکس بھی حکومت کی آمدنی کے بڑے ذرائع ہیں۔

(2) قیمت (Price)

قیمت ایک ایسی وصولی ہے جو حکومت کو اپنی اشیا و خدمات نجی شعبے کو فروخت کر کے حاصل ہوتی ہے، مثلاً سرکاری زمین فروخت کر کے، جنگلات سے لکڑی فروخت کر کے حکومت قیمت وصول کرتی ہے۔

(3) فیس(Fee)

فیس ایک لازمی ادائیگی ہے جو کسی خدمت کے عوض ادا کی جاتی ہے مثلاً حکومتِ پاکستان ریڈیو، ٹی وی لائسنس، ڈرائیونگ لائسنس، کورٹ فیس وغیرہ وصول کرتی ہے۔

(4) جرمانے (Fines)

جرمانے بھی لازمی ادائیگی میں شمار ہوتے ہیں یہ ان لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں جو ریاستی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں، مثلاً ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی وغیرہ۔

(5) متفرق وصولیاں (Miscellaneous Revenues)

مذکورہ بالا وصولیوں کے علاوہ حکومت پاکستان سرکاری مدّات میں غیر ملکی کمپنیوں کے حصص پر رائلٹی، غیر ملکی تحائف اور امدادی رقوم، میونسپل کارپوریشن فیس، رجسٹریشن فیس، وصول کر کے اپنے وسائل کو بڑھاتی ہے اور ان رقوم کو مجموعی مفادات کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

12.5 سرکاری اخراجات (Public Expenditures)

سرکاری اخراجات درج ذیل مدّات پر کئے جاتے ہیں۔

(1) دفاع (Defence)

ملک کے دفاع اور اس کی سلامتی کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے حکومت کو کل محاصل کی ایک خطیر رقم اس اہم مد پر خرچ کرنی پڑتی ہے۔ نیز برّی، بحری اور فضائی افواج کو جدید اسلحہ سے لیس کرنے کیلئے جدید جنگی سامان بیرونی ملکوں سے منگوانا پڑتا ہے جس پر بہت زیادہ اخراجات اُٹھتے ہیں۔

(2) قرضوں پر سود کی ادائیگی (Debt Servicing)

پاکستان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے ہر سال کثیر مقدار میں زرِ مبادلہ دیگر ممالک سے قرض کی صورت میں لینا پڑتا ہے۔ جس پر سود کی شرح دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح سرکاری اخراجات کی مدات میں سود کی ادائیگی میں دی جانے والی رقم کل محاصل کا سب سے بڑا حصہ بن جاتی ہے۔

(3) عدالتیں (Courts)

ملک میں عدل وانصاف اور قانون کی بالا دستی کے لئے عدالتوں کا نظام موجود ہے۔جس پر حکومت ہر سال ایک کثیر رقم خرچ کرتی ہے تا کہ انصاف عام لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

(4) نظم ونسق (Administration)

ملک کا نظم ونسق چلانے ، امن وامان کی صورت حال برقرار رکھنے کیلئے حکومت کو پولیس اور دیگر عملے کا تقرر کرنا پڑتا ہے۔جس پر کافی اخراجات کئے جاتے ہیں۔

(5) متفرق اخراجات (Miscellaneous Expenditures)

مذکورہ بالا اخراجات کے علاوہ حکومت کو عوام کی فلاح کی خاطر صحت عامہ،تعلیم ،خوردنی اشیا کی سستی فراہمی ،مواصلات ،خبر رسانی وغیرہ کی مدات پر کثیر مقدار میں رقم خرچ کرنا پڑتی ہے۔جس سے سرکاری اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

12.6 سرکاری قرضہ (Public Debt)

کسی بھی حکومت کی اولین خواہش ریاست کو ترقی دینا اور لوگوں کے معیارِ زندگی کو بلند کرنا ہوتا ہے،لیکن وسائل کی قلت معاشی ترقی کی راہ میں حائل ہو کر حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرتی ہے۔ان حالات میں حکومت کو ملکی نظم ونسق چلانے کیلئے بیرونی ممالک سے قرضے لینے پڑتے ہیں۔جنہیں سرکاری قرضے (Public Debt) کہتے ہیں۔

گویا سرکاری قرضہ سے مراد وہ رقم جو حکومت اپنے خسارے کو پورا کرنے کیلئے دوسرے ملکوں سے اُدھار لیتی ہے۔

باالفاظ دیگر ریاست کے وہ تمام قرضے جو قدرتی وسائل کی دریافت یا دفاعی ضروریات یا تجارتی مقاصد کے لئے حاصل کئے گئے ہوں سرکاری قرضے کہلاتے ہیں۔

عام طور پر حکومت سرکاری قرضے درج ذیل وجوہات کی بنا پر لیتی ہے۔

(1) بجٹ کے خسارے کو پورا کرنے کیلئے۔

(2) ہنگامی حالات مثلاً جنگ ،زلزلے،سیلاب وغیرہ سے نمٹنے کیلئے۔

(3) ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کیلئے۔

(4) رفاہ عامہ کے کاموں کو مکمل کرنے کیلئے۔

(5) بین الاقوامی ادائیگیوں میں خسارے کو دور کرنے کیلئے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- سرکاری مالیات میں حکومت اپنی آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ لگاتی ہے:

(الف) سال بھر کیلئے　　(ب) ایک ماہ کیلئے

(ج) مہینہ کے لیے　　(د) چھ ماہ کیلئے

ii- سرکاری مالیات کے تحت حکومت بجٹ کے خسارے کو دُور کرنے کیلئے کیا کرسکتی ہے؟

(الف) پیداوار میں اضافہ　　(ب) آمدنی میں اضافہ

(ج) نوٹ چھاپنا　　(د) زر کی رسد میں کمی

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- .... مالیات میں افراد اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلاتے ہیں۔

ii- حکومت اپنی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی باقاعدہ................ کرتی ہے۔

iii- .... ایک لازمی ادائیگی ہے۔

iv- بجٹ کو عام طور پر........................ بھی کہا جاتا ہے۔

v- پاکستان کے بجٹ کا دورانیہ یکم جولائی سے شروع ہو کر................ تک جاتا ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
بجٹ کا دورانیہ	نجی لوگ	
حکومت کی آمدنی کا ذریعہ	براہ راست کٹوتی	
آمدنی مخفی رکھتے ہیں	غلط پارکنگ	
انکم ٹیکس	ایک سال	
جرمانے	محصولات	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- سرکاری مالیات سے کیا مراد ہے؟

ii- نجی مالیات سے کیا مراد ہے؟

iii- نجی اور سرکاری مالیات میں فرق کے لئے دو نکات بیان کریں؟

iv- سرکاری آمدنی کی کوئی پانچ مدّات کے نام لکھیں؟

v- سرکاری قرضہ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں فرق بیان کریں۔

ii- سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں کس طرح مماثلت پائی جاتی ہے؟

iii- حکومت کے ذرائع آمدن کون کون سے ہیں؟

iv- حکومت کے اہم اخراجات کی مدّات پر روشنی ڈالیں۔

v- درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(الف) بجٹ

(ب) سرکاری قرضہ

باب13

معاشی ترقی

(Economic Development)

13.1 معاشی ترقی کی تعریف (Definition of Economic Development)

دورِ حاضر میں معاشی ترقی کی ضرورت واہمیت خاص طور پر پسماندہ ملک کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ بغیر ترقی کئے لوگوں کے معیارِ زندگی کو بلند نہیں کیا جا سکتا۔ معاشی ترقی کی تعریف مختلف ماہرین معاشیات نے اپنے اپنے انداز میں کی، جن میں بہتر تعریفیں درج ذیل ہیں۔

پروفیسر واٹسن (Watson) کے نزدیک

''معاشی ترقی کسی ملک میں اشیا وخدمات کی پیدائش اور صرف میں آبادی کے مقابلہ میں تیزی سے بڑھنے کا نام ہے''۔

سادہ الفاظ میں ''معاشی ترقی سے مراد ملک کی پیداوار میں طویل عرصہ کیلئے اضافہ کرنا ہے''۔

معاشی ترقی کی سب سے بہتر تعریف مائر اینڈ بالڈون(Meier and Baldwin) نے کی ہے۔

''معاشی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں طویل عرصہ میں اضافہ ہوتا ہے''۔

"Economic Development is a Process whereby an economy's real national income increases over a longer period of time".

گویا مائر اینڈ بالڈون کے مطابق معاشی ترقی کا بڑھنا ایک عمل ہے جس کے نتیجے میں معیشت میں مختلف تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ ملکی وسائل کا استعمال تخصیص کار کے اصول کے تحت شروع ہو جاتا ہے۔ معیشت کے تمام شعبوں کی پیداواری صلاحیت بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ آمدنی بڑھنے سے لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کسی ملک میں معاشی ترقی اس وقت عمل میں آتی ہے جب ملکی حقیقی آمدنی میں اضافہ وقتی نہیں بلکہ طویل المعیاد نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس دوران پوری معیشت کا تحتی ڈھانچہ اور ہیت تبدیل ہو جاتی ہے اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

13.2 معاشی ترقی کے عوامل (Factors of Economic Development)

کسی ملک کی معاشی ترقی کا انحصار درج ذیل عوامل پر ہوتا ہے۔

(1) قدرتی وسائل (Natural Resources)

جس ملک میں قدرتی وسائل (مثلاً معدنیات، جنگلات، زرخیز زمین، دریا، پہاڑ، تیل، گیس وغیرہ) کے ذخائر جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی اس ملک میں معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ پیداواری شعبوں کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس قدرتی وسائل کی قلت یا نامناسب استعمال بھوک، افلاس جیسی مصیبتوں کا باعث بنتی ہیں۔ معیارِ زندگی پست ہو جاتا ہے اور معاشی ترقی کی رفتار سست روی کا شکار ہو جاتی ہے۔

(2) ٹیکنالوجی(Technology)

ٹیکنالوجی کے استعمال سے پیداواری شعبوں کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔جدید مشینری اور آلات کے استعمال سے اشیا کی مقداراور کوالٹی دونوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوجاتی ہےلیکن جن ممالک میں پُرانے اور فرسودہ طریقِ پیدائش آزمائے جاتے ہیں وہاں معاشی ترقی کی رفتارسست رہتی ہےاور لوگوں کا معیارِ زندگی پست ہوتا چلا جاتا ہے۔

(3) انسانی وسائل (Human Resources)

کسی ملک کے پیداواری شعبے میں کام کرنے والے افراد کی پیشہ وارانہ مہارت اور تعلیمی قابلیت انسانی وسائل کہلاتی ہے۔جن ممالک میں انسانی وسائل اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ موجود ہوں وہاں معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ بڑی تیزی سے ہوتا ہے۔اس کے برعکس اگر افرادی قوت ناخواندہ اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے ناآشنا ہوتو معاشی ترقی کی رفتار سست ہوجاتی ہےاور معیارِ زندگی گرجاتا ہے۔

(4) تشکیل سرمایہ(Capital Formation)

جب کسی ملک میں انفرادی بچتوں کو سرمایہ کاری کے کاموں پرلگایا جاتا ہےتو اس عمل کو تشکیل سرمایہ کہتے ہیں، کیونکہ سرمایہ کاری کے نتیجے میں ملکی وسائل (مثلاً آلات،عمارتوں،کارخانوں،سڑکوں وغیرہ) میں اضافہ ہوتا ہے۔لہٰذا جس ملک میں بچتوں کی شرح زیادہ ہوتی ہے وہاں تشکیل سرمایہ کی رفتار بھی بہتر ہوتی ہےاور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہونے سے معیارِ زندگی بھی بلند ہوجاتا ہے۔

(5) معاشرتی وسماجی عوامل (Social & Cultural Factors)

کسی ملک میں مذہبی اقدار،نسلی تعلقات،گروہ بندیاں،خاندانی روایات،ذات پات اور نمود ونمائش کے مسائل معاشی ترقی کو براہِ راست متاثر کرتے ہیں جو معاشرے ان معاشرتی وسماجی مسائل اور بےاعتدالیوں کا شکار ہوں وہاں ملکی وسائل کا استعمال بہتر طور پر نہیں ہوسکتا ہے۔ملک گروہی تنازعات کا شکار ہوجاتا ہے۔معاشی ترقی کی رفتار سست ہوجاتی ہیں۔اس کے برعکس قناعت پسند اور فشاری (Pressure Groups) سرگرمیوں سے پاک معاشرہ ترقی کی منازل تیزی سے طے کرتا ہےاور عوام ترقی کے ثمرات سے مستفید ہوتے ہیں۔

(6) سیاسی عوامل (Political Factors)

کسی ملک میں معاشی ترقی کیلئے سیاسی استحکام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔سیاسی استحکام کے دور میں معیشت کے پیداواری اداروں کو فعال بنایا جاسکتا ہے۔نئے ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔سرمایہ کاری کے لیے بہتر اور موزوں مواقع فراہم کیے جاسکتے ہیں۔حکومت کی مجموعی کارکردگی میں کئی گنا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔اسطرح معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کیلئے راہیں متعین ہوجاتی ہیں۔اس کے برعکس سیاسی عدم استحکام کے دور میں ملک کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہےاور معاشی ترقی سست ہوجاتی ہے۔

13.3 پاکستانی معیشت کا زرعی شعبہ (Agriculture Sector of Pakistan Economy)

بنیادی طور پر پاکستانی معیشت کا انحصار زراعت کے شعبہ پر ہے۔اس لیے زراعت کا شعبہ پاکستانی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے پاکستان کی آبادی کا تقریباً 70 فی صد حصہ براہ راست یا بالواسطہ زراعت کے شعبے سے منسلک ہے۔ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا 19 فی صد حصہ زراعت کے شعبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ملک کی صنعتوں کو خام مال کی فراہمی بھی زراعت کے شعبہ کی مرہون منت ہے۔ گویا زرعی شعبے کو پاکستانی معیشت میں کلیدی حیثیت حاصل ہے ذیل میں ہم پاکستان کے زرعی شعبے کی معاشی ترقی میں کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔

پاکستان کی معاشی ترقی میں زراعت کا کردار

پاکستان کی معاشی ترقی میں زراعت کے شعبے کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

1- اہم ذریعہ معاش (Main Source of Employment)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، اس لیے ملک کی کل افرادی قوت کا تقریباً نصف حصہ زراعت کے شعبے سے اپنی روزی حاصل کرتا ہے۔ جبکہ باقی ماندہ جمعیت محنت ملک کے دیگر پیشوں مثلاً صنعت، تجارت، کان کنی، مواصلات، نقل وحمل اور خدمات وغیرہ سے منسلک ہوکر اپنا ذریعہ معاش تلاش کرتی ہے۔

2- قومی آمدنی کا بڑا ذریعہ (Major Source of National Income)

زراعت کا شعبہ پاکستان کی قومی آمدنی میں سب سے نمایاں اور بڑا حصہ ڈالتا ہے۔ آزادی کے فوری بعد یہ شعبہ کل قومی آمدنی کا آدھا حصہ فراہم کرتا تھا لیکن اس نسبت میں بتدریج کمی واقع ہوتی چلی گئی۔ اس کے باوجود اس وقت بھی یہ شعبہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا 19 فیصد حصہ فراہم کر رہا ہے۔

3- زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ (Source of Earning of Foreign Exchange)

پاکستان میں زراعت کا شعبہ زرمبادلہ کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کیونکہ پاکستان زرعی مصنوعات مثلاً چاول، کپاس، سوتی دھاگہ وغیرہ کی پیدوار میں خودکفیل ہے اس لیے ان اجناس کو غیر ممالک برآمد کر کے کثیر زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کئی زرعی مصنوعات زراعت کے شعبے سے حاصل کر کے برآمد کی جاتی ہیں۔ اس طرح زرعی مصنوعات سے حاصل ہونے والا غیر ملکی زرمبادلہ کُل قومی آمدنی کا نمایاں حصہ بن جاتا ہے۔

4- دیہاتی آبادی کا ذریعہ آمدنی (Source of Income of Rural Papulation)

پاکستان میں تقریباً 70 فیصد آبادی دیہاتوں میں آباد ہے جو کہ بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر اسی شعبے سے اپنی آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح پاکستان کی کثیر آبادی کو خوراک اور روزگار فراہم کرنے کی ذمہ داری اسی شعبے پر عائد ہوتی ہے۔

5- خام مال کی فراہمی (Provision of Raw Material)

زراعت کا شعبہ ملک کے اہم پیداواری شعبوں اور صنعتوں کو خام مال فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کپڑے کی صنعت کو سوتی دھاگہ، چینی کے لیے گنا، تیل کے لیے بیج، سگریٹ کے لیے تمباکو وغیرہ فراہم کر کے ملکی صنعتوں کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتا ہے، جس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔

6- مصنوعات کے لیے منڈی کی فراہمی (Provision of Market for Products)

پاکستان کی مختلف صنعتوں کی متعدد مصنوعات کے لیے زراعت کا شعبہ ملک میں ایک وسیع و عریض منڈی فراہم کرتا ہے۔ اس طرح ملکی صنعت فروغ پاتی ہے۔ روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے۔

7- محنت کشوں کی فراہمی (Supply of Labour)

پاکستان زرعی ملک ہونے کے ساتھ ساتھ آبادی کے لحاظ سے بھی بڑا ملک ہے۔ اس لیے جو لوگ زراعت کے شعبوں سے وابستہ نہیں ہوتے وہ صنعت کی طرف ارتکاز کر جاتے ہیں۔ اس طرح زراعت اپنی فالتو جمعیت محنت صنعت کی طرف منتقل کر کے صنعتی ترقی کا باعث بنتی ہے۔

8- خوراک کا ذریعہ (Source of Food)

زرعی شعبہ ملک میں بسنے والے تمام لوگوں کی ہر قسم کی خوراک مثلاً اناج، پھل، سبزیاں، دودھ اور گوشت وغیرہ فراہم کرتا ہے۔ جس سے عوام کی غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

9- توازنِ ادائیگی کی درستگی کا ذریعہ (Source of Favourable Balance of Payment)

توازنِ ادائیگی کو درُست کرنے میں زراعت کے شعبہ کا بڑا عمل دخل ہے۔ کیونکہ حکومت پاکستان اپنی آمدنی کا کثیر حصہ زرعی مصنوعات برآمد کر کے حاصل کرتی ہے۔ جسے درآمدات پر اٹھنے والے اخراجات پر صرف کر کے توازنِ ادائیگی کو درُست رکھا جاتا ہے۔

10- صنعتی ترقی کو بڑھانے کا ذریعہ (Source of Promoting Industrial Development)

زرعی شعبہ صنعتی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ صنعت کو اپنے پیداواری مقاصد کے لیے خام مال کی ضرورت ہوتی ہے جو زراعت کا شعبہ فراہم کرتا ہے۔ اس طرح لوگوں کی صرفی اور اشیائے سرمایہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ صنعتی یونٹ لگائے جاتے ہیں اور ملک کی صنعت خوب پھلتی پھولتی ہے۔

13.4 پاکستان کا صنعتی شعبہ (Industrial Sector of Pakistan)

صنعتی شعبہ پاکستانی معیشت کا دوسرا اہم شعبہ ہے جو خام ملکی پیداوار میں 21 فیصد حصہ فراہم کرتا ہے جبکہ زرعی شعبے کی ترقی کا انحصار بھی صنعتی شعبے کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ زراعت میں مشینوں اور آلات کی فراہمی صنعت کی ترقی پر منحصر ہے اور زرعی خام مال کا استعمال صنعتی شعبے میں عمل پیدائش کے مراحل سے گذرنے کے بعد ممکن ہوتا ہے گویا صنعتی شعبہ عام صرفی اشیا (مثلاً خوردنی اشیا، آٹا، گھی، کپڑا وغیرہ) اور اشیائے سرمایہ (مثلاً مشین، آلات، موٹریں وغیرہ) فراہم کر کے ترقی کی رفتار میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے یہ شعبہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں 25.4 فی صد حصہ ڈالتا ہے۔ ذیل میں ہم صنعتی شعبے کی معاشی ترقی میں کردار پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس اہم شعبے کو آزادی ملتے ہی کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے صنعتی ترقی کی رفتار سست رہی ہے۔

پاکستان کی معاشی ترقی میں صنعت کا کردار

(Role of Industry in Economic Development of Pakistan)

پاکستان کی معاشی ترقی میں صنعت کے کردار کا اندازہ درج ذیل نکات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

1- زرعی ترقی کا ذریعہ (Source of Agriculture Development)

اگرچہ پاکستان کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے لیکن صنعتوں کی ترقی کے بغیر زراعت کے شعبہ کو ترقی نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے جدید زرعی آلات، کیمیائی کھادیں، کیڑے مار دوائیں، نقل و حمل کے ذریعے اور ٹیوب ویلوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والا سامان صنعت ہی کا شعبہ فراہم کرتا ہے۔ اس لیے صنعتی ترقی ہی زرعی ترقی کا پہلا زینہ ثابت ہوتی ہے۔

2- قومی آمدنی میں اضافہ (Increase in National Income)

زراعت کے بعد قومی آمدنی کا دوسرا بڑا حصہ صنعت کے شعبے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت یہ شعبہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا 25.4 فیصد فراہم کر رہا ہے۔ اس لیے ملک میں زیادہ صنعتوں کے قیام سے ملکی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور صنعتی ترقی قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

3- زرِ مبادلہ کمانے کا ذریعہ (Source of Foregin Exchange Earning)

صنعتی ترقی زرمبادلہ کمانے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ صنعتی مصنوعات کی پیدوار بڑھا کر انھیں غیر ممالک فروخت کر کے زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف ملک کو کثیر زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے بلکہ ملک میں نوزائیدہ صنعتوں کو تحفظ فراہم ہوتا ہے اور وہ زیادہ دلجمعی سے صنعتی پیدوار بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

4- درآمدات کے بدل (Substitutes of Imports)

صنعتی ترقی کی بدولت درآمد کی جانے والی مصنوعات کے سستے اور بہتر بدل ملک میں ہی تیار کر کے دوسرے ممالک پر انحصار کم کیا جاسکتا ہے۔ جس سے نہ صرف زرمبادلہ بچایا جاسکتا ہے بلکہ ملکی صنعت بھی فروغ پاتی ہے۔

5- روزگار میں اضافہ (Increase in Employment)

ملک میں صنعتوں کے قیام سے بے روزگاری جیسے مسئلے پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔ چھوٹی بڑی صنعتوں کے قیام سے ایک طرف تو روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں دوسری طرف لوگوں کی آمدنیوں میں اضافے سے ان کے معیارِ زندگی میں بھی تیزی آتی ہے۔

6- ملکی سالمیت کا تحفظ (Strengthening the Sovereignty)

دورِ جدید میں ہر ملک کو اپنی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے کے لیے سامانِ دفاع کی ضرورت پڑتی ہے اور آج کے دور میں صنعتوں کی ترقی کے بغیر کوئی بھی ملک اپنی دفاعی ضروریات پوری نہیں کرسکتا، اس لیے ملکی صنعتیں دفاع کو مضبوط اور بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

7- نسبت درآمد برآمد (Terms of Trade)

ملک کی نسبت درآمد و برآمد کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کی صنعتوں میں اعلیٰ کوالٹی اور زیادہ مقدار میں مصنوعات تیار کی جائیں تا کہ وہ بین الاقوامی منڈی میں غیر ملکی اشیا کا مقابلہ کرسکیں۔ اس طرح ملکی صنعتیں نسبت درآمد و برآمد کو بہتر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

8- ثقافتی وتمدنی ترقی (Development of Culture and Traditions)

صنعتی ترقی کی بدولت معاشرے میں حصول روزگار کے وافر مواقع دستیاب ہوتے ہیں۔ لوگوں کے خیالات اور معیار زندگی میں بہتری آتی ہے جس سے نہ صرف اعلیٰ روایات فروغ پاتی ہیں بلکہ معاشرہ ثقافتی اعتبار سے بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جاتا ہے۔

9- ٹیکنالوجی کی ترقی (Development of Technology)

صنعتی ترقی کی بدولت ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نئی نئی اشیا اور نئے نئے طریق پیدائش متعارف ہوتے ہیں۔ ملکی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور معیارِ زندگی بلند ہوتا ہے۔

10- معاشی استحکام (Economic Stability)

صنعتوں کے فروغ سے ملک کے پیداواری شعبوں کی صلاحیتوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے جس سے نہ صرف ملکی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں بلکہ غیر ملکی اشیا کے لیے بھی مانگ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ لوگوں کا معیار زندگی بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ملکی استحکام موثر بن جاتا ہے۔

13.5 بیرونی تجارت اور شعبہ بنکاری (Foreign Trade and Banking Sector)

پسماندہ مما لک کو معاشی ترقی کی راہیں متعین کرنے کیلئے بیرونی تجارت اور شعبہ بنکاری کو ترقی دینا ہوگی۔ کیونکہ معاشی ترقی کیلئے دونوں لازم وملزوم ہیں۔ بیرونی تجارت سے بین الاقوامی اشیا کا تبادلہ اور زرمبادلہ کا حصول معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں مدد دیتا ہے اسطرح جدید بنکاری نظام مالی معاملات کو احسن طریقے سے کنٹرول کر کے معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔

معاشی ترقی میں بیرونی تجارت کا کردار

(Role of Foreign Trade in Economic Development)

بیرونی تجارت معاشی ترقی میں درج ذیل نکات کی بنا پر اہم کردار ادا کرتی ہے۔

(1) ملکی وسائل کا بھرپور استعمال (OptimumUse of Country's Resources)

بیرونی تجارت کی وجہ سے ملکی وسائل کا بہترین استعمال ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ ملک میں اشیا کی پیدائش تخصیص کار کے اُصول کے تحت کی جاتی ہے اور مصارف پیدائش کو گھٹا کر اعلیٰ معیار کی اشیا پیدا کی جاسکتی ہیں۔

(2) سائنس اور ٹیکنالوجی کا استعمال (Use of Science and Technology)

تجارت کی بدولت جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ملکی اشیا کو بہتر اور کم مصارف پر تیار کرنے میں مدد دیتا ہے۔ نئے نئے سائنسی طریقے دریافت ہوتے ہیں اور پیداوار میں اضافے سے معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

(3) قومی آمدنی میں اضافہ (Increase in National Income)

تجارت کی بدولت ملکی برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ نئے نئے کارخانے لگائے جاتے ہیں اور اشیا برآمد کر کے زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔اسطرح تجارت قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

(4) منڈی کی وسعت (Extension of Market)

تجارت کی بدولت اشیا کی منڈی وسیع ہو جاتی ہے۔اشیا کو بڑے پیمانے پر تیار کر کے دوسرے مما لک کو برآمد کیا جاتا ہے اور غیر ملکی اشیا کے قریبی نعم البدل تیار کر کے ملکی صنعت کو فروغ دیا جاتا ہے اس طرح معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

(5) معاشی استحکام (Economic Stability)

تجارت کی بدولت ملک کو معاشی استحکام نصیب ہوتا ہے کیونکہ منڈیوں میں قیمتیں طلب ورسد کی قوتوں سے مقرر ہوتیں ہیں زائد اشیا کو برآمد کر دیا جاتا ہے اور قلت کی صورت میں اشیا دیگر مما لک سے درآمد کر لی جاتیں ہیں۔اس طرح معیشت معاشی بحران سے بچ جاتی ہیں اور معاشی ترقی کا عمل جاری رہتا ہے۔

شعبہ بنکاری کا معاشی ترقی میں کردار

(Role of Banking Sector in Economic Development)

بنک ملکی ترقی میں درج ذیل طریقوں سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(1) بچتوں کی ترغیب (Saving Drives)

لوگوں کے اندر بچتوں کی اہمیت اُجاگر کرنے کے لیے مختلف پالیسیاں بنا کر سرمایہ کاری کے لیے رقوم مہیا کی جاتی ہیں اور معاشی ترقی کے عمل کو تیز کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

(2) زرعی و صنعتی ترقی (Agricultural and Industrial Development)

بنک زرعی و صنعتی پیداوار بڑھانے کے لیے دونوں شعبوں کو آسان شرائط پر قلیل المیعاد اور طویل المیعاد قرضے فراہم کر کے ملکی پیداوار کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

(3) زری پالیسی کا اطلاق (Implimentation of Monetary Policy)

بنک ملک میں زری پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے اہم کردار ادا کر کے معاشی ترقی کی رفتار کو موثر بناتے ہیں۔ افراطِ زر اور تفریطِ زر پر کنٹرول کے لیے شرح سود میں تبدیلی کر کے زری پالیسی کو فعال بناتے ہیں۔

(4) ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل (Completion of Development Projects)

بنک ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے قرضے فراہم کرتے ہیں اور معاشی ترقی کے عمل کو جاری رکھنے کے لیے معیشت کے تمام شعبوں کو ترجیحی بنیادوں پر سے قرضے فراہم کرتے ہیں۔

(5) پسماندہ شعبوں کی ترقی (Development of Backward Sectors)

بنک تمام شعبوں کو متوازن رکھنے کیلئے ترجیحی بنیادوں پر پسماندہ شعبوں کو زیادہ فنڈ مہیا کرتے ہیں تاکہ ان شعبوں کو ترقی دے کر معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جاسکے۔

13.6 ذرائع مواصلات اور جدید ٹیکنالوجی کی ترقی

(Development of Communication and Modern Technology)

موجودہ دور میں معاشی ترقی کا حصول ذرائع مواصلات کی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے بغیر ممکن نہیں۔ جس ملک میں ذرائع ابلاغ کا استعمال بین الاقوامی مواصلاتی نظام سے مربوط کر کے عمل میں لایا جاتا ہے وہاں دنیا میں رونما ہونے والی نئی ایجادات اور معاشی تبدیلیوں کے بارے میں آگاہی ملک کے وسائل کو بہتر استعمال کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اسی طرح جدید ٹیکنالوجی کا استعمال معیشت کے پیداواری شعبوں کی کارکردگی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

درج ذیل میں ہم ذرائع مواصلات اور جدید ٹیکنالوجی کے کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔

معاشی ترقی میں ذرائع مواصلات کا کردار

(Role of Communication in Economic Development)

(1) ذرائع مواصلات (مثلاً ٹی وی۔ ریڈیو۔ اخبار۔ انٹرنیٹ وغیرہ) کی وساطت سے دنیا بھر میں رونما ہونے والی نئی ایجادات اور واقعات کے بارے میں آگاہی ملتی ہے اور اسی کی بنیاد پر ملکی وسائل کا بھرپور استعمال کر کے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جاسکتا ہے۔

(2) دیگر ممالک کے ساتھ ثقافتی اور تجارتی روابط مضبوط ہوتے ہیں۔ تجارت فروغ پانے سے ملکی اشیا کی کھپت دوسرے ممالک میں ممکن ہوتی ہے اور زرِمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔

(3) آج کل ترقی یافتہ ممالک میں آن لائن تجارت کا طریقہ فروغ پا رہا ہے۔ جس کو اپنا کر کوئی بھی ملک تجارت کے بین الاقوامی فوائد سے استفادہ کر سکتا ہے۔

(4) ذرائع ابلاغ کے ذریعے منڈیوں کی ناکاملیات (Market Imperfections) پر قابو پایا جاسکتا ہے جس سے معیشت کے اندر قیمتوں کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور معاشی ترقی کی راہیں متعین ہوتی ہیں۔

معاشی ترقی میں جدید ٹیکنالوجی کا کردار

(Role of Modern Technology in Economic Development)

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جن ممالک میں ٹیکنالوجی کا استعمال نہیں کیا جاتا وہ پسماندگی کا شکار رہتے ہیں۔ لہٰذا معاشی ترقی کی دوڑ میں شامل ہونے کے لئے نئی ٹیکنالوجی کو متعارف کروانا ہر معیشت کی ضرورت بن چکا ہے۔ معاشی ترقی میں جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔

(1) نئی ٹیکنالوجی کی بدولت آج اشیا کو بڑے پیمانے پر کم مصارف پیدائش پر تیار کرنا آسان ہو گیا ہے اور فاضل اشیا کو دوسرے ممالک بھیج کر زرِمبادلہ کمایا جارہا ہے۔

(2) جدید ٹیکنالوجی کی بدولت انسان نے زمینوں، سمندروں، پہاڑوں اور آسمانوں کے اندر چھپی ہوئی دولت کو نکال لیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج ہمیں لوہا، گیس، تیل وغیرہ دستیاب ہوئے ہیں اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوئی ہے۔

(3) جدید ٹیکنالوجی کی بدولت پُرانے اور فرسودہ طریقہ پیدائش سے چھٹکارا ملا ہے اور آج ہم جدید مشینری، آلات وغیرہ کو استعمال کر کے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

(4) جدید ٹیکنالوجی کے باعث اشیا کے معیار میں بہتری آئی ہے۔ نت نئے ڈیزائن دریافت ہو رہے ہیں۔ نئی نئی ایجادات زیرِ استعمال آرہی ہیں اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔

(5) جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے ترقیاتی منصوبوں کی پیداواری صلاحیتیں بڑھ رہی ہیں۔ روزگار کے مواقع دستیاب ہو رہے ہیں اور لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہو رہا ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درُست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- معاشی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے:

(الف) عرصہ قلیل کے لئے (ب) عرصہ طویل کے لئے

(ج) معین عرصہ کے لئے (د) تھوڑے عرصہ کے لئے

ii- پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم شعبہ ہے:

(الف) صنعت (ب) تجارت

(ج) مواصلات (د) زراعت

iii- پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں صنعت کا حصہ ہے:

(الف) 20 فی صد (ب) 25 فی صد

(ج) 21 فی صد (د) 30 فی صد

iv- درج ذیل میں سے کونسے عوامل کا معاشی ترقی کے لئے موجود ہونا ضروری نہیں؟

(الف) معاشی (ب) سیاسی

(ج) ثقافتی (د) نجی

v- معاشی ترقی کی سب سے بہتر تعریف کس نے پیش کی ہے؟

(الف) رابنز (ب) آرتھر لیوس

(ج) کینز (د) مائیر اور بالڈون

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- ترقی پذیر ممالک میں معاشی ترقی کی رفتار.......................ہے۔

ii- زراعت کا شعبہ پاکستانی معیشت کیلئے.......................کی حیثیت رکھتا ہے۔

iii- مختلف ممالک کے مابین تجارتی اور ثقافتی روابط.......................کے ذریعے مضبوط ہوتے ہیں۔

iv- فنونِ پیدائش میں تخصیص کار اور شعبوں کی پیداواری صلاحیت.......................کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درُست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معاشی ترقی	19 فی صد	
تحتی ڈھانچہ	انٹرنیٹ	
زرعی شعبے کا حصہ	حقیقی آمدنی میں اضافہ	
معاشی عوامل	معیشت کے بنیادی لوازمات	
ذرائع ابلاغ	ٹیکنالوجی	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟

ii- معاشی ترقی کے عوامل کے نام لکھیئے۔

iii- پاکستان میں صنعتی شعبے کی اہمیت کیا ہے؟

iv- پاکستان کی معیشت کے لئے زرعی شعبہ کیوں اہم ہے؟

v- پاکستان کی معاشی ترقی میں ٹیکنالوجی کا کردار بیان کیجئے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟

ii- معاشی ترقی کو متاثر کرنے والے معاشی، سیاسی و معاشرتی عوامل کی وضاحت کیجئے۔

iii- پاکستان میں زرعی شعبے کے اہم مسائل کون سے ہیں اور انھیں کس طرح دُور کیا جا سکتا ہے؟

iv- پاکستان کی معیشت میں اہم صنعتی مسائل کا ذکر کیجئے۔ نیز ان پر قابو پانے کے لئے اقدامات تجویز کیجئے۔

v- پاکستان کی معاشی ترقی میں تجارت اور بنکاری کا کردار بیان کیجئے۔

vi- معاشی ترقی کے لئے ذرائع ابلاغ اور جدید ٹیکنالوجی کیوں ضروری ہے؟ بحث کیجئے۔

باب نمبر14

اسلام کا معاشی نظام

(Economic System of Islam)

14.1 اسلامی معاشی نظام کی تعریف (Definition of Islamic Economic System)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دین فطرت ہے اس لیے اسلام نے ایک ایسا معاشی نظام دیا ہے جو دیگر معاشی نظاموں کے مقابلے میں اعتدال پسند ہے۔ جس کی بنیاد ہمدردی، اخوّت، عدل وانصاف، میانہ روی اور جائز طریقوں سے روزی کمانے اور خرچ کرنے کی تعلیم پر رکھی گئی ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت کسی منظّم معاشرہ میں بسنے والے افراد کی معاشی احتیاجات کی تسکین کا وہ طریقۂ کار ہے جو قرآن وسنت کی ہدایت کے تابع ہو۔ ان ہدایات کے مطابق اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ صَرفِ دولت، پیدائشِ دولت، تقسیمِ دولت اور تبادلۂ دولت عدل وانصاف اور اعتدال پر ہو۔ گویا اسلامی معاشی نظام نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اپنی جیبیں بھرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی سوشلزم کی طرح حکومت کو تمام وسائل کو استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اسلام کا معاشی نظام ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ایک معتدل معاشی نظام ہے۔

14.2 اسلام کے معاشی نظام کی خصوصیات

(Characteristics of Islamic Economic System)

اسلام کے معاشی نظام کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(1) قدرتی وسائل کا بھرپور استعمال (Optimum Utilization of Natural Resources)

اسلامی معاشی نظام کائنات کی وسعتوں میں موجود ان گنت وسائل (مثلاً معدنیات، جنگلات، نباتات، حیوانات، دریا، پہاڑ، سمندر وغیرہ) سے بھرپور استفادہ کرنے کا درس دیتا ہے اور انسان کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ اپنے فکر وعمل سے ان وسائل کو بروئے کار لائے۔ ان وسائل کا بیکار پڑا رہنا اسلام کی نظر میں ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔ اسلام کا یہی فکر واحساس انسان کو تحقیق وجستجو اور وسائل کی ترقی پر ہمہ وقت مصروف رکھتا ہے اور انسان نت نئے نئے طریقے سوچ کر وسائل کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔ اسلام میں قدرتی وسائل کی رسائی تمام انسانوں کو حاصل ہے۔ کوئی شخص ان وسائل سے محروم نہیں۔ یوں اسلامی نظام کی بدولت وسائل کا بھرپور استعمال قومی پیداوار میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

(2) حقوقِ ملکیت (Right of Ownership)

کائنات میں موجود ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ تاہم اس نے کچھ چیزیں انسان کو بطور امانت دی ہیں اور ان اشیا پر حقوقِ ملکیت بھی

دیئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر جائز ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی پر اسلام افراد کے حق ملکیت کو تسلیم کرتا ہے خواہ وہ اس دولت کو نجی ضروریات پر صرف کرے یا مزید دولت پیدا کرنے کے لیے استعمال کرے۔ ساتھ ہی اسلام نے انسانوں کو اپنی دولت میں سے غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

(3) معاشی آزادی (Economic Freedom)

اسلامی معاشی نظام تمام افراد کو حلال روزی کمانے کے یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔ انسانوں کو قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے رزق حلال کمانے کے لیے کہا گیا ہے۔ غیر اخلاقی اور غیر قانونی ذرائع سے کمائی گئی دولت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، رشوت، دھوکہ بازی سے کمائی ہوئی دولت۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنی معاشی آزادی کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود وقوانین کے اندر رہ کر استعمال کریں اور حلال ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی کو حلال مدّات پر ہی خرچ کریں۔

(4) منصفانہ تقسیم دولت (Fair Distribution of Wealth)

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ایک طرف حصول دولت کے لیے حلال ذرائع کے استعمال پر زور دیا گیا ہے تو دوسری طرف جمع شدہ دولت کو صاحب ثروت کے ذریعے وسائل سے محروم لوگوں تک پہنچانے کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح دولت کی تقسیم کو منصفانہ بنایا گیا ہے لہٰذا اسلام ہر شخص کو دولت کی منصفانہ تقسیم کیلئے زکوٰۃ، عشر اور صدقات ادا کرنے کی سختی سے تاکید کرتا ہے تاکہ دولت چند ہاتھوں کی بجائے پورے معاشرے میں تقسیم ہو۔

(5) گردشِ دولت (Circulation of Weath)

اسلامی معاشی نظام میں گردشِ دولت کو موثر بنانے کیلئے زکوٰۃ کے نظام کے ذریعے دولت کے ارتکاز کو روکا گیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے رزق حلال کو اپنی ذات اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ غربا اور مساکین پر خرچ کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اس طرح زکوٰۃ وصدقات کے ذریعے ہر سال قانونی طور پر دولت کا ایک معقول حصّہ صاحبِ نصاب سے غربا اور مساکین کی طرف منتقل کر کے ان کی قوت خرید کو بڑھایا جاتا ہے جو اشیا وخدمات کی خریداری کا سبب بنتی ہیں اور سرمایہ کاری کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔

(6) معاشرتی فلاح و بہبود (Social Welfare)

اسلام کا معاشی نظام معاشرتی فلاح و بہبود پر بڑا زور دیتا ہے۔ اس ضمن میں غربا و مساکین کی امداد بیت المال سے کر کے انہیں زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا کی جاتیں ہیں۔ غریبوں کو زکوٰۃ دے کر بھائی چارے کی فضا قائم کی جاتی ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے فرد کی ذات اور اخلاق و کردار کو تباہ کرنے والی اشیا مثلاً شراب اور دیگر منشیات پر دولت صرف کرنے کی ممانعت کر دی جاتی ہے اور برائیوں سے معاشرے کو پاک کر دیا جاتا ہے۔

(7) خودکار نظام (Automatic System)

اسلامی نظام معیشت میں نئے افکار اور اداروں کا قیام عمل میں آتا ہے۔اس میں صرفِ دولت، پیدائشِ دولت اور تقسیمِ دولت کے لیے انسانی تجربات سے فائدہ حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ملک کا معاشی نظام پورے انتظام کے ساتھ چلتا ہے۔ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی ممانعت سے معاشی نظام کے تمام متغیرات صرف طلب ورسد کی قوتوں کے تابع ہوتے ہیں اور قیمتیں خودکار نظام کے تحت مستحکم رہتی ہیں۔

(8) سود کی ممانعت (Prohibition of Interest)

اسلام کے معاشی نظام میں سود لینے اور دینے کی سخت ممانعت ہے۔اسلام بلا سود بنکاری نظام کی تاکید کرتا ہے۔جیسا کہ اسلامی معاشرہ میں افراد مضاربہ کے تحت سرمایہ کاری کر سکتے ہیں مضاربہ کی صورت میں سرمایہ کاری کے تحت ایک شخص کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرا شخص اس سرمائے پر محنت کرتا ہے۔ طے شدہ معاہدے کے تحت دونوں کے درمیان حاصل شدہ منافع تقسیم ہو جاتا ہے۔اس طرح اسلامی معاشی نظام صاف ستھرا اور استحصال سے پاک معاشرہ کی ترویج کرتا ہے۔

(9) ریاست کا مثبت کردار (Positive Role of State)

اسلامی معاشی نظام اصل میں آزاد معیشت کا نظام ہے۔جس میں ایک طرف ریاست عوام کو بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے اور دوسری طرف مناسب اقدامات کر کے بے روزگاری اور غربت کا خاتمہ کرتی ہے۔اس کے لیے آزادانہ نظام کے تحت قیمتوں کے نظام کو درست کر کے معاشی خامیوں کو دور کرتی ہے اور معیشت کے تمام شعبوں کو ترقی دینے کیلئے سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ گویا اسلامی معاشی نظام محض مخصوص اندازِ فکر اور طرزِ عمل کا نام نہیں بلکہ معاشرہ کے لیے فلاح و بہبود کا ضامن اور ترقی کا زینہ بھی ہے۔

غربت کے خاتمہ اور روزگار کی فراہمی میں زکوٰۃ، عشر اور صدقات کا کردار

اسلام نے غربت کے خاتمہ کے لیے زکوٰۃ، عشر اور صدقات کی شکل میں ایک مستقل معاشی نظام دیا ہے۔اس سے پہلے کہ غربت کے خاتمہ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں زکوٰۃ، عشر اور صدقات کے کردار پر بحث کی جائے۔ ذیل میں ان اصطلاحات کا مختصر مفہوم دیا جاتا ہے۔

14.3 زکوٰۃ کا مفہوم (Concept of Zakat)

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور نشوونما کے ہیں۔اس کے علاوہ پاک صاف ہونا، بڑھنا بھی اس کے معنی میں شامل ہے۔ اسلام میں زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو نصاب کے تحت صاحب ثروت سے لیا جاتا ہے اور غربا و مساکین کو دیا جاتا ہے۔ گویا اسلام میں زکوٰۃ مالی عبادات کے زمرے میں آتی ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال و دولت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بھی زور دیا گیا ہے۔

یعنی جہاں نماز کا ذکر آتا ہے وہاں زکوٰۃ کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ میں ارشادِ ربّانی ہے!

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ''۔

اگر کسی معاشرہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی صحیح طریقہ سے کی جائے تو اس سے غربت اور افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور بھائی چارہ کے باعث ملک خوشحالی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔

14.4 عشر کا مفہوم (Concept of Usher)

عام اصطلاح میں عشر سے مراد زرعی پیداوار کی زکوٰۃ ہے جو زمین کے مالکان ادا کرتے ہیں اور غربا میں تقسیم کی جاتی ہے۔عشر کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل ہے کہ:

''اللہ کا حق ادا کرو۔جس دن تم اس کی فصل کاٹو''۔

14.5 انفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم (Concept of Charity)

اسلام حقِ ملکیت پر کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ان ذمہ داریوں میں زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ اسلام ایک فرد سے مزید رضا کارانہ مالی قربانی کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔جس میں اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ غریبوں کو دینا شامل ہے۔یہ ادائیگی انفاق فی سبیل اللہ کہلاتی ہے۔ سورۃ آل عمران (آیت ۹۲) میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

''تم نیکی نہ حاصل کرو گے جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمھیں عزیز ہیں راہ خدا میں خرچ نہ کرو''۔

انفاق کا بنیادی مقصد ارتکاز دولت کو کم کرنا، گردش دولت میں اضافہ اور اس کے ذریعے معاشرے کے مختلف طبقات میں تقسیم دولت میں پائے جانے والے تفاوت کو دُور کرنا ہے۔انفاق خالصتاً ایک رضا کارانہ فعل ہے۔جس کے ذریعے غربا کے لیے آمدنیوں کی تخلیق کا ایک غیر منقطع سلسلہ شروع ہو جانے سے غریبوں کا معیارِ زندگی بلند ہو جاتا ہے اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ، عشر اور انفاق کا کردار (Role of Zakat, Usher and Charity)

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ معاشرے میں سماجی انصاف قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔گویا زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ انفرادی فریضہ کے ساتھ ساتھ اجتماعی فریضہ بھی ہے۔اسلام زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے انسانی معاشرے کے اندر پائے جانے والے تفاوت کو ختم کر کے محبت بھائی چارے کی فضا قائم کرتا ہے اور دولت کے ارتکاز کو چند ہاتھوں میں جانے کی بجائے گردشِ زر پر زور دیتا ہے تاکہ معاشرے میں پیدائش دولت اور صرف دولت کا عمل خود بخود جاری رہے اور معاشرے سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ جائے۔ اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل اُمور سے لگایا جاسکتا ہے۔

(1) غربت کا خاتمہ (Poverty Alleviation)

دیگر معاشی نظام سرمائے کی افزائش کو معاشرے کی فلاح و بہبود پر ترجیح دیتے ہیں۔ خاص طور پر سرمایہ دارانہ نظام معاشرے کے ایسے افراد کی کفالت کا ذمہ نہیں لیتا جو بوڑھے، نادار، بے روزگار، حاجت منداور مقروض ہوں۔ اس لیے یہ لوگ انتہائی غربت اور مفلسی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی معاشرہ میں زکوٰۃ، عشراور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے ان لوگوں کی محرومیوں کو خوشیوں میں بدل دیا ہے۔ معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ، عشراور انفاق فی سبیل اللہ کے تحت اکٹھی کی ہوئی رقوم غریبوں، مسکینوں، حاجتمندوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہیں جس سے غریب لوگ بھی عزت کے ساتھ زندگی گذار سکتے ہیں۔

(2) بے روزگاری کا علاج (Solution of Unemployment)

زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کا بنیادی مقصد دولت کا چند ہاتھوں میں ارتکاز روک کر معاشرے کے تمام لوگوں تک منتقل کرنا ہے تا کہ دولت کے ذخائر امرا سے غربا کی طرف منتقل ہو سکیں اور معیشت میں مجموعی طلب میں اضافہ کیا جا سکے۔ طلب میں اضافے سے پیداوار میں اضافہ ناگریز ہوتا ہے۔ نتیجتاً مزید لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ گویا زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے غریب لوگوں کی مالی حالت کو بہتر کرنے ان کو اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو آزمانے کے موقع فراہم کئے جاتے ہیں اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(3) معیشت کا پھیلاؤ (Expansion of Economy)

آج بھی زیادہ تر لوگ ماضی کی طرح اپنی دولت کو کسی کاروباری سرگرمی میں استعمال کرنے کی بجائے دفینے (Hoarding) کی صورت میں رکھنا پسند کرتے ہیں لیکن اسلام اس کا سدّ باب بھی نظام زکوٰۃ کے ذریعہ کرتا ہے کیونکہ دفینوں پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے اور اگر دولت کو کاروبار میں نہ لگایا جائے تو چند سالوں میں اس دولت کے ختم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے لوگ دولت کو کاروباری سرگرمیوں میں لگاتے ہیں جس کے نتیجے میں معیشت میں پھیلاؤ اور وسعت پیدا ہوتی ہے اور معاشرے سے غربت اور بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(4) دولت کی منصفانہ تقسیم (Fair Distribution of Wealth)

آجکل ہمارے معاشرے میں دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کا مسئلہ عام ہے۔ ایک طبقہ انتہائی امیر اور دوسرا انتہائی غریب ہے۔ امیر طبقہ عیش و عشرت کی زندگی گذارتا ہے اور غریب طبقہ بھوک اور افلاس کا شکار ہے۔ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کی وجہ سے معاشرے کے اندر بسنے والے لوگوں میں نفرت اور کینہ جیسے نفاق جنم لیتے ہیں لیکن اسلام نے زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے دولت کی غلط تقسیم کا علاج کر دیا ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کی رو سے ہر صاحبِ نصاب مقرر کردہ شرح سے زکوٰۃ اپنی آمدنی میں سے نکال کر غریبوں کو دیتا ہے۔ اسطرح غریبوں کو بھی دولت میسر آتی ہے، غربت ختم ہوتی ہے اور لوگوں کو روزگار مل جاتا ہے۔

(5) باہمی اخوت اور بھائی چارے کی فضا (Brotherhood and Cooperation)

زکوٰۃ،عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کی رو سے معاشرے میں باہمی اتحاد اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے کیونکہ جب امرا اپنی آمدنیوں میں سے غریب لوگوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں تو غریب لوگ دولت مندوں کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے اندر شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں یوں پورے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ وہ لوگ جو بے روزگار اور بے کار ہوتے ہیں ان کے پاس ذریعہ معاش آجاتا ہے اور اپنا پیٹ بھرنے کیلئے جرائم سے اجتناب کرتے ہیں اسطرح پورے معاشرے میں غربت کا خاتمہ اور روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور ملک کی معیشت پھلتی پھولتی ہے۔ پورے معاشرے میں بھائی چارہ کی فضا پروان چڑھتی ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- نجی ملکیت کے حقوق کس نظام معیشت میں انسان کو بحیثیت امین دیئے گئے ہیں؟

(الف) سرمایہ دارانہ (ب) اسلامی

(ج) اشتراکی (د) مخلوط

ii- کونسا معاشی نظام اعتدال پسندی کے اصول پر قائم ہے؟

(الف) اشتراکی (ب) مخلوط

(ج) سرمایہ دارانہ (د) اسلامی

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- اسلام کے معاشی نظام میں.................بنک کاری کا نظام رائج ہے۔

ii- اسلامی معاشی نظام کے تحت.................کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

iii- ....کے لغوی معنی پاکیزگی اور نشو ونما کے ہیں۔

iv- زکوٰۃ ہر.................مسلمان پر فرض ہے۔

v- عشر کے اصطلاحی معنی.................کے ہیں۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اسلامی معاشی نظام	مالی عبادت	
زکوٰۃ کی شرح	پاکیزگی اور نشو ونما	
زکوٰۃ	مکمل ضابطۂ حیات	
زکوٰۃ کے معنی	اڑھائی فی صد	
زکوٰۃ کا مقصد	گردشِ دولت	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

ii- اسلامی معاشی نظام کی کوئی پانچ خصوصیات کے نام لکھیں؟

iii- اسلامی معاشی نظام کو اعتدال پسند کیوں کہا گیا ہے؟

iv- زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کیسے ختم کی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر 5۔ مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- اسلامی معاشی نظام سے کیا مراد ہے؟

ii- اسلامی معاشی نظام کی خصوصیات تحریر کیجئے۔

iii- زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز زکوٰۃ کے مستحقین کون لوگ ہیں؟

iv- ایک مسلم ریاست میں زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے غربت اور بے روزگاری کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟

معروضی سوالات کے جوابات

باب1 تعارفِ معاشیات

سوال نمبر1. (1) ج (2) ج (3) د (4) ج (5) د

سوال نمبر 2. (1) ذرائع (2) الفرڈ مارشل (3) متبادل (4) آدم سمتھ (5) دولت

سوال نمبر3.

کالم (ج)

کمیابی کا تعلق ضرورت سے کم ہوتا ہے۔
مادی فلاح و بہبود کا تعلق پیمائش ممکن نہیں ہے۔
جزیاتی معاشیات کا تعلق ایک شخص یا فرم کے مطالعہ سے ہے۔
کلیاتی معاشیات کا تعلق بڑے معاشی مجموعوں مطالعہ سے ہے۔
معاشرتی سائنس کا تعلق انسان کے طرزِ عمل سے ہے۔

ماب2 بمعاشیات کا نفس مضمون (Subject Matter of Economics)

سوال نمبر1. (1) ج (2) ج (3) د (4) ب (5) ج

سوال نمبر 2. (1) گرتا (2) جدوجہد (3) طلب (4) ضروری (5) ماخوذ

سوال نمبر3.

کالم (ج)

معاشی اشیا کے لئے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔
غیر معاشی اشیا کے لئے پیسوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔
اشیاء وخدمات کے لئے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔
اشیائے صارفین کے لئے اشیائے سرمایہ کی ضرورت پیش آتی ہے
کسی شے کی طلب کے لئے اس میں تسکین کی صفت ہونی چاہیے۔

ماب3 طلب (Demand)

سوال نمبر1. (1) الف (2) د (3) د (4) ج

سوال نمبر 2. (1) قیمت (2) طلب (3) بڑھ (4) لچک

سوال نمبر 3.

کالم (ج)

تکمیلی شے۔ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب گر جاتی ہے۔

گھٹیا شے۔ایسی شے جس کی قیمت گرنے سے اس کی مقدار طلب گر جاتی ہے۔

نارمل شے۔ایک شے کی قیمت گرنے سے اس کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے۔

کمیاب شے۔ایسی شے جس کی قیمت چڑھنے سے طلب بھی چڑھ جاتی ہے۔

متبادل شے۔ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب بڑھ جاتی ہے۔

باب 4 رسد (Supply)

سوال نمبر 1.　(1) ج (2) ب (3) ج (4) ب (5) ب

سوال نمبر 2.　(1) کم (2) مثبت (3) حصہ (4) تفاعل (5) بڑھ

سوال نمبر 3.

کالم (ج)

رسد کی لچک۔ قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے مقدارِ رسد میں تبدیلی۔

اگر قمیت زیادہ ہوتو آجر۔ رسد میں اضافہ کر دیتا ہے۔

اشیا پر ٹیکس۔رسد میں کمی کر دیتا ہے۔

زیادہ لچک دار رسد۔قیمت میں معمولی تبدیلی لیکن رسد میں واضح تبدیلی۔

کم لچکدار رسد۔ قیمت میں زیادہ تبدیلی لیکن رسد میں معمولی تبدیلی۔

باب 5 توازن اور قیمت کا تعین (Equibrium and Price Determination)

سوال نمبر 1.　(1) د (2) د (3) د

سوال نمبر 2.　(1) توازن (2) رسد (3) توازنی قیمت (4) انفرادی عمل (5) منفی

سوال نمبر 3.

کالم (ج)

منڈی۔ایسی جگہ جہاں خریدنے اور بیچنے والے موجود ہوتے ہیں۔

مکمل مقابلہ۔جہاں کوئی بھی اپنے انفرادی عمل سے قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔

توازنی قیمت۔جہاں رسد اور طلب برابر ہوں۔

خط طلب۔جو منفی رجحان رکھتا ہے۔

خط رسد۔جو مثبت رجحان رکھتا ہے۔

باب6 منڈی اور پیدائشِ دولت (Marketing and Production of Wealth)

سوال نمبر1. (1) د (2) ب (3) ج (4) د

سوال نمبر 2. (1) متغیر (2) غیر (3) طویل (4) رسد (5) آمدنی

سوال نمبر3.

کالم (ج)

غیر مکمل مقابلے کی منڈی میں اشیا کی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں۔

طویل عرصہ کی منڈی میں زمین متغیر عاملِ پیدائش ہوتی ہے۔

یومیہ منڈی میں قیمت ہر روز مختلف ہوتی ہے۔

مکمل مقابلے کی منڈی میں ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔

قلیل عرصے کی منڈی میں زمین معینہ عاملِ پیدائش ہوتی ہے۔

باب7 پاکستان کے معاشی مسائل اور ان کا حل

(Economic Problems of Pakistan and Remedial Measures)

سوال نمبر1. (1) 66 (2) 1600 (3) 2.4 (4) 19 (5) 207.77

سوال نمبر 2. (1) ترقی پذیر (2) ایک شخص (3) 2.2فیصد (4) 63فیصد (5) 20فیصد

سوال نمبر3.

کالم (ج)

زرعی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ۔19فیصد ہے

صنعتی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ۔ 21 فیصد ہے

آبادی کی شرح پیدائش۔ 2.4 فیصد ہے

2017-18ء میں شرح خواندگی تھی۔58فیصد تھی

کل قومی آمدنی کا تعلیم پر سرکاری خرچ۔2.2 فیصد ہے

باب نمبر8 قومی آمدنی کے بنیادی تصورات (Basic Concepts of National Income)

سوال نمبر1 (1) الف (2) الف (3) ج (4) د (5) ج

سوال نمبر2 (1) کل آبادی (2) زری مالیت (3) فی کس آمدنی (4 انتقالی ادائیگی (5) شکست وریخت

سوال نمبر3

کالم (ج)

ذہنی وجسمانی مشقت کا صلہ ۔ آمدنی ہے

کل آمدنی

فی کس آمدنی = -----------

کل آبادی

اعانتیں ۔ حکومتی رعایات

انتقالی ادائیگیاں ۔ زکوٰۃ۔تحائف وغیرہ۔

بلا معاوضہ خدمات ۔ اپنے کپڑے خود استری کر لینا ہے۔

باب نمبر9 زر (Money)

سوال نمبر1 1.د 2. ب 3.ب 4. الف 5.الف

سوال نمبر2 1. بارٹرسسٹم 2. معیاری زر 3. اعتباری زر 4. علامتی 5. کم

سوال نمبر3

کالم (ج)

ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ ۔ قریبی زر

حکمی زر ۔ قانونی زر

اشیا کے لین دین کا ذریعہ ۔ آلۂ مبادلہ

قوتِ خرید سے مُراد ۔ زر کی قدر ہے۔

سہل انتقال کا مطلب ہے۔ آسانی سے جگہ تبدیل کر دینا۔

باب نمبر10 بنک (Bank)

سوال نمبر1 1. (ب) 2. (د) 3. (ب)

سوال نمبر2 1. شرح بنک 2. متناسب محفوظات کا نظام 3. 1981ء 4. مضاربہ 5. جارہ داری

سوال نمبر3

کالم (ج)

معینہ ضمانت کا نظام ۔ غیر لچکدار

مرکزی بنک کے تابع ۔ فہرستی بنک

تقریطِ زر ۔ قوت خرید کا کم ہونا

نوٹوں کا اجرا ۔ مرکزی بنک

مرکزی بنک ۔ بازارِ زر کا ناظم

باب نمبر11 تجارت (Trade)

سوال نمبر1 (1) ب (2) ب (3) ج (4) الف (5) ج

سوال نمبر2 (1) ملکی تجارت (2) کپاس (3) تخصیص کار (4) ادائیگی (5) قانونی رکاوٹوں

سوال نمبر3

کالم (ج)

وسائل کا بہترین استعمال ۔ تخصیص کار

غیر مرئی اشیا ۔ جو نظر نہ آئیں

اشیا کی علاقائی خرید وفروخت ۔ داخلی تجارت

مرئی شے ۔ مشین

نقل وحمل کا سامان ۔ بسیں اور ٹرک

باب نمبر12 سرکاری مالیات (Public Finance)

سوال نمبر1 (1) الف (2) ج

سوال نمبر2 (1) نجی (2) تشہیر (3) ٹیکس (4) میزانیہ (5) 30جون

سوال نمبر3

کالم (ج)

بجٹ کا دورانیہ ۔ ایک سال

حکومت کی آمدنی کا ذریعہ ۔ محصولات

آمدنی مخفی رکھتے ہیں ۔ نجی لوگ

انکم ٹیکس ۔ براہِ راست کٹوتی

جرمانے ۔ غلط پارکنگ

باب نمبر13 معاشی ترقی (Economic Development)

سوال نمبر1 (1) ب (2) د (3) ج (4) د (5) د

سوال نمبر2 (1) سست (2) ریڑھ کی ہڈی (3) ذرائع ابلاغ (4) جدید ٹیکنالوجی

سوال نمبر3

کالم (ج)

معاشی ترقی ۔ حقیقی آمدنی میں اضافہ

تحتی ڈھانچہ ۔ معیشت کے بنیادی لوازمات

زرعی شعبے کا حصہ ۔ 19فیصد

معاشی عوامل ۔ ٹیکنالوجی

ذرائع ابلاغ ۔ انٹرنیٹ

باب نمبر14 اسلام کا معاشی نظام (Economic System of Islam)

سوال نمبر1 1- (ج) 2- (د) 3- (د) 4- (ج) 5- (الف)

سوال نمبر2 1- بلاسود 2- ارتکازدولت 3- زکوۃ 4- صاحبِ نصاب 5- دسواں حصہ

سوال نمبر3

کالم (ج)

اسلامی معاشی نظام ۔ مکمل ضابطہ حیات

زکوۃ کی شرح ۔ اڑھائی فی صد

زکوۃ ۔ مالی عبادت

زکوۃ کے معنی ۔ پاکیزگی اور نشوونما

زکوۃ کا مقصد ۔ گردش دولت

فرہنگ (Glossary)

افادہ: اس سے مراد کسی شے یا خدمت کی وہ خوبی یا صلاحیت ہے جس کی بنا پر ہماری کوئی نہ کوئی احتیاج یا ضرورت پوری ہوتی ہے، مثلاً روٹی بھوک مٹاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔

اشیا: ایسی چیزیں جن میں افادہ پایا جاتا ہے، مثلاً خوراک، لباس پھل، سبزیاں اور قلم وغیرہ۔

اشیائے سرمایہ: ایسی اشیا جو انسانی خواہشات کو براہِ راست تو پورا نہیں کرتیں مگر ان اشیا کو بنانے میں مدد دیتی ہیں جو انسانی تسکین کا باعث بنتی ہیں مثلاً مشینیں، آلات اور خام مال وغیرہ۔

اشیائے صرف: ایسی اشیا جو براہِ راست انسان کو تسکین پہنچاتی ہیں، مثلاً خوراک، لباس اور رہائش وغیرہ۔

اثاثے: ایسی اشیا جن کی زری مالیت (Monetary Value) ہوتی ہے اور وہ کسی شخص یا ادارے کی ملکیت ہوتی ہیں، مثلاً گھر، کار، مشینیں اور آلات وغیرہ۔

افراطِ زر: اشیا کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ افراطِ زر کہلاتا ہے جو اشیا کی پیداوار میں کمی اور زر کی رسد میں اضافہ کے باعث پیدا ہوتا ہے۔

اعتبارِ زر: اس سے مراد وہ اعتماد یا بھروسہ ہے جو ایک قرض دینے والا قرض لینے والے پر کرتا ہے کہ مقررہ مدت کے بعد قرض واپس کر دے گا۔

بازاری قیمت: بازاری قیمت کسی خاص دن کی طلب و رسد کے عارضی توازن کی بنا پر قائم ہوتی ہے اس قیمت پر ہر لمحہ طلب میں کمی یا بیشی ہونے سے تغیر و تبدل آ سکتے ہیں۔

بچت: کسی شخص کی آمدنی کا وہ حصّہ جو وہ ضروریاتِ زندگی پر خرچ نہیں کرتا بلکہ بچا لیتا ہے۔

بے شمار خواہشات: انسانی احتیاجات مثلاً خوراک، لباس، رہائش، قلم اور عہدہ وغیرہ۔ تعداد میں ان گنت ہیں اور انسان تادمِ مرگ ان کو پورا کرنے کی خواہش لیے دُنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

تامین: ایسی مصنوعی پالیسیاں جو ملکی صنعتوں کو بیرونی مقابلہ بازی سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے اختیار کی جاتی ہیں، مثلاً درآمدی اشیا پر بھاری محصولات عائد کرنا، ملکی درآمد کنندگان کو عطیات دینا وغیرہ۔

تفاعل: جب کوئی متغیر مقدار کسی دوسری مقدار پر انحصار کرتی ہے تو وہ اس کا تفاعل بن جاتی ہے مثال کے طور پر طلب قیمت کا تفاعل ہے، یعنی قیمت میں تبدیلی سے طلب تبدیل ہوتی ہے۔

تکثیری: جب دو مختلف متغیرات ایک ہی سمت بڑھیں یا کم ہوں تو ایسی تبدیلی کو تکثیری تبدیلی کہتے ہیں۔

توازن: ایسی کیفیت ہے جس میں دو مخالف سمت میں حرکت کرنے والی قوتیں آپس میں برابر ہو جاتی ہیں یعنی ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہو جاتے ہیں۔

تشکیل سرمایہ: کسی خاص عرصہ کے دوران ملک کے صنعتی سرمائے کے ذخائر مثلاً مشینوں، آلات، ڈیم اور عمارتوں وغیرہ میں اضافہ تشکیل سرمایہ کہلاتا ہے۔

ترغیب یافتہ سرمایہ کاری: ایسی سرمایہ کاری جو آمدنی کے ساتھ ساتھ بڑھے جیسے کسی فیکٹری میں اشیا کی مانگ بڑھنے کے ساتھ اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

خام مال: اشیا کی تیاری میں استعمال ہونی والی اشیا مثلاً لوہا، گندم، چمڑا، کپاس وغیرہ خام مال کے زمرے میں آتے ہیں۔

خدمات: ایسی غیر مادی اشیا جو انسانی احتیاجات کی تسکین کرتی ہیں مثلاً علاج کے لیے ڈاکٹر کی خدمات اور تعلیم کے لیے اُستاد کی خدمات وغیرہ۔

خود اختیار سرمایہ کاری: ایسی سرمایہ کاری جو آمدنی میں اضافہ سے ساکن رہے اور نہ بدلے، جیسے کسی فیکٹری میں عمارت پر اُٹھنے والے اخراجات۔

خسارے کا بجٹ: ایسا بجٹ جس میں حکومت کے اخراجات وصولیوں سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

دولت: ایسی چیزیں جن میں قدر پائی جاتی ہے اور یہ طلب کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں، مثلاً گھر، کار، گندم اور چاول وغیرہ۔

زرِ مبادلہ: وہ رقوم جو بیرونی ممالک سے غیر ملکی کرنسیوں کی صورت میں ملکی ذخائر کا حصہ بنتی ہیں۔

زری منڈی: روپے پیسے کی شکل میں ملکی اشیا و خدمات کی مالیت جمع کرنا زری منڈی کہلاتا ہے۔

دفینے: پس انداز کی ہوئی رقوم جو سرمایہ کا حصہ نہیں بنتی اور وقتی طور پر استعمال میں نہیں لائی جاتیں۔

صرف: کسی شے یا خدمت کے استعمال سے براہِ راست استفادہ کرنا مثلاً روٹی سے بھوک مٹانا، اُستاد سے علم حاصل کرنا وغیرہ۔

سرمایہ کاری: افراد کی بچائی ہوئی رقوم کو کاروباری کاموں میں استعمال کر کے مزید آمدنی حاصل کرنا۔

صارف: معاشی اصطلاح میں ہر شخص کا نام ہے جو براہِ راست کسی شے یا خدمت سے استفادہ کرتا ہے۔

عاملینِ پیدائش: ایسے مداخل (Inputs) یا عناصر ہیں جن کے اتحاد اور اشتراک کی بدولت ہماری ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیا و خدمات تیار ہوتی ہیں مثلاً زمین، محنت، سرمایہ اور آجر وغیرہ۔

غیر مرئی اشیا: ایسی اشیا جو بظاہر نظر نہ آتی ہوں لیکن درآمد و برآمد کا لازمی حصہ ہوں، مثلاً غیر ملکی کمپنیوں کے ترسیلی اخراجات اور سیر و سیاحت کے اخراجات وغیرہ۔

غیر منقسم منافع: کمپنیوں کا وہ منافع جو حصہ داروں (Shareholders) میں تقسیم نہ کیا گیا ہو۔

فاضل بجٹ: ایسا بجٹ جس میں حکومت کی وصولیاں اخراجات سے زیادہ ہوتی ہیں۔

مادی لوازمات: ایسی اشیا جو روپیہ پیسہ کے بغیر حاصل نہ کی جا سکتی ہوں، مثلاً گھر، لباس، خوراک، کار اور آلات وغیرہ۔

ماخوذ طلب: کسی عامل کی بالواسطہ طلب کو ماخوذ (Derived) طلب کہتے ہیں، مثلاً گھر بنانے کے لیے مزدور کی خدمات کا استعمال ماخوذ طلب ہے۔ اسی طرح اشیا کی طلب کے بڑھ جانے سے مزدوروں کی طلب میں اضافہ ماخوذ ہے۔

محفوظ سرمایہ: زر کی وہ مقدار جسے تجارتی بنک مرکزی بنک میں ایک خاص شرح سے رکھنے کے قانونی طور پر پابند ہوتے ہیں۔

مرئی اشیا: ایسی اشیا جو نظر آنے والی ہوتی ہیں اور درآمد و برآمد کے وقت ان کا اندراج موقع پر کیا جاتا ہے، مثلاً مشینیں، آلات، کپڑا اور چمڑا وغیرہ۔

مکمل مقابلہ: ایسی صورت حال ہے جس میں ایک ہی نوعیت کی شے کو بے شمار خریدنے اور بیچنے والے ایک ہی قیمت پر خریدنے اور بیچنے پر تیار ہوتے ہیں۔

مشترکہ سرمائے کی کمپنی: مشترکہ سرمائے کی کمپنی میں کئی افراد مل کر سرمایہ لگاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر کمپنی کے حصص کھلے بازار میں فروخت کر کے سرمایہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔

معاشی ماہیت: ملکی حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کسی معاشی اصطلاح کی تفصیلی وضاحت۔

مالیاتی پالیسی: حکومت کے ٹیکس عائد کرنے، سرکاری قرضہ لینے اور اپنی آمدنی کے خرچ کرنے کے سلسلے میں جو خاص نقطۂ نظر اختیار کرتی ہے مالیاتی پالیسی کہلاتی ہے۔

کمیابی: ایسی شے جو طلب کے مقابلہ میں کم ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفت عطیہ نہ ہو بلکہ اس کی قیمت ہو، مثلاً گندم، چاول، چینی اور گھر وغیرہ۔

کمیاب ذرائع: ایسی اشیا و خدمات جو ہماری ضروریات کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں اور ان کو حاصل کرنے کے لیے قیمت ادا کرنی پڑتی ہے مثلاً کپڑا، قلم اور روٹی وغیرہ۔

کفالتیں: ایسی حکومتی دستاویزات یا تحریریں جو حکومت عام لوگوں پر بنکوں سے قرضہ لیتے وقت جاری کرتی ہے۔

نسبت درآمد و برآمد: بین الاقوامی تجارت میں جس شرح قیمت سے اشیا کا باہمی تبادلہ کیا جاتا ہے اسے نسبت درآمد و برآمد کہتے ہیں۔

قومیانے: جب ملکی اثاثوں یا کاروباری شعبوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے کر چلاتی ہے تو ایسی پالیسی قومیانے کی پالیسی کہلاتی ہے۔

ہنڈی: ایسی کاروباری دستاویز یا بل ہے جو ایک بیوپاری کسی تاجر سے اشیا اُدھار خریدتے وقت بطور ضمانت تاجر کو اپنے دستخط کر کے حوالے کرتا ہے اس دستاویز پر رقم ادا کرنے کی تمام شرائط درج ہوتی ہے۔

حوالہ جات

1.	Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan	2012-13
2.	Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan	2013-14
3.	Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan	2014-15
4.	Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan	2015-16
5.	Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan	2016-17
6.	Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan	2017-18
7.	Introduction to Economics	Paul A. Samuelson	
8.	Price Theory	Rayan and Pearce	
9.	Price System and Resource Allocation	Leftwich, R.H	
10.	Essentials of Economics	Sloman, Jhon	

PART I & II
ECONOMICS 9th, 10 Correction

صفحہ نمبر 5:

مشقی سوالات

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

i- مارشل کی تعریف کا تعلق ہے:

(الف) غیر مادی لوازمات سے (ب) دولت کے حصول سے

(ج) مادی فلاح و بہبود سے (د) ذرائع کی قلت سے

ii- سب سے واضح اور جامع تعریف پیش کی:

(الف) آدم سمتھ نے (ب) الفرڈ مارشل نے

(ج) رابنز نے (د) اے۔سی۔پیگو نے

iii- معاشیات میں ایسی اشیا کا حوالہ ہے جو:

(الف) قلیل ہیں (ب) محدود ہیں

(ج) جن کی قیمت ہے (د) الف، ب اور ج

iv- آدم سمتھ کی کتاب کس سال میں شائع ہوئی؟

(الف) 1870ء (ب) 1890ء

(ج) 1776ء (د) 1876ء

v- عاملین پیدائش میں شامل ہیں:

(الف) زمین (ب) محنت

(ج) سرمایہ (د) الف، ب اور ج

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- معاشی مسئلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے محدود ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

ii- رابنز نے۔۔۔۔۔۔کی تعریف کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

iii- رابنز کے مطابق ذرائع کا۔۔۔۔۔۔استعمال ممکن ہے۔

iv- معاشیات کا بانی۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

v- نیوکلاسیکل مکتبِ فکر نے معاشیات کو۔۔۔۔۔۔۔کا علم قرار دیا۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
کمیابی	ایک شخص یا فرم کے مطالعہ سے ہے	
مادی فلاح و بہبود	بڑے معاشی مجموعوں کے مطالعہ سے ہے	
جزیاتی معاشیات کا تعلق	انسان کے طرزِ عمل سے ہے	
کلیاتی معاشیات کا تعلق	ضرورت سے کم ہونا ہے	
معاشرتی سائنس کا تعلق	پیمائش ممکن نہیں ہے	

سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- علم معاشیات سے کیا مراد ہے؟

ii- الفرڈ مارشل کی تعریف کے الفاظ تحریر کریں۔

iii- آدم سمتھ کی معاشیات کی تعریف بیان کریں۔

iv- جزیاتی اور کلیاتی معاشیات میں کیا فرق ہے؟

v- مادی خوشحالی کے لوازمات سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- ''معاشیات دولت کا علم ہے'' یہ کس معیشت دان کے الفاظ ہیں؟ ان کی وضاحت بھی کریں۔

ii- الفرڈ مارشل کی بیان کردہ معاشیات کی تعریف کی تشریح کریں۔

iii- رابنز کی تعریف کی وضاحت کریں۔

iv- معاشیات کے مفہوم کو تفصیل سے بیان کریں۔

صفحہ نمبر 7: **معاشیات کے موضوعات**

صفحہ نمبر 7: حاجات کی درج ذیل دو قسمیں ہیں :

صفحہ نمبر 9: **(1) اشیائے صرف (Consumer Goods)**

صفحہ نمبر 11: **(1) استعمالی قدر (Value-in-use)**

صفحہ نمبر 13:

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- کمیابی کی وجہ سے معاشرہ مجبوراً :

(الف) سڑکیں بناتا ہے (ب) وسائل بچاتا ہے

(ج) انتخاب کرتا ہے (د) کام کرنا بند کر دیتا ہے

ii- قلت ہر معاشرے میں موجود ہوتی ہے کیونکہ :

(الف) خواہشات محدود اور وسائل لامحدود ہوتے ہیں۔ (ب) لامحدود خواہشات اور لامحدود وسائل ہوتے ہیں۔

(ج) محدود وسائل اور لامحدود حاجات ہوتی ہیں۔ (د) محدود معلومات اور تکنیکی سہولت ہوتی ہے۔

iii- لفظ ''معاشی'' کا تعلق ہے :

(الف) قلت سے (ب) لامحدود سے

(ج) قیمت سے (د) الف، ب اور ج تمام سے

iv- معاشی شے وہ ہوتی ہے جو :

(الف) منافع پر بیچی جائے (ب) جس کی قیمت ہو

(ج) بہترین کوالٹی کی ہو (د) حکومت نے بنائی ہو

v- معاشیات میں ''مختتم'' کا مطلب :

(الف) زیادہ (ب) کم از کم

(ج) اگلی اکائی کا اضافہ (د) تینوں میں سے کوئی نہیں

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- مختتم افادہ ہر اگلی اکائی سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

ii- معاشی ۔۔۔۔۔۔۔ اشیا و خدمات پیدا کرتی ہے۔

iii- کسی شے کی قدر زیادہ ہونے سے اس کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زیادہ ہو جاتی ہے۔

iv- خوراک، لباس اور رہائش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حاجات ہیں۔

v- اشیائے سرمایہ کی طلب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ طلب کہلاتی ہے۔

صفحہ نمبر14: سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

صفحہ نمبر15: falls and if price falls, then the quantity demanded rises

صفحہ نمبر15: (Quantity demanded a the function of price)

صفحہ نمبر16: 3.3 قانونِ طلب کے مفروضات (Assumptions of Law of Demand)

صفحہ نمبر18: 3.5 قانونِ طلب کی حدود (Limitations of Law of Demand)

صفحہ نمبر18: (2) کمیاب اشیا (Scarce Goods)

صفحہ نمبر20: (9) نئی (New Techniques)

کبھی کبھی نئی تکنیک کے نتیجے میں بھی کسی شے کی مقدارِ طلب تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کاغذ اور قلم کے بجائے کمپیوٹر پر کتاب جلدی اور بہتر لکھی جا سکتی ہے تو کمپیوٹر کی مقدار طلب میں اضافہ ہو جائے گا۔

صفحہ نمبر21:

سوال نمبر1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- اگر کسی شے کی قیمت گر جاتی ہے تو اس شے کی مقدار طلب:
(الف) بڑھ جاتی ہے (ب) گر جاتی ہے
(ج) یکساں رہتی ہے (د) الف، ب اور ج

ii- طلب کے خط کا رجحان ہوتا ہے۔
(الف) نیچے سے اوپر (ب) اُفقی
(ج) عمودی (د) اوپر سے نیچے دائیں طرف

iii- قانون طلب کا اطلاق نہیں ہوتا اگر اشیا ہوتی ہیں۔
(الف) گھٹیا (ب) نایاب
(ج) قلیل (د) الف، ب اور ج

iv- کسی ایک شے کی قیمت چڑھنے سے متبادل شے کی
(الف) قیمت گر جاتی ہے (ب) قیمت بڑھ جاتی ہے
(ج) طلب بڑھ جاتی ہے (د) طلب گر جاتی ہے

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i- جب شے کی ________ چڑھ جاتی ہے تو مقدار طلب گر جاتی ہے۔
ii- گھٹیا شے کی قیمت کم ہونے سے ________ گر جاتی ہے۔
iii- باعث امتیاز شے کی قیمت زیادہ ہونے سے طلب ________ جاتی ہے۔
iv- قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے طلب میں تبدیلی کو ________ کہتے ہیں۔

صفحہ نمبر22: سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

صفحہ نمبر25: (Quantity supplied is a function of price)

صفحہ نمبر28: سوال نمبر4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

صفحہ نمبر34: "A market is a place where buyers a d sellers are in such close contact with eachother

صفحہ نمبر47: (6) صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی (Nationalization of Industries)

صفحہ نمبر49: افزائش آبادی کی تین بنیادی وجوہات ہیں:

صفحہ نمبر49: پاکستان میں بنیادی صحت اور علاج کی سہولتوں کی وجہ سے شرح اموات میں کمی واقع ہوئی ہے جبکہ اوسط متوقع زندگی 66 سال ہے۔

صفحہ نمبر50: (4) لوگوں کے روّیے (Attitude of People)

صفحہ نمبر51: 7.17 فی کس کم آمدنی کی وجوہات (Causes of Low Per-Capita Income)

صفحہ نمبر55: عاملینِ پیدائش (یعنی زمین۔محنت۔سرمایہ اور تنظیم) کی منظّم خدمات کے معاوضوں کو جو وہ لگان۔اُجرت۔سود اور منافع کی صورت میں حاصل

صفحہ نمبر64: iv- آمدنی اور انتقالی ادائیگیوں میں فرق بیان کیجیے۔

صفحہ نمبر78: (1) نوٹوں کے اجرا کا اختیار (Note Issuing Authority)

صفحہ نمبر83: (4) حِصّصی شراکت (Equity Participation)

صفحہ نمبر87: 11.4 بین الاقوامی تجارت کے فوائد اور نقصانات

صفحہ نمبر105: 13.3 پاکستانی معیشت کا زرعی شعبہ (Agriculture Sector of Pakistan Economy)

صفحہ نمبر105: پیداوار کا 19 فی صد حصہ زراعت کے شعبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ملک کی صنعتوں کو خام مال کی فراہمی بھی زراعت کے شعبہ کی مرہون منت

صفحہ نمبر105: 19 فیصد حصہ فراہم کر رہا ہے۔

صفحہ نمبر107: صنعتی شعبہ پاکستانی معیشت کا دوسرا اہم شعبہ ہے جو خام ملکی پیداوار میں 21 فیصد حصہ فراہم کرتا ہے جبکہ زرعی شعبے کی ترقی کا انحصار

صفحہ نمبر112: (ج) 21 فی صد

صفحہ نمبر115: ذخیرہ اندوزی، رشوت، دھوکہ بازی سے کمائی ہوئی دولت۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنی معاشی آزادی کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ

صفحہ نمبر117: معاشرے سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ جائے۔ اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل